https://ataunnabi.blogspot.in

علمی و تحقیقی لاجواب رسائل کا مجموعہ المسمیٰ

مجموعہ رسائل

حدائق الانوار
تسلیۃ المضطرین
نورِ خدا
نور الہدیٰ فی حیات الانبیاء
سماع موتیٰ
معاتب یزید (حصہ اول)
معاتب یزید (حصہ دوم)
دعوت الحق
تائید الحق
راحت القلوب

مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

شاگرد رشید مناظر اعظم علامہ محمد نظام الدین ملتانی علیہ الرحمہ

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ
ایم اے اردو، پنجابی، تاریخ

ناشر: فیضان مدینہ پبلی کیشنز

جامع مسجد عمر روڈ کاموکے ضلع گوجرانوالہ فون : 0435-814266

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۱۔ نام کتاب: مجموعہ رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ

ایم اے (اُردو، پنجابی، تاریخ)

۳۔ باہتمام: محمد جہانگیر قادری

صدر انجمن فلاح المسلمین

جامع مسجد عمر چشمہ فیض محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

۴۔ ناشر: فیضان مدینہ پبلیکیشنز

۵۔ صفحات:

۶۔ بارِ اوّل: مئی 2003ء

۷۔ قیمت: -/150 روپے

ملنے کے پتے:

☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ☆ شبیر برادرز لاہور ☆ فرید بک سٹال لاہور

☆ مکتبہ جمال کرم لاہور ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ☆ مسلم کتابوی لاہور

☆ مکتبہ قادریہ لاہور ☆ مکتبہ قادریہ میلاد مصطفےٰ چوک گوجرانوالہ

☆ مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ ☆ مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ

☆ میلاد پبلیکیشنز لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مختصر تعارف رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

شاگردِ رشید مناظرِ اعظم علامہ محمد نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حدائق الانوار

درود شریف کے فضائل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف اور اخلاق کے بیان میں بڑا پُر اثر رسالہ ہے۔

تسلیۃ المضطرین

دُعا کے احکام وفضائل اور شرائط بیان کئے ہیں پھر شرک استمداد اولیاء پر مفید مواد مہیا کیا ہے۔ آخر میں چند مشہور دعاؤں کا بھی تذکرہ ہے۔

نُورِ خُدا

اس رسالہ میں آپ کے نور مخلوق ہونے پر تفصیلی حوالہ جاتی دلائل دیئے گئے ہیں اور پھر آپ کی بے مثل بشریت کو بڑے موثر انداز میں بیان کرنے کے بعد لفظ نور کی تحقیق فرمائی ہے۔

نُور الہدیٰ فی حیات الانبیاء

یہ انبیاء اکرام کی جسمانی برزخی حیات پر بہترین رسالہ ہے اور منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ردّ میں آپ نے پہلے باب میں قرآن مجید سے دلائل دیئے ہیں اور ہر آیت کی شرح میں مشہور مفسرین کے اقوال پیش کئے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پھر دوسرے باب میں احادیث اور آثار صحابہ سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور باب سوم میں اقوال علمائے کرام در بارۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر دیئے ہیں اور آخر میں اپنے مؤقف کی حمایت میں تاریخی شہادتیں پیش کی ہیں۔

سماعِ موتیٰ

زیارتِ قبور، استمداد اولیاء اور سماعِ موتیٰ کے موضوع پر بہترین رسالہ ہے۔ قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں سماعِ موتیٰ کے عقیدہ کو درست ثابت کیا ہے اور آخر میں منکرین سماعِ موتیٰ کے شبہات کا تفصیلی ردّ فرمایا ہے۔ بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب انکار سماعِ موتیٰ اور فقہائے احناف کی کتب فقہ سے مردوں کے نہ سننے کے دلائل کا بہترین ردّ فرمایا ہے۔

معائبِ یزید (حصہ اوّل)

یہ رسالہ ناصبیت کے فتنہ کے ردّ میں بہترین ہے۔ کاموںکے میں ایک غیر مقلد نے یزید کی حمایت میں ایک رسالہ "معارف یزید" لکھا۔ آپ نے اس کا تفصیلی ردّ فرمایا اور اس شقی القلب نے لکھا کہ اگر امام صاحب کامیاب ہو جاتے تو بے شک اسلام مردہ ہو جاتا اور آپ کے یزید کے خلاف خروج کے بارے میں ہذیان بکا تو آپ نے معائبِ یزید میں اس کے بے بنیاد الزامات کے بخئے ادھیڑ دیئے۔

معائبِ یزید (حصہ دوم)

اس بد بخت ناصبی کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک سے اتنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بغض تھا کہ اس نے معائب یزید اوّل کے ردّ میں معارف یزید حصہ دوم لکھا تو آپ نے اس شقی القلب کا معائب یزید حصہ دوم لکھ کر تفصیلی ردّ فرمایا۔

دَعوتُ الحق

اس رسالہ میں آپ نے عیسائیوں کے الوہیت مسیح کے باطل عقیدہ کا عیسائیوں کی کتب سے ردّ فرمایا۔

تائیدالحق

اس رسالہ میں آپ نے عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کا مکمل اور مسکت ردّ فرمایا

رَاحتُ القلوب

اس رسالہ میں آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت حیات محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کے حالاتِ زندگی بیان فرمائے ہیں اور اپنے پیرومرشد کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کیلئے کی جانے والی کوششوں کا بڑا پُر اثر خاکہ پیش کیا اور تصوّف کے بہت سے مسائل پر بڑی مفید معلومات مہیا کی ہیں۔

****

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مبلغ اسلام الحاج مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

کے مختصر حالاتِ زندگی

....

پیدائش:

مبلغ اسلام الحاج مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ موضع چھیلو کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۱۰ء بروز بدھ جناب غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے دو بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

ابتدائی تعلیم:

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے پرائمری تعلیم موضع واں سے حاصل کی۔ آپ کے والدین چند گھریلو حالات کی بناء پر ہجرت کر کے موضع لویری والا تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ تشریف لے گئے جو کہ آپ کا ننھیالی گاؤں تھا۔ مڈل کا امتحان سوہدرہ سے پاس کرنے کے بعد آپ نے وزیر آباد میں گورنمنٹ پبلک ہائی سکول میں داخلہ لے لیا اور میٹرک کا امتحان یہیں سے پاس کیا۔

اس کے بعد جونیئر اینگلو ورنیکلر ٹیچر کا کورس کرنے کیلئے آپ لاہور تشریف لے گئے اور گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا چونکہ آپ کا خاندان ایک مذہبی خاندان تھا اور آپ کو بھی مذہب اور دین سے بہت لگاؤ تھا۔ اس لئے آپ نے دنیاوی تعلیم کو خیر باد کہہ دیا اور واپس اپنے گاؤں لویری والا چلے آئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دینی تعلیم:

مذہب اور دین سے فطری لگاؤ اور ایک اللہ والے سے ملاقات کے بعد آپ نے دنیاوی تعلیم چھوڑ کر وزیر آباد کے ایک مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد نظام الدین ملتانی سے خصوصی طور پر اکتساب فیض حاصل کیا۔ اُستاتذہ کی خصوصی توجہ اور تعلیم کے والہانہ شوق کی وجہ سے آپ نے بہت جلد تعلیم مکمل کر لی۔ آپ نے اپنے اساتذہ سے علمی فیض حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ذاتی دینی مطالعہ اور تحقیق سے اپنے علم میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔

خطابت اور دین کی تعلیم و ترویج:

مذہبی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے دین کی ترقی و ترویج کیلئے اپنے گاؤں لویری والہ سے کام شروع کیا اور وہاں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے بعدازاں آپ سوہدرہ تشریف لے گئے۔ ۱۹۵۰ء کے اوائل میں آپ گورنمنٹ ٹیکنیکل اینڈ انجینئرنگ کالج ہیڈ مونگ رسول ضلع منڈی بہاؤالدین تشریف لے گئے اور وہاں کالونی کی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

اس کے بعد الحاج مولانا لطیف احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ مدفون مکہ مکرمہ کی درخواست پر آپ کامونکی تشریف لائے اور یہاں حیدری مسجد میں درس قرآن و حدیث اور خطابت کی ذمہ داری نبھانی شروع کر دی۔ بعدازاں اپنے دوستوں اور معتقدین کے اصرار پر آپ ڈسکہ تشریف لے گئے اور وہاں ایک خوبصورت اور وسیع مسجد ''جامع مسجد عمر'' تعمیر کروائی جس میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اسی دوران آپ کے خاندان کے کافی لوگ ملازمت اور دیگر ذمہ داریوں کی بناء پر کامونکی میں آباد ہو چکے تھے۔ اس لئے آپ بھی دوبارہ کامونکی تشریف لے آئے اور جامع مسجد صدیقی اڈے والی میں دین کی خدمت کرتے رہے۔

بعدازاں چارہ منڈی کامونکی میں چشمہ فیض محمدی جامع مسجد عمر کی بنیاد رکھی اور اسے دینی مرکز بنانے کی دھن لئے اس کی تعمیر کی طرف توجہ دی اور ساتھ ساتھ اسی مسجد میں خطابت اور درس قرآن وحدیث سے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن کرتے رہے۔ آج کل اسی مسجد میں "مدرسۃ المدینہ" کے نام سے علم وادب کا ایک مرکز قائم ہے اور شمع رسالت کے پروانے اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ آپ اپنے آخری ایام اسی مسجد میں خطیب کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔

آپ نے جب ملٹری کنٹونمنٹ بورڈ سے مسجد کیلئے 60x90 کے پلاٹ کیلئے منظوری حاصل کی تو آپ نے اس کا نام جامع مسجد عمر رکھا۔ اس کا سنگ بنیاد حضرت غزالئ زماں سید احمد سعید شاہ کاظمی صاحب نے رکھا۔ رات جب آپ سوئے تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ چشمۂ فیض محمدی صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ اس کی مناسبت سے آپ نے اس کا نام چشمہ فیض محمدی جامع مسجد عمر رکھ دیا اور واقعتاً یہ چشمۂ فیض محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس مسجد میں میرے بعد کسی وعظ قسم کے بے عمل مولوی کو اس منبر پر نہ بٹھانا۔ بلکہ کوشش کرنا کہ وہ عالم باعمل ہو۔ آپ کی وفات ۲۲ مئی ۱۹۹۶ء کے بعد علامہ محمد اکمل عطا عطاری صاحب نے یہاں تقریباً تین سال خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ اُس وقت جامعہ نظامیہ میں درس نظامی کی تکمیل کر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رہے تھے۔ اِس وقت آپ بیسیوں کتب کے مصنف ہیں۔ علامہ محمد اکمل عطا عطاری جب کراچی تشریف لے گئے تو اُس کے بعد مبلغ یورپ قاری محمد یاسین قادری مسلسل خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ نے شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح فتوح الغیب اور ایک عربی رائٹر کی کتاب کا ''فضائل آبِ زم زم'' کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی کتب کے ترجمے کر رہے ہیں۔ محمد نعیم اللہ خاں قادری صاحب جو اس مسجد کی انتظامیہ میں سے ہیں وہ بھی درجنوں کتب کے مصنف و مرتب ہیں۔ الغرض یہ مسجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق واقعی چشمۂ فیضِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے زبردست مبلغ تھے۔ آپ نے عیسائیوں کو دعوتِ اسلام دی اور مرزائیوں کو ان کی گمراہیوں سے روشناس کروایا۔ آپ نے عیسائیوں کے باطل عقائد کے ردّ میں رسائل لکھے۔ ان میں سے دو رسائل ''دعوت الحق'' اور ''تائید الحق'' اس مجموعہ میں بھی شامل ہیں۔ آپ کو عیسائیوں اور مرزائیوں کے لٹریچر کا تفصیلی مطالعہ تھا۔ آپ ان کے عقائد اور نظریات مسلسل بیان کرتے رہتے تھے تا کہ لوگ ان کے باطل عقائد سے آگاہ ہوں اور ان کی بیخ کنی کی جا سکے۔

آپ مسلک حق اہلسنّت و جماعت کے بہترین ترجمان تھے کیونکہ آپ علامہ محمد نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ اس لئے آپ کا ذہن بھی مناظرانہ تھا۔ آپ باطل فرقوں کے باطل عقائد کا تحریری و تقریری طور پر ردّ فرماتے رہتے تھے۔ جب کوئی آپ سے کسی مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو آپ قرآن و حدیث

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کی روشنی میں فی الفور جواب دیتے۔ آپ نے کبھی یہ نہ کہا کہ دیکھ کر بتاؤں گا یا کل بتاؤں گا۔ آپ کے دور کے جید علماء کرام آپ کی علمیت اور وسعت مطالعہ کی وجہ سے آپ کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے اور اکثر وبیشتر علماء کرام اپنے مسائل کے حل کیلئے آپ کی طرف رجوع کرتے۔

آپ اپنے شاگردوں کو ہمیشہ نصیحت فرماتے کہ کوئی مسئلہ ایسا بیان نہ کرو جس کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ دوران تقریر اگر کوئی غلط مسئلہ بیان کرتا تو آپ فوراً اُس کو ٹوک دیتے اور صحیح مسئلہ بیان فرمادیتے۔

عادات وخصائص:

آپ ایک درویش صفت انسان تھے۔ سادگی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تکبر اور نخوت نام کی چیز آپ کی شخصیت میں بالکل نہ تھی۔ آپ ایک صلح پسند شخصیت تھے۔ آپ کی سادگی اور ظاہری حالت کو دیکھ کر آپ کے علم ومرتبہ کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ لیکن جب آپ کسی بھی دینی موضوع پر گفتگو فرماتے تو بڑے بڑے عالم فاضل انگشت بدنداں ہو جاتے۔ آپ نے دین کے معاملہ میں کبھی بخل سے کام نہ لیا جب بھی کوئی سائل دینی معاملہ میں راہنمائی لینے کیلئے آتا آپ فوراً اُس کی تشفی فرماتے۔ آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا آپ سارا سارا دن اور رات گئے تک مطالعہ میں مصروف رہتے۔

خوف خدا اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا دامن بھرا ہوا تھا۔ آپ اکثر باتوں باتوں میں خشیت الٰہی سے روتے رہتے اور اپنے آخری ایام میں آپ پر یہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کیفیت زیادہ طاری رہتی تھی۔ خدا کے خوف کے ساتھ ساتھ آپ کو حضور پرنور شافع یوم النشور، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر بھی آپ کو بھرپور یقین تھا۔

آپ نے دو حج اور دو عمرے ادا کیے۔ آپ نے پہلا حج حضرت شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ۱۹۴۲ء میں کیا اور دوسرے حج کے موقع پر جب آپ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے عرض کی آپ بھی روضہ اقدس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں میرے لئے روز قیامت شفاعت فرمانے کیلئے عرض گزار ہوں۔ آپ جب جانے لگے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ آپ کو میری درخواست یاد رہے گی۔ تو انہوں نے فرمایا:

"بروز قیامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیع"

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن ہماری شفاعت فرمانی ہے تو آپ کا نام "محمد شفیع" اس فقرہ کی مناسبت سے کس طرح بھول سکتا ہوں۔

وفات:

آپ نے ۲۲ مئی ۱۹۹۶ء بروز بدھ وفات پائی اور جامع مسجد عمر چشمہ فیض محمدی کے ساتھ مدرسہ کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ جہاں ہر سال آپ کا عرس مبارک نہایت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر جلیل القدر علماء کرام تقاریر فرماتے ہیں اور قرآن خوانی و نعت خوانی کے ذریعے آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے

****

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

درود شریف کے فضائل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف

اور

اخلاق مبارک کے بیان میں بہترین رسالہ

حدائق الانوار

از

غلام غلامانِ امیر ملت شیخ طریقت، اعلیٰ حضرت پیر کامل عالی

جناب الحاج حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

مبلغ اسلام الحاج مولانا محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد صدیقی اڈے والی

for more books click on the link

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حدائق الانوار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین رحمۃ للعلمین۔ شفیع المذنبین امام الاولین والاخرین وعلی اھلہ واصحابہ اجمعین وعلینا معھم الی یوم الدین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عرصہ تیس سال سے یہ خادم تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ پچھلے چند خطبوں میں جو مسجد صدیقی واقع کامونکی میں دیئے گئے نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کہنا اور اس کے آداب بھی بیان کئے۔ اس پر چند احباب نے اصرار کیا کہ ان خطبوں کو سلک تحریر میں لانا چاہیے۔ چنانچہ دوستوں کی فرمائش کے مطابق یہ چند نورانی حدیقے تحریر کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے اور اس کا ثواب احقر کے والدین ماجدین کے نامۂ اعمال میں درج فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

حدیقہ اوّل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے ایمان دار بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نبی کریم رؤف الرحیم پر صلوٰۃ وسلام کا تحفہ پیش کریں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ جتنے احکام اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں بندوں کو کرنے کے لیے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ارشاد فرمائے ہیں کسی میں بھی یہ اہتمام نہیں مثلاً نماز۔روزہ۔حج۔زکوۃ۔امور خیر کا بجالانا تو ارشاد فرمایا مگر کسی فعل میں یہ ترغیب نہیں دی کہ میں اور میرے فرشتے یہ فعل کرتے ہیں لہٰذا تم بھی یہ فعل بجالاؤ۔گویا اللہ تعالیٰ نے کمال ترغیب دی۔کہ یہ کام میں بھی کرتا ہوں اور میرے فرشتے بھی کرتے ہیں لہٰذا اے ایمان والو میرے کام سے مشابہت پیدا کر کے اپنی نجات کروالو اور اپنے دامن مراد کو بھرلو۔

اس آیت کریمہ میں تین امور مذکور ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ صلوٰۃ بھیجتا ہے۔

2. فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

3. ایماندارو! تم بھی صلوٰۃ وسلام پیش کرو۔ (اللہ کی صلوٰۃ سے کیا مراد ہے)

بخاری شریف جلد سوم مصری باب قولہ ان اللہ وملائکتہ...... الآیۃ قال ابو العالیہ صلوٰۃ اللہ ثناءُ علیہ عند الملائکتہ یعنی ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ کی صلوٰۃ نبی کریم ﷺ کی تعریف فرشتوں کے سامنے ہے۔اللہ اکبر۔کیا مرتبہ ہے سید المرسلین ﷺ کا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں اپنے حبیب کریم ﷺ کی تعریفیں کرتا ہے اور وہ تعریفیں سن کر فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔کہ یا اللہ نبی کریم ﷺ کے درجات اور مرتبے بلند فرما اور ان کے دین کو تا قیام قیامت جاری فرما۔چنانچہ وہی عالم ربانی فرماتے ہیں۔صلوٰۃ الملائکتہ الدعا۔بخاری شریف کی اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت نبی کریم ﷺ کی تعریفیں کرتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے ہر وقت مزید ترقی اور درجات کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر مخلوق کے حوالہ کیا اور نبی کریم ﷺ کا ذکر خود اختیار کیا جس سے صاف ثابت ہے کہ ازل سے لے کر ابد تک نبی کریم ﷺ کی صفات بیان ہوتی رہیں گی لیکن ختم نہ ہوں گی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا نام محمد ﷺ بیان کیا ہے۔ اور محمد وہ ہے جس کی تعریف بار بار کی جائے۔ اور کبھی ختم نہ ہو۔ اور یہی منشا ہے اللہ کریم کے اس ارشاد کا ۔"ورفعنا لك ذكرك"۔ یعنی اے محبوب علیہ السلام میں نے تیرے لیے تیرا ذکر بلند کر دیا ہے۔ جس کا ذاکر خود اللہ تعالیٰ ہو بھلا اس کا ذکر کبھی ختم ہو سکتا ہے۔

وہ گروہ ذرا توجہ کرے جو ذکر حبیب علیہ السلام کی محفلوں پر فتوے بازی کرتے ہیں حضور علیہ السلام کی ذکر کی محفلیں تو ازل سے شروع ہیں اور ابد تک رہیں گی۔ کوئی انہیں نہیں مٹا سکتا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یصلون یبر کون یعنی صلوٰۃ ملائکہ سے مراد طلب برکت ہے۔ اب اگر مومنین کی صلوٰۃ وسلام اسی پر قیاس کریں تو ثابت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ تم ہمیشہ میرے محبوب کا ذکر کیا کرو اور اس کے لیے برکت ورحمت کے طالب رہو۔ واللہ چہرہ محمدی رب کریم کا قبلہ ہے چنانچہ تفسیر روح المعانی سپارہ دوم میں ہے یا رسول اللہ انت قبلتی یعنی یا رسول اللہ تو میرا قبلہ ہے۔ مسلمانو! خیال تو فرماؤ کہ اگر نماز کے قبلہ کے طرف پاؤں کیے جائیں یا تھوکا جائے یا پاخانہ کے وقت پیٹھ کی جائے یا منہ کیا جائے تو آدمی بے ادب اور گستاخ ہوگا اور اگر نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی جائے تو پھر کہاں ٹھکانا ملے گا۔ العیاذ باللہ۔

تفسیر خازن جلد سوم مصری ص 510 پر ہے۔ الصلوٰۃ من اللہ الرحمتہ ومن الملائکتہ الاستغفار فصلاۃ اللہ ثنائوہ علیہ عند ملائکتہ وصلاۃ الملائکتہ الدعاء یعنی اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ طلب دعا ہے۔

اور تفسیر مدارک بر حاشیہ خازن جلد سوم ص 510 (یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ) اے قولوا اللھم صلی علی محمد وصلی اللہ علی محمد (وسلموا اتسلیما) ای قولوا اللھم سلم علی محمد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اوانقادو والامرہ وحکمہ انقاداًیعنی اے ایمان دارو کہو اللھم صلی وسلم علی محمد اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کرو اور اسی جگہ منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ دو فرشتے ہیں جب کوئی مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے وہ فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور دوسرے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ صلوٰۃ وسلام کا ورد نہایت ہی مرتبہ رکھتا ہے۔ کیونکہ درود شریف پڑھنے والا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے فعل کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور فرشتے اس کی بخشش کے لیے دعائیں مانگتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے سمندروں میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

احادیث نبی کریم ﷺ میں اس عمل کا درجہ بہت بلند بیان کیا گیا ہے۔

مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار صلوٰۃ بھیجی اللہ تعالیٰ اس کے عوض دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتا ہے کتنا مرتبہ بلند ہے اس پیارے عمل کا۔ کہ اگر ایک دفعہ ہم کہیں اللھم صلی علی محمد تو اللہ تعالیٰ دس دفعہ کہتا ہے علیک یا عبدی عشرۃ مرۃ میرے بندے تجھ پر دس دفعہ۔ کون اندازہ کر سکتا ہے کہ اس پیارے فعل کا اجر کتنا ہے۔ اللہ کا دس دفعہ رحمت بھیجنا کسی گناہ یا دکھ کو باقی نہیں چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ایک نظر کا اندازہ مشکل ہے تو دس جو کہ عدد کامل ہے اس کا اندازہ کس سے ہو سکے۔

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو نبی کریم ﷺ پر ایک دفعہ صلوٰۃ بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اور دس برائیاں اس سے مٹاتا ہے۔ اور دس درجے بلند کرتا ہے اور ابی طلحہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار صلوٰۃ بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ دس بار صلوٰۃ بھیجتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے اور جو مجھ پر ایک دفعہ سلام بھیجے اس پر اللہ تعالیٰ دس سلام بھیجتا ہے اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ وسلام دونوں پڑھی جائیں نہ اکیلی صلوٰۃ اور نہ سلام تاکہ دونوں برکتیں میسر ہوں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میرے نزدیک وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف بھیجے گا۔ ایسا ہی آثارالصالحین سے ثابت ہے کہ اس مبارک عمل سے بندہ قرب محمدی ﷺ حاصل کرتا ہے۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جزب القلوب ص 333 فارسی اور مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن شبلی علیہ الرحمۃ ابوبکر مجاہد کے پاس آئے ابوبکر مجاہد تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے اور اس کے ساتھ معانقہ کیا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا یا سیدی شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے لوگ اسے دیوانہ کہتے ہیں انہوں نے کہا میں نے نہیں کیا مگر جو کچھ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا۔ یہی معاملہ آنحضرت ﷺ نے شبلی سے کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہ معاملہ شبلی سے کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اور کہا کہ یہ ہر نماز کے بعد لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رئوف رحیم پڑھ کر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس لیے میں اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہوں۔

امام غزالی مکاشفۃ القلوب مصری ص 17 پر لکھتے ہیں ایک عورت حضرت حسن بصری کے پاس آئی اور کہا میری نوجوان لڑکی فوت ہوگئی ہے میں آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ مجھے کوئی ورد عطا فرمایئے کہ اپنی لڑکی کو خواب میں دیکھوں۔ آپ نے ورد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

غلیم فرمایا اس عورت نے لڑکی کو دیکھا کہ اس پر گندھک کا لباس اور گردن میں طوق ور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ اس عورت نے حضرت حسن بصری کو بتایا۔ مدت کے بعد حضرت حسن بصری نے دیکھا کہ وہ لڑکی جنت میں ہے اور اس کے سر پر تاج ہے اس نے کہا حسن مجھے پہچانتا ہے میں اس عورت کی بیٹی ہوں جس نے آپ سے میرا یہ حال بیان کیا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر اس حالت میں کیسے ہوئی۔ اس نے کہا ہمارے مقبرہ میں سے ایک آدمی گذرا اس نے نبی کریم ﷺ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا۔ اس مقبرہ میں پانچ سو پچاس آدمی تھے جو عذاب میں مبتلا تھے۔ آواز آئی کہ ان تمام سے اس آدمی کی صلوٰۃ کے طفیل عذاب اٹھالیا جائے اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک نوجوان کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حج کو آیا اور ہر مقام پر اس نے درود شریف پڑھا میں نے اس سے پوچھا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں اور میرا باپ حج کی نیت سے نکلے راستہ میں باپ بیمار ہوگیا اور مر گیا اور اس کا چہرہ مسخ ہوگیا۔ میں بہت رویا اور غشی میں چلا گیا ایک خوب صورت چاند سی شکل والا آیا اور اس نے میرے باپ کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ میرے باپ کا منہ چودھویں رات کا چاند بن گیا۔ میں نے اسی حال میں پوچھا آپ کون ہیں؟ جواب ملا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ۔ تیرا باپ مجھ پر درود پڑھتا تھا اس کی خبر فرشتوں نے مجھے دی میں نے اس کی امداد کے لیے خدا سے اجازت چاہی مجھے اجازت مل گئی اور میں نے اس کی مدد کی۔

(جذب القلوب فارسی ص236 شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

زیارت مبارکہ کے کے لیے علمائے ربانی نے کئی صیغے درود شریف کے لکھے ہیں۔ سب سے آسان اور زود اثر صیغے ہیں جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تمام علمائے دیوبند کے پیر ہیں اور انہیں مولوی رشید احمد۔ مولوی اشرف اور مولوی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قاسم قطب لکھا کرتے تھے۔ اپنی کتاب ضیاء القلوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ رات کے اندھیرے میں قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر دل پر ضرب الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی لگائیں اور سینہ کے درمیان الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اور دائیں جانب روح پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب لگائیں اور خیال کریں کہ چاند کے چہرے والا نبی مکرم ﷺ میرے پاس ہے انشاء اللہ ایک ہفتہ میں زیارت ہو جائے گی۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ فی السلاسل میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے مشائخ سے اوراد فتحیہ کی اجازت لی ہے اور اس کے ورد سے ہزاروں ولی بن گئے ہیں اس اوراد فتحیہ میں سترہ صیغے حاضر کے موجود ہیں۔

اور مولوی حسین احمد مدنی نے شہاب ثاقب میں لکھا ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا جائز ہے۔

منکرین غور فرمائیں اور جذب القلوب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اللھم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی رویت کے لیے مجرب لکھا ہے۔

اور ابن قیم نے جلاء الافہام میں لکھا ہے کہ شبلی ہر نماز کے بعد صلی اللہ علیک یا محمد پڑھا کرتے تھے غرض درود شریف کا وظیفہ دین و دنیا میں کامیابی کی کلید ہے جس کو شیخ کی بیعت میسر نہ ہو وہ کثرت سے صلوٰت وسلام کا ہدیہ درگاہ رحمۃ للعالمین میں پیش کرے یہ درود شریف شیخ کامل کا کام دے گا۔ اور ابوالحسن شاذلی مصری جو قطب وقت تھے فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف پڑھنے والا براہِ راست نبی کریم ﷺ سے فیض حاصل کرتا ہے۔

حدیقہ دوم

اس میں درود شریف کے کئی فوائد درج کیے جاتے ہیں جو محدثین نے اپنی اپنی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کتابوں میں درج فرمائے ہیں الجیش اللکفیل مصری میں شیخ سید محمد شنجیطی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن ذکری اور صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں نقل فرمایا ہے کہ درود شریف کے ورد سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔1. اللہ کے حکم کی تعمیل۔2. اللہ تعالیٰ کی موافقت۔3. فرشتوں کی موافقت۔4. اللہ تعالیٰ کی دس صلواتیں حاصل کرنا۔5. دس درجے بلند ہونا۔6. دس نیکیاں نامہ اعمال میں درج ہونا۔7. دس بدیاں نامہ اعمال سے مٹنا۔8. دعا کی منظوری کی امید۔9. ذریعہ شفاعت نبی کریم ﷺ۔10. گناہوں کے ازالہ کا سبب۔11. غموں کا دور ہونا۔12. نبی کریم ﷺ کا سبب قرب۔13. صدیقوں کی صف میں کھڑا ہونا۔14. حاجتوں کو پورا کیا جانا۔15. اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی رحمتوں کا مورد ہونا۔16. درود شریف کے پڑھنے والے کی طہارت کا سبب۔17. موت سے پہلے جنت کی بشارت ملنا۔18. قیامت کے حولوں سے چھٹکارا۔19. نبی کریم ﷺ کی رحمت کا مورد بننا۔20. بھولی ہوئی چیز کا یاد آنا۔21. مجلس کی پاکیزگی کا سبب۔22. غربت اور افلاس کا دور ہونا۔23. اسم بخیل کا دور ہونا۔24. جہنم کی بدبو سے بچنا۔25. پل صراط پر قائم رہنا۔26. نبی کریم ﷺ کی بددعا سے بچنا۔27. جنت کے راستہ پر گامزن ہونا۔28. محبت رسول اللہ ﷺ کی زیادتی۔29. دل کی حیات۔30. نبی کریم ﷺ کے پیش ہونا کہ یارسول اللہ ﷺ فلاں ابن فلاں آپ پر درود شریف پڑھتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی کہ آقا علیہ السلام کی درگاہِ عالیہ میں ہم گنہ گاروں کا تذکرہ ہو۔ اگر دلائل ملاحظہ کرنے ہوں تو جذب القلوب شیخ عبدالحق اور مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات علامہ فاسی اور شفا شریف قاضی عیاض ملاحظہ فرمائیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حدیقہ سوم

نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے وقت باادب رہیں۔

1. جہاں تک ہو سکے کپڑے بدن اور جگہ پاک ہو۔ گندی اور بدبودار چیزوں سے اجتناب کریں۔ کہ نبی کریم ﷺ سرتاپا خوشبو ہی خوشبو ہیں چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک اتنا خوشبودار تھا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی خوشبو میں ڈالا کرتی تھیں۔ اور جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم کی خوشبو پتہ دیتی تھی کہ آپ اس طرف گئے ہیں اور جناب شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو حقہ سے بھی نفرت تھی کیونکہ اس میں بدبو ہے۔

2. جب درود شریف پڑھنا شروع کریں تو پہلے اپنے کو نبی کریم ﷺ کی طرف متوجہ کریں اور یہ خیال کریں کہ نبی کریم ﷺ میرا درود شریف سن رہے ہیں اور آپ نظر نبوت سے میری طرف دیکھ رہے ہیں اگر خواب میں نبی کریم ﷺ کی شکل اقدس نظر آئی ہو تو اسے نگاہ رکھیں یا روضہ کریم کی زیارت میسر ہو تو اسے نگاہ رکھیں کہ میں روضہ اقدس پر کھڑا ہوں اور صلوٰۃ وسلام پیش کر رہا ہوں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سن رہے ہیں اور اگر یہ دونوں نعمتیں میسر نہ ہوں تو پھر آپ کا تصور کریں۔ جیسا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصہ الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ نبی کریم ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کر اور آپ کی صورت کا تصور باندھ اور عرض کر السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ (احیاء العلوم جلد اول)

حضرت عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ شریعت نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ نمازی جانے کہ اس کا رسول خدا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کی درگاہ سے کبھی جدا نہیں ہوا۔ اور غیر مقلدوں کے صدیق حسن صاحب بھوپالی مسلک الختام ترجمہ بلوغ المرام ص 244 پر لکھتے ہیں کہ نماز میں سلام بصیغہ حاضر اس لیے حکم ہوا کہ حقیقت محمدیہ تمام ممکنات کے افراد میں ہر وقت موجود رہے پس نمازی کو چاہئے کہ اس سے غافل نہ ہو اور ایسا ہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے رسائل اور مدارج النبوت میں تحریر کیا ہے ایسا ہی فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول الجمیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ اپنے پیر سے غائب ہو تو اسے اس صورت کا تصور کرنا چاہئے اس کی صورت وہی فائدہ دے گی۔ جو اس کی صحبت فائدہ دیتی ہے۔ حکیم الامت کے اس ارشاد کو غور سے پڑھو تو معلوم ہوگا۔ کہ کاملین کا تصور اس کی صحبت کے فوائد رکھتا ہے اور حاشیہ پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کی شکلوں کا تصور برکات باری کو اپنی طرف کھینچ لاتا ہے تو اے عزیز اگر تو نبی کریم ﷺ کا تصور اپنے دل میں جما کر درود شریف پڑھے گا تو یہ تصور ایک دن حقیقت بن جائے گا اور وہ جان جہاں اپنی برکات و انوار سے تجھے ایک دن اپنے قرب میں بیٹھنے کی سعادت عطا فرمائیں گے۔ اس کا تجربہ ہزارہا اولیاء اللہ نے کیا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ہند سے نبی کریم ﷺ کا حلیہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کیوں پوچھتا ہے تو آپ نے کہا اتعلق بہ (تاکہ میں اس کے ساتھ تعلق پکڑوں)۔ صحاح میں جو حلیہ مبارک کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں ان کے حواشی میں علماء فرماتے ہیں کہ حلیہ مبارک کا روایت ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ کی صورت زیبا کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھا ہوا تھا۔ اور وہ فرقت کی گھڑیاں اسی خیال پاک سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

گذارا کرتے تھے۔

وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو نبی کریم ﷺ کا حلیہ یاد رکھتے ہیں نبی کریم ﷺ کا حلیہ بیان کرنے والے صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ براء بن عازب، ہند ابن ابی ہالہ وغیرہ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت علی اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما راستے میں حضرت ابوبکر کو ملے آپ نے حسن کو اٹھالیا اور چوما اور کہا یا علی میں حسن کو اس لیے پیار کرتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے حلیہ کی یاد ہے۔ سبحان اللہ جہاں بھی محبوب کا جلوہ نظر آیا محبّ وہیں نظر براہ ہوگیا۔

حدیقہ چہارم

اس میں نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک درج کیا جاتا ہے۔ عشاق اسے اپنے دلوں میں جگہ دیں اور درود شریف پڑھتے وقت اپنی نظروں کے سامنے تعظیم سے رکھیں۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قول الجمیل میں فرمایا ہے۔ اذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہبین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ما تفید صحبتہ یعنی شیخ آنکھ سے غائب ہو تو اس کی صورت کا تخیل کر۔ اپنی دونوں آنکھوں میں محبت اور تعظیم سے پس اس کی صورت وہی فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی ہے اور قول الجمیل میں ثالثہا الرابطہ بشیخہ یعنی تیسرا شیخ کے ساتھ رابطہ قائم کرنا اس کے حاشیہ پر شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں یہ راہ سب راہوں سے زیادہ قریب ہے اور مولوی رشید احمد گنگوہی امداد السلوک میں فرماتے ہیں کہ مرید پیر کو اپنے پاس حاضر وناظر خیال کرے۔ یہ تصور اس کو بھی فائدہ دے گا جو صحبت فائدہ دیتی ہے۔

یہ ہیں علمائے ربانی اور منکرین کے اکابر کا قول جسے آج شرک کہا جاتا ہے العیاذ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

باللہ۔اللہ تعالیٰ نیک خیال، نیک صحبت اور نیک افعال نصیب کرے آمین۔یا مولائے کریم بجاہ نبی الامین والکریم ﷺ

سر مبارک۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سر مبارک بڑا تھا۔

آنکھ مبارک۔حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنکھیں بڑی تھیں اور پلکیں دراز تھیں درمیان میں سرخی تھی باہر سرمہ لگا ہوا۔

گوش مبارک۔جامع صغیر میں ہے کہ آپ تام الاذنین تھے یعنی کان مبارک میں کہیں خم وغیرہ نہ تھا۔بلکہ اپنی فطری اور جبلی شکل پر تھے۔

گردن مبارک۔لمبی تھی اور شفاف تھی۔دمیہ کے معنی گردن ہرن بھی کہا گیا ہے۔اور بت کے بھی یہ لمبائی میں تشبیہ ہے۔

مہر ختم نبوت۔آپ کے کندھوں کے درمیان بالوں کا مجموعہ تھا۔جسے مہر نبوت کہا جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ اس سے چھ طرف دیکھا کرتے تھے۔

سینہ اقدس۔کشادہ سینہ اور پیٹ برابر تھے۔اور کاغذ کی طرح ملائم اور اوپر سے ناف تک بال مبارک اور بغلیں سفید اور نورانی۔

ہاتھ مبارک۔بازو مضبوط اور دراز بند اور ہاتھ کشادہ اور نرم و خوشبو دار اور انگلیاں لمبی۔

پاؤں مبارک۔سخت اور زمین سے ابھرے ہوئے۔گوشت سے پر اور خوبصورت پاؤں اور پاؤں کی انگشت شہادت تمام انگلیوں سے لمبی۔

پنڈلیاں۔باریک۔

قد مبارک۔نہ زیادہ دراز نہ زیادہ چھوٹا۔مگر دیکھنے میں سب سے بلند نظر آتے تھے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رنگ مبارک۔نہ تو بالکل سفید تھے اور نہ بالکل سرخ۔بلکہ نمک کی طرح تھے۔

چہرۂ اقدس۔آپ کا چہرہ مبارک نہ تو بالکل گول تھا۔اور نہ ہی لمبا تھا بلکہ ذرا گول تھا اور سورج و چاند کی طرح چمکتا تھا۔

ناک مبارک۔لمبی اور پتلی اور نور ظاہر ہوتا تھا۔

ماتھا اور ابرو۔ پیشانی کشادہ۔ گر ہیں چاند کی طرح روشن ہوتیں ابرو ملے ہوئے۔

بال مبارک۔سر پر کانوں کی نچلی لو تک بال تھے۔اور گھنگریالے تھے۔ جب کنگھی مبارک کرتے کاندھوں تک اور کبھی کانوں تک آ جاتے۔

داڑھی مبارک۔گھنی اور سینہ ابھرا ہوا۔لمبائی میں کوئی خاص حد معین نہیں۔ہاں صحابہ کرام سے روایت ہے کہ آپ طول وعرض سے داڑھی کٹواتے تھے۔(ترمذی) اور حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ ایک بالشت سے زیادہ کٹوا دیتے تھے۔اسی پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی ہے۔

دانت مبارک۔سفید جیسے موتی کی لڑیاں۔ذرا کھلے اور سامنے کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔

حدیقہ پنجم

نبی کریم ﷺ کا ظاہری حسن تو بیان ہو چکا اب باطنی حسن کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ قل کل یعمل علی شاکلتہٖ یا رسول اللہ ﷺ ہر ایک اپنی شاکلہ پر عمل کرتا ہے۔(سورۃ بنی اسرائیل) اور شاکلہ سے مراد جوہر نفس ہے جو انسان نفس شریف اور طاہر رکھتا ہے تو اس کے اخلاق بھی پاکیزہ ہوتے ہیں اور جو نفس کا جوہر پلید رکھتا ہے تو اس کے اخلاق بھی پلید ہوتے ہیں۔یعنی گندے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور کبیدہ ہوتے ہیں۔ (تفسیر خازن ج3 ص189)

نبی کریم ﷺ کے اخلاق اتنے ہی بلند اور ارفع تھے جس قدر آپ کی ظاہری صورت بے مثال اور بے نظیر تھی۔ سبحان اللہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں اسی طرح نبی کریم ﷺ کی ذات اور صفات شریک سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور نبی کریم ﷺ اپنی عبودیت میں وحدہٗ لاشریک ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فاق النّبيين في خلق وفي خلق ولم يدانوه في علم ولا كرم

فهو الذى تم معناه و صورته ثم اصطفاه حبيبا بارى النسم

منزه عن شريك في محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

تمام نبیوں میں صورت اور سیرت میں بڑھ گئے۔ آپ کے علم اور کرم کو کوئی نہ پہنچا کمالات ظاہری اور باطنی آپ پر ہی ختم ہوئے۔ پھر رب تبارک و خالق نے انہیں حبیب بنالیا۔ وہ اپنے اخلاق میں شریک سے پاک ہیں۔ ان میں ایسا جوہر حسن ہے کہ وہ بے تقسیم کے ہے۔ حضرات غور فرمائیں کہ ایسا کیوں ہے۔ اگر حضور علیہ السلام محض ہماری طرح تھے اور ان کے ظاہری خدوخال کا ہم سے اشتراک تھا تو پھر آپ اپنے بڑے خلق عظیم کے مالک کس طرح بن گئے۔ جبکہ میں قرآن مجید سے ثابت کر چکا ہوں کہ اعمال جوہر نفس پر ہی موقوف ہیں اس مسئلہ میں اطباء یونانی اور حکمائے اسلامی متفق ہیں کہ بندہ کی ظاہری صورت کے مطابق اعمال روحانی سرزد ہوتے ہیں۔ اسی لیے علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد پنجم ص 496 زیر آیت "الله اعلم حيث يجعله رسالته" فرماتے ہیں۔ حلیمی نے ذکر کیا ہے اپنی کتاب منہاج میں کہ انبیاء علیہم السلام اپنے قوائے جسمانی و روحانی میں اپنے غیر سے ضروری طور پر جدا ہوتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہیں۔اور تفسیر کبیر جلد ثانی ص 440 پر فرماتے ہیں ہم کہتے ہیں جواہر نفس ناطقہ کے مختلف الماہیت ہوتے ہیں۔اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں زمین کے مشرق ومغرب کو دیکھتا ہوں اور پیٹھ کے پیچھے دیکھتا ہوں۔اور پھرارشاد فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی پاک ذاتیں تمام وجودوں کی ماہیت کے خلاف ہوتی ہے اور مواہب اللدنیہ میں ہے کہ کمال ایمان کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا بدن مبارک ایسا بنایا ہے کہ نہ تو آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد آپ کی مثل پیدا کی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف جلد دوم میں فرماتے ہیں بواطنھم متصفة باعلی من اوصاف البشر یعنی انبیاء علیہم السلام باطن بشریت سے بہت بلند ہوتے ہیں۔

اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم فرماتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی جز ستار

اگر کسی نے زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کے رسائل نورالانوار اور نورِ خدا مطالعہ کریں۔جبکہ نبی کریم ﷺ کے اعمال اور اخلاق کو اللہ تعالیٰ نے خلق عظیم سے یاد فرمایا ہے تو پھر خلقت میں نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا خیال کرنا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے اور ایمان کا دیوالہ نکالنا ہے یا تو اپنے کردار وافعال کو بھی عظیم ثابت کرو اور اگر نہیں ثابت کر سکتے تو پھر صاحب خلق عظیم کی شاکلہ کو اپنی مثل قرار دے کر جہنم کی آگ کا ایندھن نہ بنو یقیناً جس کا خلق عظیم ہے اس کی صورت زیبا بھی عظیم ہی ہوگی۔

صحیح احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے خلفائے اربعہ، عشرہ مبشرہ اور امت کے بہترین افراد کو جبکہ انہوں نے وصال کے روزے رکھنے شروع کیے فرمایا ایکم مثلی تم میں سے میری مانند کون ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اسی کی شرح میں ملا علی قاری اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ جتایا کہ میرا وجود تمہاری مثل نہیں جو بھوک سے نڈھال ہو جائے اور اس میں کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ میرا وجود بہت بڑی قوت کا مالک ہے جو کئی کئی مدتوں کی بھوک برداشت کر سکتا ہے۔

یہاں یہ مغالطہ نہیں چل سکتا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو مدارج کے لحاظ سے کہا حاشا وکلا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عشرہ حضرت مبشرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے وہم میں بھی کبھی یہ خطرہ نہ پیدا ہوا ہو کہ ہم درجہ میں نبی کریم کے برابر ہیں۔ اور آپ اس خطرہ کو دور کرنے کے لیے ایکم مثلی فرمائیں استغفر اللہ العظیم لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ کفر ہے کہ کوئی امتی نبی کے درجہ میں پہنچنے کا خیال کرے۔

ہاں خیر امت کے نیک افراد نے خیال کیا کہ نبی کریم ﷺ جب بھوک برداشت کر سکتے ہیں تو پھر ہم بھی اس مشقت میں داخل ہو جائیں تو آپ نے آگاہ فرما دیا کہ تمہارا وجود اور میرا وجود ایک جیسا نہیں۔ اس کی قوت برداشت بہت زیادہ ہے اور تم میں سے ایک بھی اس کی مثل نہیں۔ یقیناً عقیدہ اہلسنّت و جماعت ہی حق ہے کہ نبی کریم ﷺ بے مثل بشر ہیں خالق کے بندے اور بندوں کے مولا ہیں۔

بارہا گفتند و گویند کہ گفتن واجب است ۔۔۔ بعد حق افضل توئی اعلیٰ توئی اولیٰ توئی
نے خدا گوئیم ترا نے حق بشکل آدمی ۔۔۔ بندہ را مولا توئی ہم بندۂ مولا توئی

چنانچہ علامہ خازن تفسیر جلد چہارم میں فرماتے ہیں۔ اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی۔ وقیل ھو من قولھم درۃ یتیم والمعنی الم یجدك واحداً فی قریش عدیم النظیر فاٰواك اللہ اور کہا گیا ہے کہ دریتیم سے ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ تجھے ہم نے قریش میں لاشریک اور بے مثال پایا اور تجھے نصرت اور مدد دی۔ اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو صحیح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

عقیدہ عطا فرمائے۔

مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ کا سراپا اقدس بھی بے مثل اور بے نظیر ہے۔ جیسا کہ آپ کے خلق بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ السلام کے خلق اقدس کو جب ذکر فرمایا تو کہا کان خلقہ القرآن۔ اس مختصر سے کلام میں نبی کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ کا بیان فرمانا۔ یہ محبوب علیہ السلام کی محبوبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت ہے۔ جس طرح حضور اقدس ﷺ کو معجزہ عطا ہوا تھا کہ آپ کو کلمے جامع عطا ہوئے تھے جو ظاہر میں تو مختصر ہوتے مگر باطن میں اتنے عمیق کہ سینکڑوں گوہر آبدار اس کی تہ میں پوشیدہ ہوتے۔ اسی طرح اس بیان میں ام المومنین صدیقہ طاہرہ سیدہ۔ مجتہدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال ہے کہ ایک جملہ ہے مگر تمام اخلاق محمدیہ ﷺ پر حاوی۔

اب قرآن مجید کو شروع سے لے کر والناس تک پڑھو۔ ہر عمدہ اور افضل عمل جس کا امر قرآن مجید میں ہوگا آپ علیہ السلام اس کے حامل ہوں گے۔ اور ہر بری اور منکر عادت آپ سے سلب کی جائے گی۔ اسی لیے قرآن مجید میں بیان ہوا کانَ فضلهُ علیك کبیراً۔ تو جس پر فضل کبیر ہو۔ تو اس کا خلق کتنا بڑا ہوگا۔ اخلاق نبوی ﷺ کا بیان بڑا مشکل اور احاطہ ناممکن۔ کیونکہ دنیا دنی کو اللہ تعالیٰ نے قلیل کہا ہے قل متاع الدنیا قلیل کہو دنیا کی پونجی قلیل ہے۔ اشیائے دنیا کو گننا محال ہے۔ تو اس کو کون شمار کرے۔ جس کو رب تبارک تعالیٰ عظیم قرار دے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انک لعلی خلق عظیم (سورۃ نون)

اس آیت مبارکہ کا نزول اس لیے ہوا کہ کفار نے کہا تھا۔ کہ انك بمجنون تحقیق تو اے محمد دیوانہ ہے رب کریم نے ان اشقیاء کی تردید فرمائی ما انت بنعمة ربك

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بمجنون اے محبوب علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مجنون نہیں اور اس کی دو دلیلیں ارشاد فرمائیں۔ وان لك لاجرا غیر ممنون اور تحقیق تیرے لیے اجر نہ ختم ہونے والا ہے وانك لعلی خلق عظیم اور تو تحقیق او پر خلق عظیم کے ہے۔ شان حبیب ﷺ ملاحظہ فرمائیں کہ جب بھی کفار نے اعتراض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی طرف سے خود جواب دیا۔ اس کی مثال میں سورۃ کوثر۔ سورۃ ابی لہب۔ اور سورۃ نون کی یہ آیت شریفہ کافی ہیں۔ منکر شان حبیب علیہ السلام کو خیال کرنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ ناقدین نبوت کو خود جواب دیتے ہیں اور ذلیل وخوار فرماتے ہیں۔ تو پھر میں کس منہ سے حبیب علیہ السلام کے نقص نکال کر لعنت خداوندی کا مورد بنوں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے اخلاق عالیہ اور اجر عظیمہ کا بیان فرما کر کافرین کے شبہ جنون کو دفع فرمایا۔ گویا اخلاق عظیمہ صداقت نبوت کی ایک زبردست دلیل بن گئے۔ حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی بریلوی جب افریقہ میں تبلیغ فرماتے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت مجدد بریلی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کی دعوت میں مشغول تھے تو برناڈ شاہ مشہور عیسائی نے آپ پر اعتراض کیا کہ اسلام تو بزور تلوار پھیلا ہے آپ اس کی حمایت میں کیوں ہیں تو جناب مولوی شاہ صاحب' بی اے میرٹھی نے جواب دیا کہ آپ بتائیں کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر حضرت' حضرت عثمان علی پر کس تلوار نے وار کیا۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیوں اپنا تمام مال نچھاور کر دیا اور زید بن حارثہ نے اپنے باپ کے پاس جانا پسند نہ کیا اور حضور علیہ السلام کی غلامی اختیار کی۔ بلال صہیب پر کس تلوار نے اثر کیا اور شاہ نجاشی پر کس نے حملہ کیا۔ مکہ میں جو ظلم وتشدد کی جو آندھیاں چلیں وہ کیسے آنکھوں سے اوجھل ہو سکتی ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ تلوار چلانے والوں کے کو کس تلوار نے مسخر کیا کہ وہ لوگ جلنا' سولی پر چڑھنا' اقارب ووطن کو ترک کرنا تو پسند کرتے ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مگر حضرت محمد علیہ السلام کو ایک لمحہ چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ یہ صرف اس حسن کی چاشنی تھی جو محمد عربی ﷺ کے چہرہ پر جلوہ گر تھا اور جس حسن کو دیکھ کر ہاتھی محمود نے گردن جھکا دی اور ابر ہہ بادشاہ تعظیم کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

مولانا کا یہ جواب سن کر برناڈ شاہ لاجواب ہو گیا اور اس نے مان لیا کہ واقعی اسلام کی اشاعت اور ترقی کا سبب اخلاق محمدی ﷺ ہی ہے۔

اب چند مثالیں اخلاق محمدی کی بیان ہوتی ہیں۔

1. عفو و کرم

حضور علیہ السلام کے عفو و کرم کے واقعات تاریخ میں اس قدر ہیں کہ اگر تمام جمع کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ صرف ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا۔ حضور علیہ السلام کی چادر کو زور سے کھینچا اور آپ کا دم گھٹنے لگا اور پھر کہنے لگا کہ محمد مجھے ان دو اونٹوں کا سامان دو کیونکہ یہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے ماں باپ کا۔ نبی کریم ﷺ نے چپ کرنے کے بعد فرمایا مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور پھر پوچھا جو برتاؤ تم نے مجھ سے کیا ہے تم اس سے ڈرتے نہیں۔ اعرابی نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کیوں۔ اعرابی نے جواب دیا مجھے معلوم ہے کہ آپ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتے۔ حضور علیہ السلام ہنس دیئے اور فرمایا ایک اونٹ کے بوجھ کے جو اور ایک کے بوجھ کی کھجور دیدی جائے۔

میں نے سینکڑوں واقعات میں سے ایک واقعہ عفو و کرم کا بیان کیا ہے اسے غور سے سوچو اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کا خیال کرو کہ اتنے بلند اخلاق کا مالک اللہ کی مخلوق میں کوئی نظر آتا ہے کہ جس کے دشمن بھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہم سے کبھی برائی نہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کرے گا۔ بلکہ وہ نیکی کی امید رکھتے ہیں۔ پھر میں کیوں نہ کہوں

دوستاں راکجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

عرفاء نے ایک نقطہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ فرعون کو نرم الفاظ سے دعوت فرمانا اور نبی کریم ﷺ کو فرمایا کے اے ہمارے پیارے نبی علیہ السلام کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نرمی کا حکم اور حضرت احمد علیہ السلام کو سختی کا حکم فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مظہر جلال تھے اور محمد عربی ﷺ مظہر جمال تھے۔ جلال فوراً مخالف کو برباد کر دیتا ہے مگر جمال خواہ کس قدر بھی کوئی اس کی دشمنی پر کمر بستہ ہو وہ فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا۔

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

2. جود و سخا

نبی کریم ﷺ کی سخاوت کا بیان

احادیث کی کی کتابوں میں سینکڑوں راویوں سے مذکور ہے۔ آپ کی سخاوت سمندر کی موجوں سے زیادہ اور صحرا کے ذروں سے اور جنگلوں کے درختوں کے پتوں کے تعداد سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کی سخاوت کی انتہا مشاہدہ فرمائی تو فرمایا محبوب ہاتھ اتنا نہ کھول کہ تو قیدی بن کر بیٹھ جائے۔ تمام دنیا کو فرمایا کہ خرچ کرو اور محبوب کہ فرمایا کہ ہاتھ کو زیادہ فراخ نہ کرو۔ وہ کون ہے جس کی جبلت میں جود و سخا تھا کہ اگر اس کا جلیس کہے کہ رکو تو اس کا چہرہ غم زدہ ہو جاتا تھا اور اگر کوئی دوسرا ساتھی کہے۔ کہ خرچ کرو تو چہرہ کشادہ اور خوش ہو جاتا تھا۔ وہ محمد عربی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ﷺ ہیں جنہوں نے گھر میں تو کھانے کو بھی نہ رکھا اور ایک دن میں چھ ہزار قیدی۔ 24 ہزار اونٹ۔ 4 ہزار بکریاں۔ چار ہزار چھٹانک چاندی تقسیم کر دی۔ یہ جنگ حنین کی غنیمت کے وقت حضور علیہ السلام نے تقسیم کی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی سوالی کے جواب میں لا نہیں فرمایا۔ اعلیٰ حضرت مجدد ملت شاہ احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

3. تواضع

نبی کریم ﷺ کی یہ صفت لازم تھی کہ کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوئی۔ ایک طرف تو آپ سدرۃ سے گذر کر عرش پر جلوہ گر ہوئے مگر دوسری طرف بوریہ نشین۔ ایک طرف تو آپ نے سید العالمین کا لقب پایا مگر دوسری طرف فرمایا مجھے یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دو ایک طرف تو فرمایا کہ اپنے سرداروں کے لیے قیام کرو قوموا اِلٰی سَیِّدِکُمْ (مشکوٰۃ) مگر دوسری طرف فرمایا کہ میرے آنے پر کھڑا نہ ہونا۔ ایک طرف فرمایا لست مثلکم میں تجھ سا نہیں (مشکوٰۃ) مگر دوسری طرف فرمایا انما انا بشر مثلکم سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ قال ابن عباس علم اللہ تعالی رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم التواضع یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو تواضع کی تعلیم کی ہے۔ (خازن جلد سوم مصری)

آج کل بعض کلمہ گو یہ آیت کریمہ پڑھ کر مدعی مثلیت بن جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کلمات تواضع کے لیے ہیں اور جو کلمہ تواضع کے لیے ہو۔ اس سے تواضع سیکھنا اچھا ہے نہ کہ کچھ اور انبیاء علیہم السلام نے جو اپنی بشریت اور بعض افعال کے موقع پر ظلم وغیرہ کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ذکر کیا ہے۔ یہ ان عالی مقاموں کی تواضع ہے کہ وہ باوجود بڑے ہونے کے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور باوجود عالم ہونے کے لاعلمنا کہہ دیتے ہیں۔ اور باوجود ہر قسم کی عبادات کرنے کے ما عبد ناك حق عبادتك فرما دیتے ہیں۔

مقام انبیاء علیہم السلام بہت بلند ہے یہاں معمولی گستاخی بھی برداشت نہیں کی جاتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کہ اپنی آواز کو نبی کی آواز پر اونچا مت کرو اگر اونچا کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خلیفوں کے گستاخ کبھی بھی فلاح نہیں پائیں گے۔ خواہ وہ اپنے نزدیک کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں۔ حتیٰ کہ خانہ کعبہ کے مجاور اور بنانے والے اور اور حاجیوں کو پانی پلانے والے کیوں نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ولی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے تو سب سے بڑے ولی اللہ تو سید العالمین ﷺ ہیں جو آپ کا گستاخ ہے اس کی کبھی بھی نجات نہیں۔ خواہ وہ قولاً گستاخی کرے اور خواہ وہ فعلاً گستاخی کرے۔ ہاں جو ایمان لے آیا اور نفس کی شرارت سے اور بشری کمزوری سے اس نے نبی کریم ﷺ کی سنت اور دین کے خلاف عمل کیا اور اپنے عمل پر متکبر اور ضد کرنے والا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ چاہے تو حضور علیہ السلام کی شفاعت سے نجات پا سکتا ہے۔ مگر جو نبی کریم ﷺ کے راستے سے ہٹ کر اکڑے اور ضد کرے وہ نجات سے کوسوں دور ہے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا۔ ومن عصانی فقد ابی (مشکوٰۃ) یعنی جس نے میری نافرمانبرداری کی اس نے تکبر کیا تو گناہ پر اصرار اور ضد یہ ایمان کا سفینہ ڈبونے کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بہ نصیب فرمائے۔ اور در حبیب پر جھکنا میسر ہو جائے۔ یہی خوش نصیبی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ سے بکری کا دودھ نکال لیتے تھے۔ اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔ اور اگر کوئی بڑھیا بازار میں بھیجے تو چلے جایا کرتے تھے اور یہ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ آپ کبھی بھی ممتاز ہو کر نہیں بیٹھتے تھے۔ بلکہ عام لوگوں کی طرح رہتے اور گھر کے کسی کام کو عار نہ سمجھتے۔

4. عبادۃ

اللہ تعالیٰ کی عبادت بڑے ذوق اور شوق سے ادا فرمایا کرتے۔ رات کو جب کھڑے ہوتے تو اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں ورم کر جاتے۔ جب پوچھا جاتا کہ آپ کے ذمہ تو کوئی گناہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمالیا ہوا ہے کہ آپ بخشے ہوئے ہیں۔ تو ارشاد فرماتے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

آپ نے اپنے تمام اوقات تقسیم فرمائے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریم ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کیا کرتے تھے۔ اور ذکر باطنی کو چھوڑ کر ظاہری نماز کو ہی دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ محبوب علیہ السلام باوجود کثرت مشاغل تبلیغ جن کا ذکر سورۃ مزمل میں ہے۔ ان لک فی النھار سبحاً طویلا یعنی تحقیق دن میں تیرے لیے مشاغل کثیرہ ہیں پھر جب سورج ڈھلتا' چار رکعت پڑھتے پھر نماز ظہر کے سنن اور فرائض اور سنن بعد میں ادا کرتے۔ پھر عصر کی پہلے نماز پڑھتے اور پھر فرض ادا کرتے۔ پھر فرض مغرب ادا کرتے اور سنن ادا کرنے کے بعد عشاء تک نماز میں مشغول رہتے پھر عشاء کی نماز ادا کرتے پھر رات کے مختلف حصوں میں کبھی اٹھ کھڑے ہوتے اور کبھی استراحت فرماتے۔ مختلف اوقات میں مختلف رکعات حسب حال ادا فرماتے پھر جب صبح ہوتی دو رکعت پڑھ کر دائیں کروٹ لیٹ جاتے اور پھر فرض با جماعت ادا فرماتے اور پھر طلوع شمس کے بعد دو یا چار رکعت ادا فرماتے اور پھر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کبھی ضحیٰ بھی پڑھا کرتے۔ ذرا اس نظام عبادت پر نگاہ ڈالو تو قرآن مجید کی اس آیت کا مفہوم سامنے آجائے گا۔

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ط

5. اتفاق واتحاد

نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی بھر اس مبارک فعل پر عمل کیا۔ حتیٰ کہ جہاں تک وسعت ملی کفار نابکار سے بھی رشتہ اتحاد کو قطع نہ کیا۔ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم بائیکاٹ کا نہ آیا اس وقت تک ان کی بھی تالیف قلوب فرمائی۔ آپ جب کعبہ کو بنا رہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں کعبہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر چھت رکھوں اور حطیم کو بھی چھت کے تحت کرلوں۔ مگر میں نے قوم کو ناراض نہ کرنا چاہا۔ اور قریش کے طریقہ پر ہی چھت ڈال دی۔ لیکن بدقسمتی سے آج یہ حال ہے کہ قوم میں اتحاد واتفاق کا نام تک نہیں اپنے اندرونی معاملات اتنے مخدوش ہو چکے ہیں کہ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ بہن بھائی سے دور ہے بیٹا باپ سے بھاگ رہا ہے والدین اولاد سے نالاں ہیں۔ خاوند بیبیوں سے اور بیوی خاوند سے راہ نجات تلاش کر رہی ہے۔

ہم اس رسول عربی ﷺ کے امتی ہیں جن کا خلق یہ تھا کہ وہ دشمن سے بھی بدی کرنا نہیں جانتے تھے اور انہوں نے دشمنوں کو دوست بنادیا۔ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔

یعنی تم دشمن تھے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی پس تم اس کی نعمت (محمد ﷺ) کے سبب بھائی بھائی ہو۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ اللہ کے رسے کو (محمد ﷺ)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تمام مضبوطی سے پکڑے رکھو۔اور علیحدہ علیحدہ نہ ہونا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں کمال بلاغت ہے کہ مضمون اتحاد پر جو آیت کا ٹکڑا نازل فرمایا اس کا حرف حرف اتحاد کی دلالت کرتا ہے۔حرف واؤ جمع کے لیے ہے۔ اعتصام پنجہ مارنا بھی جمع اور اتحاد پر دلالت کرتا ہے جب تک پانچوں انگلیاں جمع نہ ہوں یہ کام ہو نہیں سکتا۔حرف با بھی عربی میں ملانے کے معنی میں آتی ہے۔حبل رسہ یہ رسیوں کا مجموعہ ہے اور لفظ جمیعا خود جماعت کا تقاضا کرتا ہے۔اور اس پر مزید ولاتفرقوا جس قوم کی کتاب نے اتحاد و اتفاق کی اتنی زبردست تعلیم دی۔آج اس قوم کا جو حال ہو رہا ہے۔وہ قوم کے سامنے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔يد الله على الجماعة۔اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فى النار بڑی جماعت کی پیروی کرو جو بڑی جماعت سے علیحدہ ہوا جہنم میں گرا۔بے شمار احادیث اس عنوان پر شاہد ہیں مگر وائے حال قوم ہر دن ایک نئی جماعت بن رہی ہے اور نیا مذہب تیار ہو رہا ہے۔وہ اسلام جو بڑی شان سے حجاز سے نکل کر اطراف عالم پر چھا گیا تھا آج اس کے محافظ ٹولیوں ٹولیوں میں بٹ گئے ہیں۔حقیقی اور سچا اور پرانا اور مہذب راستہ اہل سنت و جماعت چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر لوگ جا رہے ہیں اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اتفاق کرو اتفاق کرو۔جدائی نہ کرو۔اصل میں رہو۔نئی راہیں اختیار نہ کرو۔تو وہ کہتے ہیں کہ تم افتراق کرتے ہو۔فساد مچاتے ہو۔جس پر ہمارا اتحاد ہوا تھا۔وہ اسلام تھا۔محمد عربی ﷺ تھے۔اللہ تعالیٰ تھا۔قرآن تھا۔کعبہ تھا۔اب افتراق وہ کرتا ہے جو انہیں چھوڑتا ہے۔کعبہ کو چھوڑ کر لندن کا منہ کرتا ہے۔اسلام کو چھوڑ کر روس بھاگتا ہے قرآن کو چھوڑ کر سائینس دانوں اور فلاسفروں کے پیچھے جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے انحراف کر کے اوہام اور تجربات کی اتباع کرتا ہے صرف زبان سے کلمہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اوراس کے رسول ﷺ کی حمایت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اپنی تمام خواہشات چھوڑ کر ان کی غلامی اختیار کرنے سے سرخروئی ہے۔

مقصود کلام یہ ہے کہ قوم مسلم میں اتحاد و اتفاق اصل بنیادی چیز ہے۔ کسی کو بھی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام سے غداری بھی کرے اور دعویٰ اسلام کا بھی کرتا جائے۔ یا تو ہم سیدھے طور پر اسلام کو اپنائیں اور اسلامی احکام کے تابع اپنی زندگی گزاریں اور مسلمان جئیں اور مسلمان مریں اور یا صاف کہہ دیں کہ یہ بوجھ اب ہم اٹھانے سے مجبور ہیں۔

خدا نہ کرے یہ وقت دیکھنا نصیب ہو اور کوئی مسلمان زادہ ایسا قبیح کلمہ اپنے منہ سے کہہ دے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ مگر عملی دنیا میں تو اب ایسا نظر آ رہا ہے۔ ہر طرف سے آواز آ رہی ہے بنگالی بنگالی کا اور سندھی سندھی کا۔ مگر یہ آواز کہیں سے نہیں آتی محمدی محمدی کا اور سنّی سنّی کا۔

اسے تفریق کہا جاتا ہے ملک زبان اور رنگ کا اتحاد اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا نہیں۔ انہیں دین کی وحدت پیاری ہے۔ کافروں سے لڑو تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ یہ حکم نہیں کہ فلاں رنگ والا بلند ہو فلاں قوم والا بلند ہو بلکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔

آؤ مسلمانو! اس کلمہ کی بلندی کے لیے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور زندہ نبی علیہ السلام کی زندہ کتاب کی ہدایت کے مطابق زندگی کو سنواریں جب ہمیں یہ دولت میسر ہو گی تو پھر ہم اللہ اور رسول علیہ السلام کے محبوب ہو جائیں گے۔ اور دنیا ہمارے قدم چومے گی یا اللہ یہ وحدت یہ اتحاد نصیب کر آمین۔ انشاء اللہ آئندہ کسی وقت مزید اخلاق محمدیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

سبحان ربك رب العزت عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمد لله رب العالمين

طالب شفاعت محمد شفیع عفا اللہ عنہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تمام مشکلات کا واحد حل

مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اپنے پیارے آقا ﷺ کی اتباع کریں اور سنت نبوی ﷺ پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔ اور اپنی مشکلات کو دور کرنے کے لیے مندرجہ ذیل درود شریف بعد از نماز عشا یا بعد از نماز کم از کم ایک سو مرتبہ پڑھا کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ فِىْ الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ط

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رسالہ فیض مقالہ

مومنوں کے دلوں کا سرور، موحدوں کی آنکھوں کا نور

ایمان کی جلا اور دِل کی ضیاء المسمّٰی

تسلیۃ المضطرین

از

جناب مبلغ اسلام مولانا الحاج محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد صدیقی اڈے والی کاموں کے

ناشر

فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تسلیۃ المضطرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے ہم بندوں پر کتنے احسان ہیں کہ اس نے ہمیں اپنی صفات اور افعال کا شیشہ بنایا اور ہماری بے کسی اور بے بسی کو جانتے ہوئے ہماری ہر ضرورت کا متکفل اور ضامن اپنے فضل وکرم سے ہوا گو اس کی ذات مقدسہ پر کوئی چیز واجب نہیں مگر اس نے اپنے فضل سے ہماری ربوبیت اپنے ذمہ لی اس لیے ہمیں حمد کا طریقہ سکھایا۔ الحمد للہ رب العالمین اور اپنے محبوب سید المرسلین امام النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے ہمیں اپنے در سے مانگنے کا طریقہ سکھایا اس کی ذات کی بے حد حمد جو عطا کرنے پر ہر وقت تیار ہے اس کی رحمت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا اسے کبھی نیند نہیں آتی وہ اپنی مخلوق کی آہ وزاری پر متوجہ ہوتا ہے باوجود غنی عن العالمین ہونے کے پھر بھی مخلوق پر اتنا رحیم ہے کہ ماں کی محبت سے ستر حصہ زیادہ محبت کرتا ہے اور کسی مانگنے والے کو کبھی در سے دور نہیں فرماتا۔ اس کے آخری نبی الامی ﷺ نے عملی طور پر ہمیں رب تبارک سے حاجات طلب کرنے کا راستہ دکھایا اور دعا کو ہماری ہر بیماری دکھ، درد، رنج، مصیبت کا علاج قرار دیا اس دور میں انسان کی توجہ مادیت کی طرف ہے اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے بالکل ناامید ہو کر اسباب میں ہی گم ہو گیا ہے۔ لہٰذا بعض احباب کے کہنے پر دعا کے احکام وفضائل اور شرائط لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ ہم واہب المراد دافع الفساد مبداء فیض وبرکات رب العباد کی درگاہ میں گڑگڑا کر اپنی عبودیت کو پیش کریں اور اس کی عنایات بے انتہا سے خوش وخرم اور کامران ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (پ ۲۴ المومن آیت نمبر ۶۰) اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تمہارے رب تعالیٰ نے کہا مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا تحقیق وہ لوگ جو مجھ سے مانگنے میں تکبر کرتے ہیں قریب ہے کہ جہنم میں بے عزت ہو کر داخل ہوں گے اور سورۃ بقر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنی سنتا ہوں دعا پکارنے والے کی جس وقت وہ مجھے پکارتا ہے سورۂ انعام میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَ هُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ (۴۳/۶ الانعام) پس کیوں نہ وہ گڑگڑائے جس وقت ہمارا عذاب ان کے پاس آیا لیکن ان کے دل سخت ہو گئے مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دعا مانگنے والے کی اجابت کا تذکرہ فرمایا اور دعا سے غفلت کرنے والے پر جہنم کا کوڑا رسید کیا اور مصائب میں مبتلا کو اپنی طرف گڑگڑانے کی دعوت دی۔ نبی کریم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں دعا کے آداب و برکات بے حد و بیان فرمائے ہیں۔ ن میں سے کچھ تحریر کیے جاتے ہیں۔

1. حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دعا عبادت ہے پھر یہ آیت پڑھی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

(مشکوۃ، کتاب الدعوات)

2. حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (مشکوۃ)

3. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ گرامی تر کوئی عمل نہیں۔

4. حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قضا کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں روکتی۔ (مشکوۃ)

5. حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دعا جو بلا اتر چکی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے یا اترنے والی ہے دونوں کو نفع دیتی ہے یعنی بلا نازل دور ہو جاتی ہے اور نازل ہونے والی رک جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

6. حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی تمنا دیتا ہے یا اس کی مثل بدی اس سے روکتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

7. حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔ (مشکوٰۃ)

8. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

9. حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس پر دعا کا دروازہ کھولا گیا اس پر رحمت کا دروازہ کھل گیا۔

10. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم A نے فرمایا کہ جس کو یہ خوش لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ مصائب میں اس کی سنے پس وہ آسانی میں دعا کی کثرت کرے۔

ان احادیث مبارکہ سے دعا کے فضائل سامنے آجاتے ہیں کہ دعا اللہ تعالیٰ کی عبادت بلکہ عبادت کا خلاصہ۔ اللہ تعالیٰ کو ہر عبادت سے پیاری، قضا کو ٹالنے والی، نازل شدہ اور غیر نازل شدہ بلا کو نافع، برائیوں اور عیبوں سے خلاصی دلانے والی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب، نہ مانگنا غضب باری کا سبب۔ اللہ کی رحمتوں کا فتح یاب اور ہر مصیبت کا علاج لہٰذا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی رو سے ہمیں دعا میں جہد بلیغ کرنا چاہیے۔ اور کسی وقت بھی دعا سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ہر عبادت کے بعد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نماز ہو کہ روزہ، تلاوت قرآن مجید ہو کہ مجلس وعظ۔ صدقہ ہو کہ خیرات دعا مانگنا چاہیئے۔

سوال:۔ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہوا کہ دعا ایک عمدہ اور مستحسن کام ہے مگر ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ لوگ گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں لیکن اثر کوئی نہیں اس کا کیا سبب ہے۔

جواب:۔ تفسیر خازن جلد اول صفحہ 124 مصری پر اس کا جواب یہ مذکور ہے۔

1. دعا کی منظوری مطلق نہیں بلکہ مقید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَاتَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ۔ ۶/۴۱ (الانعام:۴۱) یعنی یہ کفار تکلیفوں میں صرف انہی رب تعالیٰ کو پکارتے ہیں پس دور کر دیتا ہے جو اس سے مانگتے ہیں اگر چاہے پس منظوری اس کی مثبت پر ہے صرف دعا۔

2. دعا کے معنی عبادت کے ہیں اور اجابت کے معنی ثواب یعنی جب اللہ تعالیٰ کو پکارو گے تو تمہیں ثواب ہوگا۔

3. اگرچہ دعا کا حکم عام ہے مگر معنی خاص ہیں یعنی اس وقت دیں گے جب مانگی ہوئی چیز اس کے لیے اچھی ہو۔ اگر مانگنے والے نے ایسی چیز مانگی جو اس کے لیے نافع اور مفید نہیں اور اس کا علم اس پر حاوی نہیں تو وہ چیز نہیں دی جائے گی۔

4. آیت میں اجابت کا ذکر ہے وہ اسے دے دیا جاتا ہے یعنی سن لی جاتی ہے مگر خواہش کا دینا وہ مذکور نہیں۔ بس اجابت دعا کے وقت میسر ہو جاتی ہے۔

5. دعا کے آداب وشرائط ہیں جب تک ان آداب وشرائط کے ساتھ دعا نہ کی جائے خواہش مطلوبہ ہاتھ نہیں آ سکتی اس لیے دعا کے آداب میں کوشش کرنا چاہیئے۔

1. دل غافل نہ ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لا جان لو کہ اللہ تعالیٰ دل غافل کھیلنے والے سے دعا نہیں سنتا آج کل دعا کرنے والے حضرات پوری توجہ سے دعا نہیں کرتے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس لیے دعاء کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

2. ہاتھ پھیلا کر سینے کے سامنے رکھیں اور نظر نیچے ہو حضرت مالک بن یسار، حضرت سلمان فارسی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب خدا سے مانگو ہتھیلیوں کے بطن سے مانگو اور ہاتھوں کو اٹھاؤ۔ اور نظر آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ۔

3. جب دعا مانگو پورے یقین اور وثوق سے مانگو یہ خیال نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول نہیں فرماتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ یعنی قبولیت کا یقین اور پختگی لیے ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی۔ میں بندے کے ظن کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔

4. دعا سے پہلے اپنے گناہوں پر ندامت کرلو اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرو اور پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام وصلوٰۃ کا تحفہ بھیج لو پھر دعا مانگو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غازی اس وقت آیا کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے پھر اس نے نماز کے بعد کہا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ یا اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی۔ جب تو نماز پڑھے تو بیٹھے پس اللہ تعالیٰ کے لائق اس کی حمد کرے اور مجھ پر درود شریف پڑھ کر پھر دعا کر۔ حضرت شیخ محدث عبدالحق صاحب شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں تعلیم کردہ آنحضرت ﷺ آں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مرد را آداب دعا کہ پیش از دعا حمد و صلوٰۃ باید گفت۔ بعد ازاں دعا کرد۔ اشعۃ اللمعات جلد اول ص 410 یعنی نبی کریم ﷺ نے آداب دعا سکھائے کہ پہلے حمد و صلوٰۃ سے فارغ ہو کر اس کے پیچھے دعا کرو۔ اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ہمیشہ تین بار استغفر اللہ کہتے۔ لہٰذا اس ادب کو خوب نگاہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرمائے گا۔ الحمدللہ اہل سنت و جماعت کی مساجد میں عموماً اس حدیث شریف پر عمل ہوتا ہے۔ اور نماز کے متصل بموجب حکم نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے جس پر مخالفین طرح طرح کے آوازے کستے ہیں اللہ رحم فرمائے اور نبی کریم ﷺ کی حدیث پر عمل کی توفیق فرمائے اور سنت کو بدعت کہنے سے بچائے۔

4. زبان کو جھوٹ اور پیٹ کو حرام سے بچائے یہ دونوں دعا کے بازو ہیں کہ بغیر ان کے دعا پرواز نہیں کر سکتی جو انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہو اور حرام کھانے میں مشغول ہو خواہ وہ عرفات میں جائے یا کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا کرلے رب تبارک و تعالیٰ اس کی دعا نہیں سنتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور قبول بھی پاک چیز ہی کو فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس کا حکم فرمایا جو مرسلین کو فرمایا یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ اے رسولو! پاکیزہ کھاؤ اور نیک کام کرو۔ پھر ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اور بال بکھرے ہوئے گرد آلود ہوتے ہیں اور آسمان کی طرف دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے یا رب یا رب کی آواز نکالتا ہے۔ حالانکہ کھانا پینا اس کا حرام اور لباس حرام کا ہوتا ہے اور غذا حرام کی ہوتی ہے۔ پس اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ (مسلم)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی یطیل السفر کی تشریح کرتے ہیں۔ دراز مے کند سفر را

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

برائے حج یا غیر آں از عبادات و مے کند ریاضت و مشقت کہ محل مظنہ اجابت دعا است۔ یعنی لمبا سفر کرتا ہے حج کے لیے یا اس کے سوائے کسی اور عبادت کے لیے اور تکلیفیں برداشت کرتا ہے ان مقاموں کے لیے جہاں قبول دعا کا خیال کیا جاتا ہے میرے عزیزو! یہ ہی نہ کہتے رہو کہ رب نے ہماری دعا قبول نہیں فرمائی یہ بھی تو سوچو کہ ہم کس کس طریقہ غیر شرعی سے اپنا رزق فراہم کر رہے ہیں اور اس کمائی سے اپنا لباس اور اپنی تمام زندگی کی ضروریات پوری کر رہے ہیں جب تک ہم نبی کریم ﷺ کے کہنے کے مطابق اپنے وسائل روزگار درست نہیں کرتے تب تک دعا کی قبولیت کا موقع میسر ہونا مشکل ہے یہ تو اس ذات کریم کا خاص فضل ہے۔ کہ وہ صرف اپنے فضل سے ہم سے بعض کی دعائیں قبول فرمالیتا ہے۔ ورنہ یہ منہ اور مسور کی دال۔

5. منکرات شرعیہ کا دور کرنا اور اس میں جہد بلیغ کرنا۔ جب قوم میں منکرات عام طور پر رواج پا جائیں اور صاحب اقتدار و علماء کرام و صوفیائے عظام ان منکرات کو دور نہ کریں اور نہ ہی کوشش فرمائیں کہ قوم سے بری عادتیں دور ہو جائیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ ایک ایسا عذاب فرماتا ہے کہ نیک بندوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اچھی بات کا امر کرو اور بری بات سے منع کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے شریروں کو مسلط کر دے گا۔ پھر تمہارے بہتر آدمی دعا مانگیں تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔ اور یہ روایت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام احمد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم کرو اور بدی سے روکو پیشتر اس کے کہ تم دعا مانگو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو امت مرحومہ ذرا خیال تو کر کہ اس وقت تو کس فتنہ میں مبتلا ہے تیرے سامنے شب و روز تیری اولاد اور تیری اہلیہ اور تیرے عزیز و اقارب کس کس منکر میں مبتلا ہیں اور تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نے کبھی اپنی قوم اپنی زبان اور دل سے ان کو منکرات سے بچانے کی کوشش کی۔ اے علماء کرام اور صوفیائے عظام دیکھو آپ کے حاشیہ نشینوں میں کس قدر منکرات پھیل رہے ہیں۔ کبھی خیال فرمایا کہ یہ ایک اہم فریضہ ہے جس کے ادا نہ کرنے پر دعا کی۔ قبولیت سے محروم ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ ایسے فتنوں سے بچو جس سے صرف ظالم ہی تباہ نہیں ہوتے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی وہ کونسا فتنہ ہے فرمایا قوم میں جب منکرات پھیل جائیں تو ان سے منع نہ کیا جائے۔ اس وقت نیکی کرنے والے بھی تباہ ہو جائیں گے۔

العیاذ باللہ تعالیٰ کی پناہ یا اللہ اپنے پیارے محبوب کی زلفوں کا صدقہ چہرہ منورہ کا صدقہ ہم کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور اپنے مخلصین کی جماعت میں شامل فرما۔

6. دل پوری طرح عاجز ہو اور آنکھیں مارے شرم کے جھکی ہوئی اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی اور اگر یہ میسر نہ ہو تو ایسی شکل ہی بنا لو۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ افمن یجیب المضطر اذا دعا کون ہے جو مضطر کی دعا قبول فرماتا ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے انا عندمنکسرۃ قلوبھملاجلی یعنی جن کے دل میرے لیے شکستہ ہیں میں ان کے نزدیک ہوں۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک درویش تھا جو لوگوں سے قرض اٹھا اٹھا کر مسکینوں کو کھانا کھلاتا جب مرنے کے قریب پہنچا اور قرض خواہ اس کے گرد آ بیٹھے تو ایک حلوہ فروش بچہ جو کسی کا ملازم تھا وہ ادھر آ نکلا۔ اس درویش نے اس سے حلوہ لے کر قرض خواہوں کو کھلا دیا۔ بچے نے جب دام مانگے تو کہا کہ تو بھی ان کے ساتھ بیٹھ جا حلوہ فروش چونکہ کسی کا ملازم تھا اس نے رونا شروع کیا۔ اس پر کسی کو رحم آیا اور درویش کے پاس اتنا روپیہ بھیج دیا جس سے اس کا تمام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قرضہ اتر گیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

تانہ گرید ابر کے خندد چمن　　　تانہ گرید طفل کے جوشد لبن

یعنی جب تک بادل نہیں روتا باغ نہیں مہکتا اور جب تک بچہ نہیں روتا ماں کا دودھ جوش نہیں مارتا۔ لہٰذا ہمیں اپنے رب کریم کے فضل کو حاصل کرنے کے لیے اپنی دعاؤں میں رونا چاہیئے اور اگر رونا نہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا رونے والوں کا منہ ہی بنالو۔ جو شخص کسی قوم کا حلیہ تکلف سے بناتا ہے۔ وہ انہیں سے شمار ہوتا ہے من تشبہ بقوم فہو منہم۔ تو جو اللہ کے اولیاء کا تشبہ کرے گا۔ اور تکلف سے منہ بنائے گا اللہ تعالیٰ اسے ان سے شمار کرے گا۔ نیت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی کی ہو۔ یا وغیرہ نہ ہو ورنہ اللہ کی لعنت برسے گی۔ عمل کا درومدار نیت پر ہے۔ اور نیت کو سوائے خدائے تعالیٰ کے کون جانتا ہے ہاں وہ جانیں جسے اللہ تعالیٰ جنوادے اسی لیے اولیاء اللہ کو جواسیس القلوب (دلوں کے جاسوس) کہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے جتانے سے وہ خلقت کے دل کی بات معلوم کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے۔ کہ وہ لوگوں کے دلوں کا حال اولیائے امت پر منکشف کر دے۔ یا اولیاء اللہ کو قدرت دے کہ وہ دور دراز کے لوگوں کے حالات سے واقفیت حاصل کریں۔ کیونکہ ترمذی شریف میں حدیث ہے۔ اتقوا فراسته المومن فانه ينظر بنور الله مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو تمہارے رکوع اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں۔ خشوع قلب کی کیفیت ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفا کو پوشیدہ چیزوں کا علم عطا کرتا ہے۔ اور یہ قرآن کی اس آیت کے مخالف نہیں لا یعلم الغیب الا اللہ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔ اس آیت میں حصر اضافی ہے۔ حقیقی نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں دوسری آیتوں میں جنوانے کی نص آچکی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔ ولا یحیطون بشیءٍ من علمه الا بما شاء یعنی اس کے علم سے کچھ کا بھی وہ احاطہ نہیں کرتے مگر جس چیز کو وہ چاہے یعنی بغیر اس کی مشیت کے انہیں الٰہی علم سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور فرمایا ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء

یعنی اللہ تعالیٰ تم پر غیب کی اطلاع نہیں کرتا۔ لیکن اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کی اطلاع کر دیتا ہے پس جاننے کی نفی اور جنوانے کا اثبات ہے جو یہ کہے کہ بغیر اطلاع خداوندی نبی ولی غیب جانتے ہیں۔ وہ مشرک ہے اور جو یہ کہے اللہ تعالیٰ غیب کا علم کسی کو عطا کرتا ہی نہیں وہ پکا نجدی ہے اور بے دین ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب کا مالک ہے۔ غیب کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں جب چاہے جس کو چاہے جتنا چاہے عطا فرمائے۔ واللہ غالب علی امره ولکن اکثر الناس لا یعلمون اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو زمین و آسمان مشرق و مغرب ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے علمت ما فی السموت والارض یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں تھا میں نے سب کچھ جان لیا۔ (ترمذی) اور یخبرکم بما کان وبما کائن بھیڑیئے نے گواہی دی کہ وہ تمام ما کان و ما یکون کی خبر تمہیں دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے جتانے سے نبی ولی دل کی بات جان جاتے ہیں۔

7. دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وسیلہ لائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اسماء کی طفیل دعا منظور فرماتا ہے کیونکہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو آپ مدت تک روتے رہے۔ پھر مدت کے بعد رب کی درگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ آخری رسول محمد علیہ السلام کا صدقہ میری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لغزش معاف فرما۔ رب کریم نے فرمایا آدم! اس نام کی طفیل تیرے اور تیری ساری ذریت کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ یہ حدیث طبرانی نے معجم صغیر، حاکم۔ ابونعیم۔ بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اور اس حدیث کی روایت شفا شریف۔ مدارج النبوت و دیگر سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور حاکم وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ چنانچہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی جلد اول فارسی ص 223 پر آدم علیہ السلام کی توبہ کے بیان میں اس حدیث کو بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ جو فقہا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق نہیں اس سے مراد حق حقیقی ہے اور آدم نے جس حق سے وسیلہ طلب کیا ہے وہ بحق جعلی و تفضیلی ہے اور حدیث سے ثبوت دیتے ہیں کہ کان حقا علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ یعنی جو ایمان لائے اس کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے اور نیز تحقیق فرماتے ہیں کہ اہل تحقیق نے اس طرح کہا ہے کہ کاملین میں سے ہر ایک کے لیے اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ایک اسم ہے۔ جو اس کامل کی تربیت فرماتا ہے پس سوال بحق کامل از کاملان اشارہ اس اسم کی طرف ہے اگر کوئی اللہ کا ولی سمجھ کر یہ وسیلہ پائے تو ہرگز عتاب نہ کیا جائے گا۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے انبیاء سابقین کے وسیلہ سے دعا کی ہے۔ چنانچہ جذب القلوب فارسی صفحہ 205 پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کی قبر شریف میں نبی کریم ﷺ کا دعا فرمانا مذکور ہے۔ بحق نبیك وبحق الانبیاء الذین من قبلی۔ یعنی یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ کے ساتھ اور ان انبیاء کے وسیلہ کے ساتھ جو مجھ سے پہلے تھے۔ وسیلہ کا انکار کرنا قرآن مجید کا انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دی۔ اور نبی کریم ﷺ کو ہماری نجات کا وسیلہ عظمیٰ بنایا۔ اور ہر شخص محشر میں اپنی نجات کے لیے وسیلہ کا متلاشی ہو گا حتیٰ کہ سرکار عالی وقار کے مکان الوسیلہ پر پہنچ کر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حضور کی خیرات کی بھیک کا طالب ہوگا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

کئی لوگ مسلمانوں کو مشرک بنانے کی فکر میں ہیں اور ہر وقت یہی رٹ لگاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اولیاء اور انبیاء سے استمداد طلب کرتے ہیں اور وسیلے تلاش کرتے ہیں مشرک ہیں معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔

اولیاء اللہ سے استمداد اور طلب عون کوئی شرک نہیں۔

شرک کی حقیقت

شرک یہ ہے کہ (1) کسی غیر مخلوق کو واجب الوجود مانا جائے۔ (2) یا اللہ تعالیٰ کی صفات کسی مخلوق میں ثابت کی جائیں۔ (3) یا کسی کی عبادت کی جائے یعنی اسے اللہ سمجھ کر پکارا جائے یا قیام کیا جائے یا سجدہ کیا جائے یا نذر وغیرہ ادا کی جائے۔ جب تک ان چیزوں میں کوئی ایک چیز کسی غیر اللہ کے ثابت نہ کی جائے شرک نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ کتب عقائد میں مذکور ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک واحد لاشریک خدا کو مانتے ہیں۔ اس کے سوا تمام موجودات کو اس کی مخلوق اور حادث اس کی درگاہ کا محتاج یقین کرتے ہیں۔ اس کی صفات کسی ممکن میں نہیں مانتے اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ واجب کی صفات ممکن میں آ جائیں۔ اور نہ ہی کسی کو اس کے سوا خلقت الوہیت سے مشرف سمجھتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو اس کی پیاری مخلوق اور اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان وسیلہ سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مشہورہ سے یہ ثابت کر دے کہ مشرکین بغیر الوہیت کے اقرار کے بتوں۔ اشجار۔ نجوم۔ قمر۔ شمس۔ ارواح خبیثہ اور ارواح صلحا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سے استمداد کرتے تھے تو جو انعام چاہیں حاصل کریں مگر قیامت تک تمام چھوٹے بڑے جمع ہو کر ایک آیت یا مشہور حدیث تلاش کر لاؤ اور ہرگز نہیں لا سکو گے۔ تو اس عذاب سے بچو جو مومن کو مشرک کہنے والے کے لیے ہے ہم آواز بلند اور باآواز دہل اعلان کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کی حکومت میں کوئی دخیل نہیں۔ اس کے اذن کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ وہ جب چاہے اپنے دیئے ہوئے کو واپس لے سکتا۔ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام جو اختیار اور قدرت اور ملک رکھتے ہیں۔ اس کا استعمال باذن اللہ کرتے ہیں۔ وہ رب تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔ شریک نہیں۔

استعانت غیر اللہ سے جو محض وسیلہ اور سبب سمجھ کر کی جائے جائز ہے۔ جیسا کہ تفسیر عزیزی جلد اول فارسی صفحہ 10 پر ہے۔ اگر التفات محض بجانب حق است واورا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانۂ اسباب وحکمت دراں نمودہ استعانت ظاہری نماید دوراز عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا ست وانبیاء واولیاء ایں نوع استعانت کردہ اند یعنی اگر خیال محض حق تعالیٰ کی طرف ہے اور ان کو مدد کرنے کے سبب سمجھ کر مدد طلب کریں تو شریعت میں جائز ہے اور نبی اور ولیوں نے اس قسم کی استعانت کی ہے۔ اور تفسیر خازن جلد سوم مصری صفحہ 22 پر ہے فان الاستعانة بالمخلوق فی دفع ضرر جائزۃ یعنی دفع ضرر میں مخلوق سے استعانت کرنی جائز ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار فارسی کے ص 19 پر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں فرمود ہرگاہ از خدا چیزے بخواہید بوسیلہ من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد۔ وفرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کشف کردہ شود آں کربت وہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آں شدت یعنی حضرت عبدالقادر جیلانی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب خدا سے مانگو میرے وسیلہ سے مانگو تا کہ تمہاری خواہش پوری ہو اور فرمایا جو کوئی تنگی میں مجھ سے مدد طلب کرے۔ اس کی وہ مشکل دور کی جائیگی۔ اور جو کوئی میرے نام کی دہائی دے تکلیف میں کھولی جائے گی۔ اور یہی ارشاد نفحات الانس مولانا جامی میں مذکور ہے اور یہی حضرت صاحب کا ارشاد دوسری کتابوں میں ہے جو آپ کی سیرت پر علمائے مصر وعراق نے تحریر فرمائیں اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب و دیوبندیوں کے اکابر مقلد اشرف علی۔ محمد قاسم۔ اور حسین احمد مدنی ورشید احمد گنگوہی اور زمرہ اہل حدیث کے قبلہ وکعبہ۔ امام وشہید اسماعیل دہلوی حضرت عبدالقادر جیلانی کو غوث الاعظم لکھتے ہیں اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم ملاحظہ فرمائیں اور تفسیر عزیزی میں شاہ عبد العزیز صاحب اور ہمعات میں شاہ ولی اللہ صاحب غوث الاعظم لکھ رہے ہیں۔

اگر ان سے استعانت حرام یا شرک ہوتی تو یہ جلیل القدر جن کی وسعت علمی اور توحید پر تمام دنیا گواہ ہے۔ انہیں کیوں غوث الاعظم کہتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی پارہ تیس میں لکھتے ہیں کہ والد ماجد نے فرمایا کہ قبریں بنائی اس لیے ہیں کہ ان سے فائدہ لیا جائے۔ ''ارباب حاجات مے طلبند و مے یابند'' یعنی طلب کرنے والے طلب کرتے ہیں اور پاتے ہیں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی بے نظیر تفسیر مظہری سپارہ دوم میں فرماتے ہیں کہ ارواحِ اولیاء اور شہداء اپنے دوستوں کی مدد فرماتی ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات میں فرماتے ہیں ارواح اولیاء اللہ ان ملائکہ میں شامل ہو جاتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مدبرات امر قرار دیا ہے۔

اور ان کے اسماعیل دہلوی بھی صراط مستقیم میں نقل کرتے ہیں پس ارواحِ اولیاء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور انبیاء سے استعانت بایں معنیٰ کہ یہ سبب ہیں کوئی حرج نہیں اور سبب کو فاعل قرار دینا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا کہ ''میں تجھے ستھرا بیٹا عطا کروں'' اپنے آپ کو فاعل قرار دیا۔ حالانکہ عطا کے سبب تھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دانہ کو اگانے والا کہا حالانکہ اللہ تعالیٰ اگانے والا ہے۔ اسی طرح فرشتہ کو مارنے والا کہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو زندہ کرنے والا اور اچھا کرنے والا کہا حالانکہ یہ سب سبب ہیں۔ فاعل حقیقی استقلالی کوئی بھی نہیں۔ پس رب کی عطا سے کسی سبب کو فاعل کہہ دینا کوئی شرک نہیں جس طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر یہ کہا اے چچا یا کاشف الکربات۔

(مدارج النبوت جلد 2 فارسی ص 491 'سیرت حلبیہ عربی جلد دوم ص 260)

مقصود یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کے مقربوں کا وسیلہ دعا کی قبولیت کا سب سے بڑا سبب ہے۔ مگر اسے بعض نادانی سے شرک سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

علمائے اہل حدیث اور علمائے دیوبند کا پیشوا و امام اپنی کتاب منصب نبوت فارسی صفحہ 56 پر لکھتا ہے۔

امام بمنزلہ فرزند سعادت مند رسول است و سائر اکابر امت و اعاظم ملت بمنزلہ ملازمانِ خدمت گذارند و فدویانِ جاں نثار۔ پس چنانچہ تمام اکابر سلطنت و ارکانِ مملکت را تعظیم......شاہزادہ والاقدر ضروراست۔ و توسل بادو واجب......الخ۔

یعنی امام رسول علیہ السلام کے بیٹے کی جگہ ہے اور باقی اکابر امت و ملت کے بزرگ خدمت گزار اور جان قربان کرنے والوں کی منزل میں۔ پس تمام اکابر سلطنت اور ارکان مملکت کو شاہزادہ والاقدر کی عزت ضروری اور اس کے ساتھ وسیلہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پکڑنا ضروری ہے۔اور منصب نبوت ص 57 پر لکھتے ہیں۔ بالجملہ تقرب الی اللہ بترک توسل ایشاں خیالے ست براختلال ووہمے است سراسر باطل ومحال۔

بے عنایات حق د خاصان حق
گر ملک باشد سیہ گردد ورق

قال النبی ﷺ حب علیّ حسنة لا تضر معها سیئة وبغض علیّ سیئة لا تنفع معها حسنة ط

یعنی بالجملہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ان اولیاء اللہ کے وسیلہ کے بغیر ایک خام خیال ہے اور ایک وہم باطل اور محال ہے خدا اور اس کے خاصوں کی عنایت کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو پھر بھی سیاہ ورق ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے علی کی محبت نیکی ہے اس کے ساتھ کوئی برائی ضرر نہیں کرتی۔ اور علی کی دشمنی برائی ہے اس کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔ امام طائفہ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ بغیر وسیلہ کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وسیلہ میسر آ گیا تو کبھی نامرادی منہ نہ دکھائے گی۔ اگر چہ انسان کس قدر سست اور بداعمال ہو۔ اور منصب نبوت ص 55 پر لکھتے ہیں۔ واز الجملہ مامور شدن عباد است بہ تفحص ایشاں وطلب معرفت ایشاں۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا تقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة ومراد از وسیلہ شخصی است کہ اقرب الی اللہ باشد در منزلت کما قال اللہ تعالیٰ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلة ایہم اقرب۔ ۵۷، ۱۷

واقرب الی اللہ باعتبار منزلت اول رسول است وبعد از ان امام کہ نائب اوست۔ یعنی

ان میں سے بندوں کو اولیاء اللہ کی تلاش پر مامور ہونا اور ان کی شناخت کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور وسیلہ سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وہ انسان ہے جو اللہ کا مقرب ہو۔ اپنی منزلت کے سبب۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو یہ پکارتے ہیں وہ اپنے رب کی طرف وسیلہ اپنے سے زیادہ مقربوں کا تلاش کرتے ہیں اور اللہ کے زیادہ نزدیک پہلے رسول ہے اور اس کے پیچھے اس کا امام اور نائب ہے۔ رسولوں اور اولیاء کو وسیلہ اس لیے بنایا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں۔ اور وہ ہمارے حالات پر مطلع ہو کر اللہ کی جناب میں دعا فرماتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

یہی امام طائفہ اسی کتاب منصب نبوت ص 31 پر ایک طبی بحث کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح نبی کو وحی الٰہی ہوتی ہے۔ اسی اولیاء اللہ کو الہام ربانی ہوتا ہے اور وہ خود بخود ولی کے دل میں کلام کا پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کی زبان پر جاری ہوتا اور حقیقت میں وہی کلام ربانی ہوتا ہے اور اسے نطق سکینہ کہتے ہیں۔ اور ایک قسم الہام ہے جسے مبشرات کہتے ہیں آخیر پر لکھتے ہیں از عمدہ کمالات ولایت تعلیم غیبی است یعنی کمالات ولایت سے زیادہ عمدہ کمال تعلیم غیبی ہے اور اپنے اثبات مدعا کے لیے علمناہ من لدنا علما قرآن مجید سے بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ علم تفہیم غیب تھا۔ ص 32 منصب نبوت پس اگر کوئی اولیاء اللہ کو بطور وسیلہ رب کی درگاہ میں پیش کرے اور انہیں اپنے مدعا کے لیے پکارے تو اس میں کوئی شرک نہیں۔

ہم اہل سنت و جماعت یہی استمداد اولیاء اور انبیاء سے کرتے ہیں۔ ہرگز ہرگز غیر اللہ کو مستقل خالق، ناصر، رازق، مدبر نہیں مانتے اور نہ ہی انہیں قابل عبادت سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو احسن الخالقین، خیر الرازقین، خیر الناصرین، خیر الحافظین اور خیر الغافرین بموجب تعلیم قرآن مانتے ہیں اگر غیر اللہ کو خالق، رازق، ناصر، غافر کہنا شرک ہوتا جیسا کہ یہ لوگ وسواس میں مبتلا ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جمع کے صیغے کیوں استعمال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کرتا اور قرآن مجید میں نفع و نقصان کو غیر کی طرف کیوں نسبت فرماتا۔ ''بارش کو نافع اور جادو کو ضار کیوں کہتا اور اولاد کے بیان میں ایھم اقرب لکم نفعاً کیوں ارشاد باری ہوتا'۔ مشرکین جو اشیاء نفع اور نقصان کے اسباب ہیں انہیں الٰہ سمجھ کر غیر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کو واحد معبود نہ مانتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرک کہا۔ فرمایا بربھم یعدلون (سورہ انعام)۔ یعنی عبادت میں رب کے برابر کرتے ہیں اور قیامت کو مشرکین کہیں گے۔ نسویکم برب العالمین۔ ۹۸/۲۶ ہم تجھے رب العالمین کے برابر عبادت میں کرتے تھے (سورہ صافات) ایک موجود تو فلاسفر بھی مانتے ہیں۔ اور ایک مقصود تو ہندو جوگی بھی تصور کرتے ہیں! لیکن ایک معبود نہیں مانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا ۳۶/۴۔ (سورۃ النساء: ۳۶) اللہ کی عبادت کرو اور اس عبادت میں اس کا کوئی شریک نہ کرو۔ اور وہ آیات مبارکہ جن میں مذکور ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی ہادی' ناصر' شفیع' نافع' ضار نہیں وہاں مراد استقلال ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ حافظ' ناصر' ہادی' شفیع' نافع اور ضار اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو بھی کہا ہے۔ پس الوہیت کے لیے شرط یہ ہے کہ اس میں صفات کمال استقلالی طور پر ہوں۔ اور مخلوق میں صفات کمال حقیقی استقلالی نہیں بلکہ حقیقی عطائی ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی سوائے خدا کے عبادت کے لائق نہیں۔ یہی کفار کی غلطی تھی۔ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کی حماقت پر انہیں سرزنش کی اور انہیں مشرک قرار دیا۔

آج بھی اگر کسی نبی' ولی' فرشتے کو مستقل طور پر صفاتِ کمال سے متصف سمجھیں یا انہیں خلعت الوہیت سے مشرف سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے شریک کہیں تو مشرک ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

صرف صفات کمالی سے متصف عطائی پر سمجھیں اور خلقت نیابت سے مشرف سمجھیں۔ تو ہرگز ہرگز مشرک نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات اور اپنی دوسری کتابوں میں تصریح فرماتے ہیں کہ شرک اور تعظیم میں فرق کرنا نہایت ہی مشکل ہے اور وہ سوائے نیت قلبی کے دوسری کوئی چیز نہیں۔ یعنی اگر دل سے کسی کو اللہ یا الٰہ نہ سمجھیں تو اسی شخصیت کے ساتھ جو معاملہ کریں وہ شرک نہیں۔ جیسے کعبہ کا طواف' حجر اسود کو بوسہ' وغیرہ وغیرہ۔ بزرگوں کے لیے کھڑا ہونا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کو۔ یہ کام ایک مشرک بھی کرتا ہے اور ایک مومن بھی کرتا ہے۔

مگر ایک کو مومن اور ایک کو مشرک اس کی قلبی کیفیت کے ماتحت کہتے ہیں۔ ہماری شریعت میں گو غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ مگر شرک اسی وقت ہوگا جب کسی کو اللہ سمجھ کر سجدہ کیا جائے۔ تعظیم کے لیے سجدہ کریں گے تو گناہ کبیرہ ہوگا۔ خواہ قبر کے سامنے ہو یا پیر کے یا بادشاہ کے سامنے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ فارسی جلد سوم ص 401 پر فرماتے ہیں۔ حاصل شود ارواح ایشان را از قرب در برزخ و منزلت وقدرت بر شفاعت ودعاو طلب حاجات ومرزائراں را کہ متوسل اند بایشاں۔ چنانچہ در روز قیامت خواہد بود۔ وجہت دلیل برنفی آں وتفسیر کردہ بیضاوی کریمہ والنازعات غرقاً لصیغات نفوس فاضلہ درحال مفارقت از بدن کہ کشیدہ مے شود از ابدان ونشاط مے کنند بسوئے عالم ملکوت و سیاحت مے کنند درآں پس سبقت مے کنند بخطائر قدس۔ پس مے گردند بشرف وقدرت از مدبرات۔

کہ جب ارواح بدنوں سے جدا ہوتے ہیں تو وہ اعلیٰ علیین کی طرف سبقت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کرتے ہیں اور وہ بزرگی اور قوت سے مدبرات میں شامل ہو جاتے ہیں۔

یہ تفسیر آپ نے بیضاوی سے نقل کی ہے اور ایسا ہی تفسیر عزیزی پارہ تیس زیر آیت والمدبرات امرا میں مذکور ہے۔اور پھر طریقہ استمداد نقل فرماتے ہیں کہ نیست ایں بندہ درمیان مگر وسیلہ و نیست قادر و فاعل متصرف در وجود مگر حق سبحانہ و اولیاء خدا فانی و ہالک اندر در فعل الٰہی و قدرت وسطوت وے۔

یعنی اولیاء اللہ درمیان میں صرف وسیلہ ہیں اور حقیقی قادر فاعل اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اور صفحہ 402 پر لکھتے ہیں و آنچہ مروی و محکی است از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح اکمل و استفادہ ازاں خارج از حصر است۔

یعنی جو کچھ اولیاء اللہ سے استمداد کے بارے میں جو وہ ارواح کاملہ سے کرتے رہے ہیں اور وہ ان سے فائدے لیتے رہے ہیں لکھے نہیں جا سکتے۔اب اہل ایمان انصاف کریں۔کہ اگر کاملین سے امداد چاہنا اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے فائدہ اٹھانا شرک تھا تو پھر مشرک کو رب نے ولی کیسے بنایا۔مشرک تو خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔اس سبب پر تفصیل سے دلائل اس لیے رقم کیے گئے ہیں۔کہ آج کل اس مسئلہ پر مشرک گر ٹولہ خوب مغالطے پیش کرتا ہے اور مسلمان کو مشرک مشرک کہہ کر اپنے دل کی کدورت کا اظہار کرتا ہے۔اور حقیقی، مجازی، استقلالی اور عطائی میں فرق نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔

8. جب اپنے لیے دعا کرے تو اہل اسلام کو اس میں شریک کر لے۔کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے جو نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے۔اور اسی ابو شیخ نے ثابت بنانی سے روایت کی کہ جو آدمی عورتوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور مردوں کے لیے دعا کرتا ہے قیامت کو جب وہ ان پر گزرے گا تو وہ آپس میں کہیں گے کہ یہ دنیا میں تمہارے لیے دعا کرتا تھا پس وہ اس کی شفاعت کریں گے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنا ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ مجھے بخش دے۔ تو آپ نے فرمایا اگر دعا کو عام کرتا تو تیری دعا قبول ہوتی۔

اور ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے رب کریم سے مغفرت اور رحمت اپنے لیے مانگی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی دعا کو عام کرو۔ کیونکہ دعائے خاص اور عام میں اتنا ہی فرق ہے جتنا زمین اور آسمان کا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جو سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مرد اور عورت کے برابر نیکی لکھتا ہے۔ اور خطیب نے روایت کی کہ ابو ہریرہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ پیاری نہیں کہ آدمی کہے۔

اللھم ارحم امۃ محمد رحمۃ عامہ۔ الٰہی امت محمد ﷺ پر رحمت عام کر۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنی ہر دعا میں ساری امت مصطفیٰ ﷺ کو شامل کرے۔ اور یہی اولیاء اللہ کا وطیرہ ہے جس طرح نبی کریم ﷺ ساری امت کی مغفرت کے لیے دعائیں فرمایا کرتے ہیں۔ ایسے ہی عرش کو اٹھانے والے فرشتے بھی امت نبی کریم ﷺ کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

کتنا کرم ہے۔ مولا پاک کا ہم عاجزوں پر کہ اپنے نبی معصوم سید المرسلین ﷺ اور مقربین فرشتوں اور اولیاؤں کے دلوں میں یہ القا کر دیا ہوا۔ کہ امت عاصی پر بخشش کی دعائیں کرتے رہو۔ انشاء اللہ اس امت مرحومہ کو جنت میں وہ مرتبے ملیں گے کہ دیکھنے والے رشک کریں گے۔ اے مسلمان تو بھی امت عاصی کے لیے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دعائیں کر کے اپنے درجے بلند کر لے اور انبیاء اور اولیاء و ملائکہ کے زمرۂ میں محشور ہونے کا سامان فراہم کر لے۔

9. دعائیں تطویل نہ چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخیر زمانہ میں لوگ دعا میں مبالغہ کریں گے یعنی لمبی لمبی دعائیں مانگیں گے۔

عبداللہ بن مغفل کے بیٹے نے دعا مانگی۔ خدایا مجھے بہشت میں ایک سپید محل عطا کر جو کہ میرے داہنے ہاتھ پر ہو۔ آپ نے فرمایا اے بیٹا! جنت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ طلب کر۔ فضول باتوں سے کیا فائدہ۔

ہاں دعا میں نبی کریم ﷺ کی یہ سنت ہے کہ تین دفعہ تکرار کیا جائے۔ اور نہایت عاجزی والحاح سے رب کے کرم پر نظر رکھتے ہوئے نرم اور پست آواز سے دعا کو دہرائیں۔ دعا میں چلائیں مت۔ کیونکہ یہ قرآن مجید میں ہے۔

ادعوا ربکم تضرعا و خفیة۔ یعنی رب سے عاجزی اور خفی طور پر دعائیں مانگ۔

ان اللہ لایحب المعتدین۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور فرمایا کہ اپنی دعاؤں میں نہ تو آہتہ آہستہ کہو اور نہ ہی بلند آواز سے کہو۔ لہٰذا دعا کو نرم اور عاجز آواز سے بغیر چلانے کے مکرر کہو۔ اور حتی المقدور تکرار میں طاق عدد نگاہ رکھو۔ ہاں اگر انسان پر جذبہ اور ذوق غالب آجائے۔ اور دل مچل جائے۔ آنکھیں ڈبڈبا جائیں تو پھر وہ باعث ملامت نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں جتنا وقت زیادہ خرچ ہو۔ بہتر ہی بہتر ہے۔

10. دعا مختصر مگر جامع ہو۔ اور ضروریات اخرویہ کو زیادہ مدنظر رکھا جائے۔ اور ہر ضرورتِ دنیا طلب کرنے کی جرات نہ کی جائے۔ کیونکہ انسان نہیں جانتا کہ اس کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بھلائی کس میں ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ انسان کی بہتری صحت میں ہے یا بیماری میں ہے فقر میں ہے یا امیری میں۔

بسا اوقات انسان اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے وہ مانگتا ہے۔ جو اس کے مناسب نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی کریمی کا صدقہ اسے وہ عطا نہیں فرماتا۔ اور انسان بدعقیدہ ہو کر کہتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کرم کیا اور جو چیز اس کی طلب میں تو تھی مگر فائدہ مند نہ تھی نہ عطا کی۔

لہٰذا دعا کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ نے جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ مناسب اوقات میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں پیش کرے۔

قرآن مجید اور احادیث میں دعاؤں کا ذخیرہ اس قدر ہے۔ کہ جاننے والے پر مخفی نہیں اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وظیفہ قرآن مجید اور احادیث میں جو دعائیں ہیں ان سے ترتیب دیا ہے جس کے سات حزب ہیں۔ ہر روز ایک حزب پڑھا جاتا ہے۔ اور دیگر مشائخ کرام نے مختلف وظائف جمع کیے ہیں۔ چند جامع دعائیں درج کی جاتی ہیں۔ جو دین و دنیا کے مقاصد کے لیے تیر بہدف ہیں۔ آداب کے ساتھ ان دعاؤں کو خدا تعالیٰ کے سامنے عرض کرو امید ہے کہ اجابت سے سرفراز کیے جاؤ گے۔

سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں اور نبیوں کی دعاؤں کا تذکرہ کیا ہے اور ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ جس وقت انہوں نے دعا مانگی۔ ان کی سن گئی وہ دعائیں نہایت ہی جامع ہیں پہلے انہیں ہی نقل کیا جاتا ہے۔

1. حضرت نوح علیہ السلام کی دعا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ط (پ ۲۷ سورہ القمر آیت نمبر ۱۰)

2. حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا۔ (الشعراء)

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ O وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ O وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ O وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ

(پ ۱۹ سورہ الشعراء آیت نمبر ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۷)

3. حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا۔

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸۳)

4. حضرت یونس علیہ السلام کی دعا۔ (سورۃ الانبیاء)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط

(پ ۱۷ سورہ الانبیاء: ۸۷)

5. حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ط (پ ۱۹، الانبیاء آیت نمبر ۱۹)

6. حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا۔ (الانبیاء)

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ

(پ ۱۷ الانبیاء آیت نمبر ۸۹)

7. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا۔

وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ط (المائدہ: ۱۱۴)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

8. حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی دعائیں۔ (العمران)

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِؕ ○ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ○ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّاۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ (پ۴ سورہ ال عمران آیت نمبر ۱۹۱ تا ۱۹۴)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْراً كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا۔ اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔

(پ۳ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۸۶)

9. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صٰلِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَؕ

(پ۲۶ سورہ الاحقاف آیت نمبر ۱۵)

10. جناب مومن آلِ فرعون کی دعا۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِؕ

(پ۲۴ سورہ المومن آیت نمبر ۴۴)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

11. جنت والوں کی دعا۔ (الاعراف)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

(پ۸سورہ الاعراف آیت نمبر۴۷)

اور حدیث شریف میں فرمایا جب طواف کعبہ کرو تو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہی دعا پڑھا کرو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:۲۰۱)۔ اور اس کے ساتھ یہ پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ حضور نے حصن بن حصین کو فرمایا۔ یہ دعا پڑھو۔ اللھم اَلْهِمْ رُشْدِیْ واَعِذْنِیْ مِنْ شَرِ نَفْسِی۔ (ترمذی)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رسالہ فیض مقالہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بیان کرنے والا المسمّٰی بہ

نورِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم:

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد حنیفہ ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نورِ خدا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده و رسوله ارسله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله وكفى با لله شهيدا وجعله هاديا ومهديا وسراجا منيرا والصلوٰة والسلام على نور من فاضت من نوره الا نوار كلها اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم۔

قد جآءَ كم من الله نور و كتب مبين (المائدہ:15)

بندہ مسکین ثبته الله على صدق و يقين محمد شفیع بن مولوی غلام حسن صاحب جمیع مسلمانوں کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ موجودہ دور تاریکی اور گمراہی کا دور ہے۔ جو جو صداقتیں اور حقیقتیں اکابر اسلام نے بیان کی تھیں۔ اب انہیں شکوک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ کفر وشرک قرار دیا جاتا ہے۔ خوش عقیدہ اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والوں اوران کی تحقیق کو حرز جان بنانے والوں کو بدعتی کے خطاب سے نامزد کیا جاتا ہے۔

گستاخان رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امام، شہید، حکیم امت کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔

اور نور مجسم، سراپا رحمت، مفخر بنی آدم، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، راحۃ العاشقین، محبوب رب العلمین، امام النبیین، سراج السالکین، مصباح المقربین، رحمۃ العالمین، نبینا و نبی الملئکۃ کی نورانیت سے انکار کر کے انکی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بیمثل بشریت کو اپنی بشریت کا مثیل قرار دیا جاتا ہے اور طرح طرح کے وساوس اور مغالطے بیان کر کے عامۃ الناس کو جادہ حق سے منحرف کیا جا رہا ہے۔

لہذا عامۃ الناس کے فائدے کی خاطر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نورانیت اور بے مثل بشریت پر قرآن اور حدیث اور تاریخ اور اکابرین امت کے اقوال سے دلائل جمع کیے گئے ہیں اور یہ مبارکہ رسالہ مسمی نور خدا اسی کی طرف منتسب کیا گیا ہے۔ جو دنیا میں ہر گرتے کا سہارا اور ہر بے چارے کا چارہ اور غمزدوں کا غمگسار اور بے یاروں کا یار، جس کی مدح میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا   گروں کا سہارا عصائے محمد

عجب کیا ہے گر رحم فرمائے ہم پر   خدائے محمد برائے محمد

اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم

وعلی الہ واصحابہ اجمین الی یوم الدین۔

آیۃ کریمہ جو اوپر درج کی گئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ سے نور اور کتاب مبین۔

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد سوم تحت آیۃ کریمہ لکھتے ہیں کہ نور سے مراد کتاب اللہ ہے یہ قول ضعیف ہے۔ کیونکہ و عاطفہ ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ دو جدا جدا چیزیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین اور نور کو اکٹھا بھیجا۔ اس لئے کہ بغیر نور کے کتاب مبین فائدہ نہیں دے سکتی۔ جب تک روشنی نہ ہو۔ کوئی کتاب پڑھی نہیں جا سکتی اور اس سے فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح بغیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید سے فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم

(سورۃ النحل آیت نمبر ۴۴)

اور آپ پر ہم نے قرآن مجید اتارا ہے تاکہ آپ جو لوگوں کی طرف اتارا گیا ہے۔ سے ظاہر کردیں۔

اور ارشاد فرمایا

وما انزلنا علیک الکتب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ

(النحل آیت نمبر ۶۴)

یعنی آپ پر کتاب صرف اس لئے نازل کی گئی ہے کہ آپ ان چیزوں کو بیان فرما دیں۔ جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا ہر دو آیات سے ثابت ہو گیا ہے کہ کتاب کو بیان کرنے والے رسول اکرم، نور مجسم، ہادی امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اسی لئے آپ کو رسول مبین کہا جاتا ہے اور آپ ہی کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فرقہ جدیدہ پرویزیہ جو ضرورت حدیث کا منکر ہے اور صرف قرآن مجید کو ہی دین کا ماخذ سمجھتا ہے۔ اس کی نادانی بھی ملاحظہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ کتاب کے مبین آپ ہیں اور پرویز صاحب قرآن مجید کے مبین خود بن جائیں کیا یہ قرآن مجید کی خلاف ورزی نہیں۔ جب تک رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشادات اور اقوال مبارکہ کو تسلیم نہ کیا جائے۔ قرآن مجید کا ثبوت از حد مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی وحی جبریل علیہ السلام آپ کے قلب اطہر پر نازل کرتے تھے۔

نزلہ علی قلبک باذن اللہ

(البقرۃ آیت نمبر ۹۲)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یعنی جبریل علیہ اسلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرے دل پر قرآن مجید نازل کرتے ہیں۔تو اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک جب تک تکلم نہ فرمائے کہ یہ جبرائیل کا آوردہ قرآن ہے۔اس وقت تک قرآن کا غیر نبی کو پتہ چلنا مشکل ہے۔اسی لئے ارشادفرمایا

انہ لقول رسول کریم۔ (الحاقۃ آیت نمبر۴۰)

یعنی یہ قرآن البتہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات ہے۔

اورمولانا رومی علیہ الرحمتہ نے اس کا کیا عمدہ ترجمہ کیا۔

گرچہ قرآن ازلب پیغمبر است ہر کہ گوئد حق نہ گفت آں کافراست

پس قرآن کے وجود وحروف ومعنی ونظم تمام کی تمام بغیر نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفید نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس وادی میں جوان کے بغیر جادہ پیما ہوا۔اس نے سوائے ضلالت اور گمراہی کے کچھ حاصل نہ کیا۔

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا (البقرہ آیت نمبر۲۶)

یعنی اس کے ذریعہ بہت گمراہ ہوتے ہیں۔اور اس کے ساتھ بہت ہدایت پاتے ہیں۔

بغیر نور کے جس نے راستہ طے کرنا چاہا۔وہ ذلیل وخوار ہوکر راستہ ہی میں مر کھپ گیا۔

راہ پر خوف است و دزداں در کمیں راہبرے برتا نمانی برز میں

مذکورہ بالا آیت شریف میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

(دلیل اول)(ا)تفسیر جلالین،قد جاء کم من اللہ نور ھو النبی صلی اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

علیه وسلم

(۲)تفسیر خازن، قد جاء کم من اللہ نور یعنی محمد صلی اللہ علیه وسلم

(۳)تفسیر مدارک، قد جاء کم من اللہ نور، والنور محمد علیه الصلوٰۃ والسلام۔

(۴)تفسیر معالم التنزیل، قد جاء کم من اللہ نور، ای محمد صلی اللہ علیه وسلم۔

(۵)تفسیر سراج منیر،قد جاء کم من اللہ نور، ھو محمد صلی اللہ علیه وسلم۔

(۶)تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن، قد جاء کم من اللہ نور، ای محمد صلی اللہ علیه وسلم۔

(۷)تفسیر کبیر،قد جاءِ کم من اللہ نور، ان المراد بالنور محمد صلی اللہ علیه وسلم۔

(۸)تفسیر ابوالسعود، قد جاء، کم من اللہ نور، وقیل المراد بالنور ھو الرسول علیه الصلوٰۃ والسلام۔

(۹)تفسیر عباسی،قد جاء کم من اللہ نور، یعنی محمد صلی اللہ علیه وسلم۔

(۱۰)تفسیر صاوی، قد جاء کم من اللہ نور، ھو النبی صلی اللہ علیه وسلم لانه اصل کل نور حسی و معنوی۔

(۱۱)تفسیر روح البیان، میں بھی یہی بیان ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(۱۲)تفسیر روح المعانی، میں بھی یہی بیان ہے۔

(۱۳)تفسیر بیضاوی، قد جاء کم من الله نور ، وقیل یرید به نور محمد یا بالنور محمدا صلی الله علیه وسلم۔

(۱۴)تفسیر حسینی، قد جاء کم من الله نور، گفته اند نور حضرت رسالت پناه است۔

مندرجہ بالا چودہ مفسرین کرام جو جلیل القدر ہیں اور اہل اسلام کے نزدیک ان کی جلالت علمی مسلّم ہے۔فرمارہے ہیں کہ یہاں نور سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔خصوصاً سید المفسرین حبر الامۃ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔کہ اللہ تعالیٰ ان کو کتاب (قرآن) کی تفسیر عطا کرے۔(بخاری) تو اب کون بدقسمت اس سے انکار کرسکتا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دلیل دوم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ فرماتا ہے۔

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح الآیۃ (النور آیت نمبر ۳۵)

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔اس کے نور کی مثال طاق کی ہے کہ اس میں ایک چراغ ہے۔

تفسیر خازن میں مثل نورہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس کے نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اور تفسیر معالم التنزیل میں مثل نورہ کے تحت ہے۔

قال سعید ابن جبیر والضحاک، ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی سعید ابن جبیر اور ضحاک نے فرمایا ہے کہ اس کے نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات اور مفسرین کے ارشادات سے صاف ثابت ہو گیا کہ آقائے نامدار حبیب کردگار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نورِ خدا ہیں۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور خدا ہیں اور مخلوق اول ہیں اور تمام اشیاء کا ظہور اس نور کی تابانیاں ہیں۔

(۱) کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(۲) اللہ نے اپنے نور کا جلوہ دکھا دیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سب نوروں کو ملا کر محمد بنا دیا

(۳) وصلی اللہ علی نور کزو شد نور ہا پیدا

زمیں درحب او ساکن فلک درحب او شیدا

(جامی)

(۴) بے فروغت روز روشن ہم شب است

بے دلیلت شیر اسیر ارنب است

(رومی)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

احادیث سے نور محمد کا بیان

(۱) ابی عبیدہ جو تابعی ثقہ ہیں۔انہوں نے ربیعہ بنت معوذ کو کہا۔

صفی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔قالت لورایتہ رایت الشمس طالعۃ۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ ہمارے لئے بیان فرمائیں۔حضرت ربیعہ نے فرمایا۔اگر تو انہیں دیکھتا تو گویا سورج طلوع کرتا ہوا دیکھتا۔

(مشکوۃ باب اسماء النبی وصفاتہ)

(۲) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ما رایت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے احسن تر چیز میں نے کوئی نہیں دیکھی۔گویا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر سورج چلتا ہے۔ (مشکوۃ باب اسماء النبی وصفاتہ)

(۳) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الثنتین اذا تکلم رای کالنور یخرج من بین ثنایاہ

کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دو دانت کشادہ تھے۔جب آپ سخن فرماتے تھے نور دیکھا جاتا تھا۔جو آپ کے مبارک دانتوں سے نکلتا تھا۔

اس حدیث شریف میں جو نور پر کاف ہے۔یہ زائد ہے۔دیکھو مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ملا علی قاری۔یعنی نور ہی نکلتا تھا۔کوئی اور چیز نہیں تھی۔ (مشکوۃ باب اسماء النبی)

(۴) کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سر

استنار وجھہ حتی کان وجھہ قطعۃ قمر

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک روشن ہوجاتا یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند کا ٹکڑا بن جاتا۔ (مشکوۃ باب اسماء النبی وصفاتہ)

(۵) عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی۔

انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہ وساخبر کم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسی ورویا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لھا نور اضاء منہ قصور الشام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا۔ اور آدم علیہ السلام ابھی خلقت میں افتادہ تھے اور میں اپنے امر سے تمہیں خبردار نہ کروں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی دعاء اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کا وہ معائنہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا اور تحقیق ان کے لئے ایک نور ظاہر ہوا۔ جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

اس مذکورہ بالا حدیث میں جو لفظ رؤیا ہے۔ اس سے مغالطہ نہ کھانا چاہیے۔ ظاہر آنکھ سے دیکھنے کو بھی رویا کہتے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ جلد چہارم زیر حدیث مندرجہ بالا شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"گفتہ اند۔ کہ ای در بیداری بود، پس مراد برویا رؤیائے عینی است۔

(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

(۶) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قالوا یا رسول اللہ متیٰ وجبت لك النبوۃ؟ قال وادم

بین الروح والجسد

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ نے عرض کی۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ آپ کے لئے نبوت کب سے ثابت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔یعنی ان کی خلقت نہیں ہوئی۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

(۷) مصنف عبدالرزاق نے اپنی سند سے بیان کیا۔

عن جابربن عبد اللہ قال قلت یا رسول اللہ بابی انت

وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه اللہ قبل الا شیاء۔

قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الا شیاء نور نبیك

من نورہ

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔ مجھے سب سے اول مخلوق شئے کی خبر دیں۔ جو تمام اشیاء سے پہلے بنی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اس مذکورہ بالا حدیث کو احمد قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور علامہ عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں اور ملا علی قاری نے اپنے میلاد نامہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد دوم میں اور سیرت حلبیہ جلد اول میں علامہ حلبی نے درج فرمایا اور ان علمائے عظام اور محدثین ذوالاحترام نے حدیث مبارکہ سے نبی کریم کا اول مخلوق ہونا بیان فرمایا۔ خصوصاً علامہ زرقانی اور صاحب سیرت حلبیہ ہر مخدوش اور ناقابل قبول کی حدیث پر جرح فرماتے ہیں اور علامہ قسطلانی کی شان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

محدثیت کس سے مخفی ہے۔ جو بخاری کے شارح ہیں۔ ان تمام حضرات کا حدیث کو قبول کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اصول حدیث میں یہ مسئلہ واضح ہے کہ تلقی بالقبول صحت حدیث کی دلیل ہے۔ اس سے منکر سوائے جاہل کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا خدشہ کہ عبدالرزاق شعیہ تھے۔ قطعاً قابل اعتنا نہیں۔ کیونکہ شیعہ ہونا راوی حدیث کا کوئی عیب نہیں؟ اگر کوئی مدعی ہو تو وہ دلیل پیش کرے۔ ہاں رافضی ہونا عیب ہے اور عبدالرزاق کے متعلق رافضی ہونے کی کسی نے بھی تصریح نہیں کی۔ بلکہ تحفہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ دارقطنی کی وہ حدیث جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے شیعوں کو بشارت ہے۔ وہ اہل سنت کے لئے ہی ہے۔ کیونکہ اہل سنت ہی شیعہ اولےٰ ہیں تو شاہ صاحب کے بیان کے مطابق یہ تو عبدالرزاق کی صفت ہوگی۔ نہ کہ نقص۔ نیز عبدالرزاق حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور بخاری اور مسلم کے استاذ الاستاذ ہیں۔ ان کی روایت پر جرح قدح نہایت ہی قبیح ہے جبکہ علمائے امت نے اسے قبول کرلیا ہے اور منکرین کے حکیم امت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں اس حدیث کو لاتے ہیں اور ساتھ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں صحیح روایات درج کی گئی ہیں۔ اب اپنے حکیم امت کو بھی سفیہ اور جاہل اور حدیث کے صحت و سقم اور ضعیف سے نابلد بتانا حکیم الامتی کو بٹہ لگانا ہے۔

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:۔

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری فی الظلماء کما یری فی الضوء

• یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

روشنی میں دیکھتے تھے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول)

(۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:۔

قالت کنت اخیط فی السحر، فسقطت الابرة ،
فطلبتها، فلم اقدر علیها، فدخل رسول الله صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم فتبینت الابرة لشاع نور وجهه

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت کچھ سیتی تھی۔ پس سوئی گر پڑی اور میں نے اس کی تلاش کی۔ میں اس پر قابو نہ پاسکی کہ اس اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہرہ مبارک کے نور کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول)

(۱۰) کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق ادم باربعة عشر الف عام

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدمؑ کی پیدائش سے پہلے چودہ ہزار سال خدا تعالیٰ کے سامنے نور تھا۔ (سیرت حلبیہ جلد اول)

(۱۱) وعن علی بن الحسین رضی الله تعالیٰ عنهما عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم۔ قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق ادم علیه السلام باربعة عشر الف عام

امام زین العابدین علی بن حسین نے اپنے باپ علی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھا۔ (سیرت حلبیہ جلد اول)

(۱۲) عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سأل جبریل علیه السلام فقال یا جبریل کم عمرت من السنین؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فقال یا رسول الله لبست اعلم غیر ان فی الحجاب الرابع نجم یطلع فی کل سبعین الف سنة مرة رایت اثنین وسبعین الف مرة، فقال یا جبریل وعزة ربی جل جلاله انا ذلک الکوکب

ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ تیری عمر کتنے سال ہے؟ پس اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع کرتا۔ میں اسے بہتر ہزار دفعہ دیکھ چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اے جبریل۔ رب جل جلالہ کی عزت کی قسم میں وہی ستارہ ہوں۔ (سیرت حلبیہ جلد اول)

(۱۳) روی الحاکم وصححه ان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا یا رسول الله اخبرنا عن نسبک فقال انا دعوة ابی ابراهیم وبشریٰ اخی عیسیٰ ورأت امی حین حملت لی کانه خرج منها نور فی لفظ سراج وفی لفظ شهاب اضاأتِ له قصور بصری من ارض الشام قال الحافظ العراقی وسیاتی انها رات النور منها عند الولادة و هوا ولی لکون طرقه متصلة

حاکم نے روایت کی ہے اور اس کی تصحیح بھی کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے عرض کی کہ ہمیں اپنی ذات سے خبر دیجئے۔ پس آپ نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ کی بشارت ہوں اور وہ معائنہ ہوں۔ جو میری ماں نے میرے ساتھ حاملہ ہونے کے وقت کیا۔ گویا اس سے نور نکلا اور ایک لفظ میں سراج اور ایک میں شہاب ہے اس سے شام کے محل روشن ہوئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حافظ عراقی نے فرمایا کہ آپ کی والدہ نے پیدائش کے وقت دیکھا کہ آپ سے نور ظاہر ہوا ہے اور یہی اولی ہے کیونکہ یہ روایت متصل ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد اول)

(۱۴) روی ابن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأت امی حین وضعتنی سطح منها نور اضاء ت له قصور الشام

ابن سعد نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ اس سے ایک نور پھیلا ہے اور شام کے محل اس سے روشن ہوئے ہیں۔

(۱۵) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چچا پاک فرماتے ہیں

وانت لماولدت اشرقت الارض

وضائت بنورك الافق

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ پیدا ہوئے زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور کے ساتھ افق روشن ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ جلد اول)

(۱۶) فانی رایت کانه خرج منی شهاب اضاء ت له الارض كلها حتى رايت قصور الشام

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں مجھ سے ایک شہاب ظاہر ہوا۔ جس سے تمام زمین روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔

(دلائل النبوۃ جلد اول بیہقی)

(۱۷) اخرج الحكيم الترمذی عن زکوان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرى له ظل فی الشمس او القمر قال ابن سبع من خصائصه ان ظله كان لا يقع الارض و انه كان نورا فكان اذا مشى فی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

الشمس او القمر لا ینظرله الظل وقال بعضهم یشهد له حدیث قوله صلی الله علیه وسلم فی دعائه واجعلنی نورا

حکیم ترمذی نے زکوان سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ شمس میں اور نہ قمر میں دیکھا گیا ابن سبع نے کہا ہے کہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے۔ اور جب آپ سورج یا قمر (دھوپ اور چاندنی) میں چلتے تھے۔ آپ کا سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا اور بعض محدثوں نے کہا ہے کہ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جس میں آپ نے دعا کی ہے کہ (اے اللہ) مجھے نور بنا دے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول)

(۱۸) و روی اول ماخلق الله نوری

اور روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔

(مرقات جلد اول ص ۱۴۰، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۹) در حدیث صحیح وارد شده اول ماخلق الله نوری

یعنی صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۲)

مندرجہ بالا تمام روایات سے ثابت ہوا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مخلوق اول ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے نور سے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اقوال اکابرین امت

(۱) شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

و (سماہ) ای النبی علیہ السلام (نورا) ای علیٰ احد التفسیرین (فقال قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین) ای المراد بالنور محمد وقیل القرآن وقیل المراد بھما محمد (شرح شفاء ملا علی قاری جلد اول)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور آیۃ کریمہ قد جاء کم الخ کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ اس نور سے مراد محمد علیہ السلام ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دونوں سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۲) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ۔

قال ابن حجر اختلفت الروایات فی اول المخلوقات و حاصلہا کما بینتہ فی شرح شمائل الترمذی ان اولھا النور الذی خلق منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم الماء ثم العرش

ابن حجر نے کہا ہے کہ پہلی مخلوق کے متعلق روایات مختلف ہیں اور ان کا حاصل یہ ہے جیسا کہ میں نے شرح شمائل ترمذی میں واضح کیا ہے کہ پہلے نور نبی کریم کا مخلوق ہوا۔ پھر پانی۔ پھر عرش اور پھر قلم۔ (مرقات جلد اول ص ۱۲۲)

(۳) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

والاول الحقیقی ھوالنور محمدی علی ما بینتہ فی المورد للمولد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اول حقیقی نور محمدی ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب المورد للمولد میں بیان کیا ہے۔

(۴) بل فی الحقیقة کل نور خلق من نورہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلکہ تمام نور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

(جمع الوسائل شرح شمائل جلد اول ص ۴۷)

(۵) وکذا قیل فی قولہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فنور وجھہ ذاتی لا ینفک عنہ ساعة فی اللیالی والایام

اور جیسا کہ کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اللہ نور السموات والارض کی تفسیر میں کہ مثل نورہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس آپ کے چہرہ کا نور ذاتی ہے۔ ان سے ایک لحہ بھی جدا نہیں ہوتا۔ نہ دن میں نہ رات میں

(جمع الوسائل شرح شمائل جلد اول ص ۴۷)

(۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

نور یکے از اسمائے آنحضرت است (صلی اللہ علیہ وسلم) ونور را سایہ نمے باشد،

نور حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۱)

(۷) وخود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) عین نور بود۔ ونور از اسماء شریف اوست

آپ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) عین نور تھے اور نور ان کے اسماء شریف سے ہے۔

(مدارج النبوۃ، جلد اول ص ۱۱۰)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(۸) آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) بتمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر سے پاؤں تک تمام نور تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۰۹)

(۹) ہمہ را از نور وے آفریدہ

تمام کو اس کے نور سے پیدا کیا گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۱۵)

(۱۰) آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) عین نور بود۔ نور را سایہ نمے باشد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۱۸)

(۱۱) انا من نور اللہ والمؤمنون من نوری

میں (حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مومن میرے نور سے ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۶۱۰)

(۱۲) حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ

خلقت من نور اللہ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ (مکتوبات جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۰)

نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابشیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے جب نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوق فرمایا تو اس سے تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار مخلوق فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان انوار پر نظر کریں تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انوار کو ڈھانپ لیا۔ انہوں (انبیاء علیہم السلام کے انوار) نے عرض کیا۔ کہ یا اللہ! یہ کس کا نور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ محمد عبداللہ کا نور ہے۔ اگر تم اس کے ساتھ ایمان لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نبی کردے گا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے عرض کی۔ ہم نے آپ کی نبوت کی گواہی دی اور ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے یہی معنی ہیں۔ واذاخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم الکتب الحکمۃ الایۃ۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص۲۔ ومواہب اللدنیہ)

(۲) پھر اللہ تعالیٰ نے نور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا اور اس نور کی عزت، کی طفیل اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا اور تمام ملائکہ کا آپ کو مسجود بنایا۔

(۱) مدارج النبوۃ جلد دوم ص۴

(۲) تفسیر نیشاپوری تحت آیۃ واذقلنا للملئکۃ اسجد والادم الآیۃ

(۳) سیرت حلبیہ، جلد اول)

اور صاحب مدارج النبوۃ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا۔ تو فرشتوں کی ایک جماعت خلیفۃ اللہ کی پیٹھ پیچھے صف در صف کھڑے ہو کر نور محمدی پر صلوٰۃ وسلام پیش کرتی۔ حضرت آدم علیہ اسلام نے عرض کیا۔ یا اللہ۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تیری پشت میں نوری محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے آدم صفی اللہ نے عرض کیا۔ کہ اللہ کریم اس نور کو منتقل کر کے میرے ایسے اعضا میں لا کہ میں بھی اس کا جلوہ پا سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کے ناخنوں میں جو ہاتھ کے انگوٹھوں کے تھے۔ منتقل کر دیا۔ حضرت صفی اللہ نے محبت سے اس نور کو چوما اور اپنے انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فعل آدم جو اذان میں میرا نام سن کر کرے میں اس کی شفاعت کا ضامن ہوں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(نوٹ) اذان میں کلمہ اشھد ان محمد رسول اللہ سنکر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پہ رکھنا مستحب ہے۔ جو ایسا کرے اس کی آنکھیں دُکھنے (رمد) سے محفوظ رہتی ہیں۔ دیکھو شامی جلد اول باب اذان، فتویٰ الامداد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ موضوعات کبیر ملا علی قاری۔ وفردوس دیلمی وغیرہ وغیرہ۔

(۳) پھر یہ نور منتقل ہوتا پاک پشتوں اور پاک رحموں سے حضرت ہاشم تک پہنچا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثت من خير قرون بنى آدم حتى كنت من القرن الذى كنت فيه

یعنی میں ہر نیک زمانہ میں آیا۔ یہاں تک کہ جس زمانہ میں ہوا۔

اور حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے۔

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله اصطفىٰ كنانة من ولد اسمعيل واصطفىٰ قريشا من كنانه واصطفى من قريش بنى هاشم واصطفانى من بنى هاشم

اور اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو اولاد اسماعیل سے چنا اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو۔

وعن العباس انه جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فكانه سمع شيئاً فقام النبى صلى الله عليه وآله وسلم على المنبر ۔ فقال من انا؟ فقالوا انت رسول

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

الله۔ قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ۔ ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم ثم جعلھم فرقتین ۔ فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیر قبیلۃ ۔ ثم جعلھم بیوتا جعلنی فی خیر ھم بیوتاً وانا خیر ھم نفساو خیر ھم بیتا

یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت میں آئے۔ کہ انہوں نے کچھ طعن کفار سے سنے۔ پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا میں کون ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے خلقت کو مخلوق فرمایا پھر انہیں فرقوں، قبیلوں اور گھروں میں تقسیم فرمایا اور مجھے اچھے فرقہ، اچھے قبیلہ اور اچھے گھر میں رکھا۔ پس میں ذات اور گھر سے تمام سے اچھا ہوں۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(۴) اور حضرت عبداللہ ابن عباس تقلبک فی الساجدین کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلاب طاہرہ وارحام طاہرہ سے پیدا فرمایا۔ (تفسیر عباسی وخازن)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لقد جاء کم رسول من انفسکم میں لفظ انفس بفتح فا ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفیس ترین ہیں بروئے حسب ونسب۔ اور آپ کی نسل پاک طاہر ہے از آدم تا عبداللہ۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۵)

جب آپ کا نور ہاشم کے ماتھے پر چمکتا تھا تو وہ قوم میں سب سے زیادہ ممتاز تھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور آپ کے اخلاق نہایت ہی کریمانہ تھے۔ تمام غرباء کی پرورش فرماتے اور اونٹ ذبح کر کے اسکے شوربا میں روٹی کے ٹکڑے بھگو بھگو کر بھوکوں کو کھلاتے۔ اسی سبب سے آپ کا نام ہاشم ہوا۔

بادشاہ روم نے آپ کو اپنی دختر کا رشتہ پیش کیا۔ کیونکہ اس نے پہلی کتابوں کی بشارات سے معلوم کیا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد ہے جو خاتم النبیین ہونگے۔

(سیرت حلبیہ جلد اول)

(۵) ہاشم کے بعد یہ نور عبد المطلب کی پیٹھ میں آیا جس کے سبب سے آپ سے خوشبو مہکا کرتی تھی۔ جو اذخر کی خوشبو تھی۔ اور ان کی پیشانی سے نور محمدی چمکا کرتا تھا اور جب مکہ میں کوئی حادثہ پیش آتا یا قحط باران ہوتا تو انہیں کوہ ثبیر پر لے جا کر ان کے وسیلہ سے دعاء مانگتے۔ اور نور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ان کے ماتھے پر چمکتا تھا۔ اس کی برکت سے مکہ والوں کی حاجتیں پوری ہو جاتیں۔

اور جب ابرہہ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے آیا تو اس نے اپنا ایک آدمی سفیر بنا کر بھیجا۔ جب اس (سفیر) آدمی نے نور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عبد المطلب کے ماتھے پر چمکتا دیکھا تو وہ غش کھا کر گر گیا۔ اور جب ہوش میں آیا تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو سید قریش ہے۔

اور جب ابرہہ کے ہاتھی محمود نے عبد المطلب کو دیکھا تو نور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے جھک گیا اور سجدہ کیا۔

اور جب ابرہہ کے پاس عبد المطلب اپنے اونٹ لینے گئے تو وہ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تاب نہ لا کر تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اونٹ واپس کر دیئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۷ و معارج النبوۃ و مواہب اللدنیہ، و سیرت حلبیہ)

(۶) عبد المطلب کے بعد یہ نور حضرت عبد اللہ کو تفویض ہوا۔ جناب کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بیان ہے کہ میں جب جنگل کو جاتا تو ایک نور مجھ سے نکلتا۔

ایک دفعہ آپ شکار کو گئے ہوئے تھے کہ چند یہودیوں نے نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شناخت کر کے چاہا۔ کہ انہیں (حضرت عبداللہ کو) قتل کر دیا جائے۔ تاکہ اس نور کا ظہور نہ ہونے پائے۔ فوراً غائب سے کچھ امداد ظاہر ہوئی۔ جن نے دشمنوں کو قتل کر دیا اور وہب بن مناف جو آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ تھے۔ وہ بھی اسی صحرا میں تھے۔ انہوں نے یہ معاملہ بچشم خود دیکھا اور اپنی لخت جگر کو عبداللہ کے نکاح میں دینے کی تجویز عبدالمطلب کے پیش کی۔ انہوں نے منظور کر لی۔

جس روز نکاح ہونا تھا۔ حضرت عبداللہ کے سامنے فاطمہ شامیہ نے جو شام سے برائے طواف کعبہ آئی تھی۔ یہ تجویز پیش کی کہ نکاح میرے ساتھ ہو تو میں تین سو اونٹ بطور تحفہ پیش کروں گی۔

اور نیز ام قتال جو ورقہ بن نوفل کی ہمشیرہ تھی۔ اس نے بھی تجویز پیش کی کہ نکاح میرے ساتھ ہونا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ نے یہ کہہ کر کہ میں اپنے والد سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دوں گا۔ انہیں ٹال دیا۔ اسی رات وہب بن مناف نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا اور وہ نور منتقل ہو کر رحم آمنہ میں آ گیا۔

سویرے حضرت عبداللہ ام قتال سے ملے اور فاطمہ شامیہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ مگر انہوں نے آپ کو پوچھا تک نہیں۔ جناب عبداللہ نے استفسار فرمایا تو انہوں نے کہا کہ جس نور کی ہم متلاشی تھیں وہ آج آپ کی پیشانی پر جلوہ گر نہیں۔ کیا آپ نے آج رات کسی عورت سے مقارنت کی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا کہ وہ نور اس کی قسمت میں تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۱۲، سیرت حلبیہ جلد اول، معارج النبوۃ، مواہب اللدنیہ)

(۷) جب وہ نور برج آمنہ میں جلوہ گر ہوا تو تمام وحشی بول اٹھے درختوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نے باتیں کیں اور بتوں نے سجدے کئے اور قریش جو قحط میں مبتلا تھے ان سے قحط دور ہو گیا۔ اور انہوں نے اس سن (سال) کا نام سنة الفرح والا بتهاج رکھا (خوشی اور انبساط کا سال)۔ اور ان ایام میں حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے نہ تو ثقل حمل محسوس کیا اور نہ ہی کوئی اور تکلیف محسوس کی۔ بلکہ عجیب عجیب خواب دیکھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ سے چوپائے باتیں کرتے اور آپ فرماتی ہیں کہ دوران حمل مجھ سے نور جدا ہوا جس سے مشرق و مغرب روشن ہو جاتا اور بصرے و شام کے محلات نظر آتے۔

اور حضرت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے ہیں جو بوقت ولادت باسعادت موجود تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک نور ظاہر ہوا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا۔

اور احادیث صحیحہ مشہورہ میں ہے کہ سیدہ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ولادت باسعادت کے وقت نور دیکھا۔

اور حلیمہ مرضعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

اور شفا والدہ عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ایسا نور چمکا جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۱۴ تا ۱۶)

(۸) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اس نور مجسم کو اپنی کفالت میں لیا تو اس کے حالات میں جو انقلاب عظیم آیا اس کے بیان کے لئے دفتر درکار ہے۔ مختصر یہ کہ وہ سواری جو لاغر تھی۔ فربہ ہو گئی اور بے دودھ تھی دودھ والی ہو گئی۔ تمام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سواریوں سے آگے نکل نکل جاتی۔ حلیمہ سعدیہ کی بکریاں جنگل سے خوب پیٹ بھر کر آتیں اور قبیلہ والے لوگ حسد کرتے اور آپ کے گھر میں رات کو روشنی ہی روشنی ہوتی اور جب قبیلہ والوں نے طنزاً کہا کہ اب تو حلیمہ امیر ہوگئی ہے۔ ساری رات گھر میں چراغ روشن رہتا ہے۔ تو جناب حلیمہ نے تبسم فرمایا کہ جب سے میں محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر آئی ہوں۔ میں نے کبھی بھی چراغ روشن نہیں کیا۔ یہ سب چہرہ انور (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تابشیں ہیں۔

(تفسیر مظہری سورہ نور تحت آیۃ الله نور السموات والارض)

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور اطہر کو سب سے اول مخلوق فرمایا اور پھر اسی نور کو اصلاب طاہرہ اور ارحام طاہرہ میں پھرایا۔ اور وہی نور بشکل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں صلب عبداللہ اور بطن آمنہ سے ظہور پذیر ہوا۔ جس کے متعلق قرآن مجید نے اعلان کیا۔

لقدجاء کم رسول من انفسکم عزیزعلیه ماعنتم
حریص علیکم بالمؤمنین روف رحیم۔

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے گراں اس پر جو
تمہیں مشقت میں ڈالے تم پر وہ حریص ہے اور مؤمنین کے
ساتھ رؤف ورحیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس نور منور کو بشکل انسانی اسلئے مبعوث فرمایا۔ کہ اس زمین پر انسان ہی بستے تھے اور جنس جنس سے ہی محبت کرتی ہے اور مستفیض ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

ولو جعلنه ملکا لجعلنه رجلا وللبسنا علیھم ما

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یلبسون (الانعام آیت نمبر ۹)

اور اگر ہم اسے فرشتہ بناتے تو پھر بھی ہم اسے آدمی ہی بناتے اور اشکال وہی ان پر ہوتا جو اشکال کر رہے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں دو فائدے بیان کئے گئے۔ ایک یہ کہ جنکی طرف رسول بھیجا جائے گا۔ جس جنس سے مرسل الیہ ہوگا۔ مرسل بھی اسی صورت پر آئیگا۔ اگر چہ اس کی حقیقت ان جیسی نہ ہو اور دوسرا یہ کہ پھر متشکل ہونے کے بعد ان لوگوں پر وہ التباس ہو گا۔ کیونکہ وہ حقیقت سے آشنا نہیں اسی مشکل کو حل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حقیقت محمدیہ اور شکل محمدیہ کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین کہ آپ نور ہیں اور قل انما انا بشر مثلکم میں فرما دیا۔ کہ میری شکل انسانی ہے۔ اسی نکتہ کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیوض الحرمین میں حل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قرآن مجید میں تین قسم کی ہے۔

(۱) بعثت نوری۔ اس کا بیان قد جاء کم من اللہ نورو کتب مبین میں ہے۔

(۲) رحمت اس کا بیان وما ارسلناك الا رحمة للعلمین ''یعنی تمام ماسوی اللہ کے لئے آپ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں'' میں ہے۔

(۳) رسالت وما ارسلناك الا كافة للناس بشیر او نذیرا۔ یعنی آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اول ما خلق نوری میں بھی یہی اشارہ ہے اور آپ کی رحمت اور نور نے تمام دنیا کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور تفسیر حسینی، مجددی اور بحر الاسرار میں ہے۔ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین صورتیں ہیں۔ ایک بشری، دوسری ملکی، اور تیسری حقی۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

بیشک آپ کا نور بشری شکل میں ظاہر ہوا اور اس کے بغیر دنیا آپ سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ نور منور کی تاب لانا انسانی طاقت سے بالا تھا۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنحضرت بتمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدہ حیرت در جمال باکمال وے خیرہ مے شد، مثل ماہ و آفتاب تاباں وروشن بود واگر نہ نقاب بشریت پوشیدہ بودے ہیچکس را مجال نظر وادراک حسن اوممکن نبودے ہمیشہ جوہر دے بود کہ انتقال کرد از اصلاب آبا وارحام امہات از زمن آدم تا انتقال بصلب عبداللہ ورحم آمنہ سلام علیہم اجمعین۔

یعنی بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر سے پاؤں تک نور تھے۔ کہ دیدہ حیرت انکے باکمال جمال میں خیرہ ہوتی ہے۔ چاند اور سورج کی طرح روشن تھے۔ اگر بشریت کا پردہ نہ اوڑھا ہوتا تو کسی آدمی کو مجال نہ تھی کہ آپ کے حسن کا ادرک کر سکتا۔ ان کا جوہر ہمیشہ نورانی تھا۔ جو باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ کی پیٹھ اور آمنہ کے رحم تک

(مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۱۰)

علامہ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:۔

اقبال تیری دید تو اب عید ہو گئی
جب سے سنا ہے یار لباس بشر میں ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صرف خود نور ہی نہ تھے۔ بلکہ آپ کا نور دیگر اشیاء میں سرائیت کرتا اور انہیں نورانی بنا دیتا چنانچہ:۔

(۱) قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی اور رات اندھیری تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں شاخ خرما عطا فرما کر کہا کہ یہ لکڑی تیرے آگے پیچھے کو روشن کر دے گی۔ (رواہ ابونعیم)

(۲) عباد بن بشیر اور اسید بن حضیر اندھیرے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گھر گئے اور ان کے ہاتھ میں سوٹے تھے۔ پس ان کے ہاتھوں کے سوٹوں میں ایک روشن ہو گیا۔ اور وہ اس کی روشنی میں چلے اور جب جدا ہوئے تو دوسرے کے ہاتھ کا سوٹا بھی روشن ہو گیا۔ (بخاری شریف کتاب المناقب)

(۳) حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعاء سے میری انگلیاں روشن ہو گئیں اور تاریکی میں جو یار متفرق ہو گئے تھے وہ سب اس روشنی سے جمع ہو گئے۔ (تاریخ بخاری، بیہقی)

(۴) حضور نے ایک دوست کو ایک قبیلہ کی طرف سفیر کر کے بھیجا۔ اس نے نشانی طلب کی۔ تو آپ نے اپنی انگلی مبارک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا دی۔ اس میں روشنی پیدا ہو گئی۔ صحابی نے عرض کیا کہ لوگ اسے برص نہ خیال کریں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے تازیانہ میں وہ نور منتقل کر دیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایں احادیث اول دلیل اندبر نورانیت آنحضرت و سرائیت نورانیت دے بخادمان درگاہ بمانند عصا و تازیانہ ایشاں چہ ذات و اعضائے ایشاں نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یعنی یہ حدیثیں اول درجہ کی دلیل ہیں کہ آپ نور ہیں۔ اور آپ کا نور آپ کے خادموں کے سوٹوں اور تازیانوں میں سرائیت کرتا ہے۔ کیوں کہ آپ کی ذات اور اعضاء سب نور ہیں۔ آپ نور علیٰ نور ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف راہ دیتا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۱۰)

دلائل سے منہ پھیر کر یہ کہہ دینا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور صرف اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ ہادی ہیں۔ سراسر ناحق شناسی۔ کج فہمی اور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سے شپرہ چشمی ہے۔ کیا آپ کے والدین ماجدین مغفورین کے اصلاب وارحم میں ہدایت پھرتی رہی۔ کیا حضرت عبداللہ کی پیشانی پر فیل محمود نے ہدایت دیکھی اور ابرہہ نے جس کے لئے قیام کیا وہ ہدایت تھی جس کے فراق میں دوسو عورتیں اپنی جان نچھاور کر بیٹھیں۔ وہ نور کیا تھا۔ اگر خدا عقل عنایت کرے اور قرآن مجید اور احادیث وسیر کا مطالعہ تعصب کی پٹی اتار کر کیا جائے تو ہر طرف سے یہی آواز گونجے گی۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بیمثل بشریت کا بیان

مضمون سابق سے واضح ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جامہ بشریت عطا کیا اور اس نورانور کے لئے اس بشریت کو حجاب بنایا۔ تاکہ دیکھنے والے مضمحل نہ ہو جائیں۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بشریت بھی مختصہ تھی۔ کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں اور نہ کوئی اس کا مثل۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العالمین

(العمران آیت نمبر ۳۳) بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو چن کر تمام جہان پر فضیلت دی۔

واعلم ان تمام الکلا م فی ھذ الباب ان النفس قدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بما ھیتھا سائر النفوس

یعنی جان کہ اس باب میں اصل بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاک ذاتیں تمام وجودوں کی ماہیت کے خلاف ہوتی ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ثانی ص ۴۴۰ مصری)

اور زیر آیت وعلمناہ من لدنا علما۔ یعنی ہم نے اسے اپنے پاس سے علم سکھایا۔ مذکور ہے۔ فنقول جواھر النفس النا طقۃ مختلفۃ بالماھیۃ یعنی ہم کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ کے جوہر مختلف الماہیت ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۴۹۶)

اور زیر آیت اعلم حیث یجعلہ رسالۃ علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وذکر الحلیمی فی کتاب المنھاج ان لانبیاء علیھم الصلوٰۃ لا بد لھم ان یکونوا مخالفین لغیر ھم فی القوی الجسمانیۃ والقوی الروحانیۃ۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زویت لی الارض

فرأیت مشارقها ومغاربها۔ وقوله صلی اللہ علیہ

وسلم اقیموا صفو فکم وتراصو فانی اراکم من وراء

ظهری

اور حلیمی نے کتاب منہاج میں ذکر کیا۔ کہ تحقیق انبیاء علیہم السلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے آدمیوں سے قوائے جسمانی اور روحانی میں جدا ہوں اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میرے لئے زمین لپیٹی گئی اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور فرمایا کہ نماز میں صفیں سیدھی اور قائم کرو۔ کیونکہ میں پشت کی طرف سے دیکھتا ہوں۔ (تفسیر کبیر جلد دوم ۴۳۹، ۴۴۰)

ان مذکورہ بالا آیات اور انکی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی ماہیت میں اور لوگوں سے جدا ہوتے ہیں۔ اس سے واضح تر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

از خصوصیتہائے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم را در بدن مبارکش داوہ شدہ بود۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از پس پشت میدیدند چنانچہ از پیش روئے خود میدیدند۔

(۲) اودر شب ودر تاریکی چناں میدند کہ بروز در روشنی

(۳) وآب دہن مبارک ایشاں آبہائے شور راشیریں می کرد۔

(۴) وباطفال شیر خوار یک قطرہ از آب دہن مبارکش بچشانیدند۔ آں اطفال تمام روز شکم سیری ماندند، وطلب شیر نمے کردند۔ چنانچہ در روز عاشورہ باطفال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اہلبیت تجربہ شدہ۔

(۵) وبغل مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ و براق بود، واصلا موئے نداشت۔

(۶) وآواز مبارک ایشاں جائے میرسید کہ آواز دیگراں بعشر عشیر آں نمی رسید، واز دوری مے شنیدند، کہ دیگراں از مسافت نے توانند شنید۔

(۷) ودرخواب چشم مبارک ایشاں خواب آلود مے شد۔ و دل اقدس خبر دار مے ماند

(۸) وفازہ دہن مبارک ایشاں درتمام عمر اتفاق نہ افتاد

(۹) واحتلام ہرگز واقع نہ شد۔

(۱۰) عرق مبارک ایشاں خوشبوتر از مشک بود۔ بحدیکہ اگر درکوچہ مے گزشتند۔ مردم بسبب بوئے خوش عرق ایشاں کہ در ہوا سرایت کردہ می ماند۔ پے میبر دند کہ ازیں کوچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گذشتند۔

(۱۱) ہیچ کس از فضلہ ایشاں برروئے زمیں ندیدہ۔ زمیں مے شگافت فرو مے برد، واز آں مکاں بوئے مشک مے شمیدند۔

(۱۲) ودروقت تولد مختون پیدا شدند۔

(۱۳) وناف بریدہ و پاک وصاف، ہرگز لوث نجاست بر بدن اطہر ایشاں نہ بود

(۱۴) چوں برزمیں افتادند، سجدہ کناں، وانگشت خود راسوئے آسمان برداشتند۔

(۱۵) ودروقت تولد مبارک ایشاں نورے متشعشع شد۔ کہ بسبب آں شہر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہائے شام مادر ایشاں را نمودار شد۔

(۱۶) ومہد ایشاں ملائکہ مے می جنبانیدند۔

(۱۷) وماہتاب بایشاں درحالت طفولیت کہ درگہوارہ بودند فرخندہ می کرد۔

(۱۸) ہرگاہ، اشارہ مے فرمودند وے مائل مے شد۔

(۱۹) وبارہا درحالت گہوارہ تکلم مے فرمودند۔

(۲۰) ہمیشہ بروز وقت تمازت گرما ابر برایشاں سایہ میداشت۔

(۲۱) اگر زیر درختے مے آمدند۔ سایہ درخت بسمت ایشاں متوجہ شد۔

(۲۲) وسایہ ایشاں برزمیں نمے افتد۔

(۲۳) برجامہائے ایشاں مگس نمے نشت۔

(۲۴) وپیش ایشاں را ایذاء داد۔

(۲۵) اگر بر جانورے سوارے شدند اجازت زحمت سوار شدن ندہد د برزیر می کرد۔

(۲۶) درعالم ارواح اول کسے کہ پیدا شد، ایشاں بودند۔

(۲۷) اول کسے کہ درجواب الست بربکم بلی گفت، نیز ایشاں بودند۔

(۲۸) وسیر معراج مخصوص بایشاں است۔

(۲۹) وسواری براق نیز مخصوص بایشاں است۔

(۳۰) وبالائے آسمان رفتن وبحد قاب قوسین اوادنی رسیدن وبدیدار الٰہی مشرف شدن۔

(۳۱) وملائکہ رافوج وحشم ایشاں ساختن ہمراہ ایشاں، لشکریاں جنگ وقتال کردن نیز خاصہ ایشان است۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(۳۲) وشق القمر و دیگر معجزات عجیبہ وغریبہ نیز مخصوص بایشاں است۔

(۳۳) و روز قیامت آنچہ ایشاں را دہند ہیچ کس راند ہند۔

(۳۴) اول کسیکہ از قبر سر بر آرد، ایشاں باشند

(۳۵) اول کسیکہ از مے نوشی افاقہ کند، ایشاں باشند۔

(۳۶) ایشاں را بر براق حشر نمائند۔

(۳۷) و ہفتاد ہزار فرشتہ گرداگرد ایشاں جلودار باشند۔

(۳۸) بجانب راست عرش بالائے کرسی ایشاں را جا دہند۔

(۳۹) و مقام محمود مشرف سازند۔

(۴۰) و در دست مبارک ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشاں زیر آں نشاں باشند۔

(۴۱) و ہمہ انبیاء بہ امتیان خود پس روئے ایشاں شوند۔

(۴۲) و در دیدار خدا اول بایشاں شروع کند۔

(۴۳) و اول کسیکہ بر پل صراط بگزرد، ایشاں باشند و تمام خلائق حشر را حکم شود، کہ چشم خود را فرو بندید، تا دختر ایشاں فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بر پل صراط بگزرد

(۴۴) و بشفاعت عظماء ایشاں را مخصوص سازند۔

(۴۵) اول کسیکہ در جنت را بکشاید، ایشاں باشند۔

(۴۶) در روز قیامت ایشاں را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند، و آں مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشد۔

(۴۷) و حقیقت آن است کہ ایشاں در آں روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(۴۸) وآنچہ در شرائع بہ آں مخصوص اند۔ چیز ہائے بسیار است کہ تعداد آن موجب تطویل است۔

مندرجہ بالا مضمون سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیچھے ویسے ہی دیکھتے جیسے سامنے دیکھتے۔ اور اندھیرے میں ایسے ہی دیکھتے جیسے روشنی میں۔ ان کے منہ کی لعاب شور پانی کو میٹھا کر دیتی۔ اور شیر خوار کے لئے لعاب دہن دودھ کا کام دیتی۔ جس سے تمام روز سیر رہتا اور یہ تجربہ اہل بیت پر بروز عاشورہ کربلا میں ہوا۔ اور بغل مبارک سفید چمکیلی اور بال سے صاف تھی۔ آواز بہت دور جاتی۔ نیز دور سے سن لیتے۔ نیند میں آنکھ سوتی۔ مگر دل بیدار رہتا اور فازہ دہن ساری عمر نہ دیکھا گیا۔ اور احتلام کبھی نہ ہوا۔ پسینہ خوشبودار اور مشک سے تیز۔ جس کوچہ سے گزرتے۔ معطر بنا دیتے۔ کسی نے آپ کے فضلہ کا اثر نہ دیکھا۔ فوراً زمین نگل جاتی۔ اور سوائے خوشبو کے کوئی نشان نہ ملتا ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور ہر نجاست سے پاک وصاف اور جب زمین پر آئے سجدہ کرتے ہوئے اور انگلی مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے آئے۔ پیدائش کے وقت ایک نور چمکا کہ اس نور سے جناب کی والدہ ماجدہ نے شام کے شہر دیکھ لئے۔ ان کا پنگوڑا فرشتے ہلاتے تھے اور چاند پنگوڑے میں آپ سے باتیں کرتا تھا۔ اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جھک جاتا اور کئی دفعہ پنگوڑے میں باتیں کیں۔ ہمیشہ گرمی کے وقت بادل سر پر سایہ کرتا اور آپ کا سایہ کبھی زمین پر نہ پڑا۔ اور مکھی کپڑوں پر نہ بیٹھی۔ اگر جانور پر سوار ہوتے تو وہ تا سواری پیشاب وغیرہ نہ کرتا۔ عالم ارواح میں سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ الست بربکم کے جواب میں بلیٰ سب سے پہلے آپ نے کہا۔ معراج کی سیر آپ ہی کو حاصل ہوئی اور براق بھی آپ کو ہی ملا۔ آسمان پر جانا اور قاب قوسین پر فائز ہونا آپ ہی کو نصیب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہوا۔ فرشتے سپاہی بن کر لڑے۔ اور چاند آپ ہی کی انگلی سے دو ٹکڑے ہوا۔ اور قیامت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آپ کو عطا ہوگا وہ کسی کو نہ ملے گا۔ قبر شریف سے پہلے آپ ہی اٹھیں گے۔ اور بیہوشی سے آپ ہی پہلے ہوش فرمائیں گے۔ اور براق پر آپ محشر میں تشریف فرما ہوں گے۔ اور ستر ہزار فرشتوں کے درمیان آپ محشور ہوں گے اور عرش کے دائیں طرف کرسی پر جلوہ گری کرینگے۔ مقام محمود سے مشرف ہونگے۔ اور آپ کے مبارک ہاتھ میں جھنڈا الواء الحمد ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام بمعہ ذریت اس کے نیچے ہوں گے اور تمام نبی علیہم السلام آپ کے پیچھے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سب سے پہلے جناب کو ہی اپنے دیدار سے نوازے گا۔ اور شفاعت کبرے آپ کو ہی نصیب ہوگی۔ پل صراط پر سب سے پہلے آپ ہی جائیں گے اور تمام لوگوں کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کرو۔ کیونکہ آپ کی لخت جگر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ خاتون جنت کا گذر ہوگا۔ جنت کا دروازہ پہلے آپ ہی کھولیں گے۔ اور مقام وسیلہ پر آپ ہی فائز ہوں گے۔ جس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس روز وہ خدا تعالیٰ کے ہاں بمنزلہ وزیر ہوں گے اور دیگر جو چیزیں شریعت میں آپ کو خاص طور پر دی گئی ہیں ان کا گننا درازی کا سبب ہے۔

نیز احادیث صحیح میں وارد ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے مانند نہیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قال لست کاحد منکم انی اطعم واسقی اوانی ابیت اطعمٗ واسقی۔

فرمایا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے کسی آدمی کے مانند نہیں ہوں۔ کہ مجھ کو کھانا اور پانی دیا جاتا ہے یا یہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کہ مجھ کو رات کو کھانا اور پانی دیا جاتا ہے۔ (بخاری ج ا ص ۲۴۶)

اور دوسری روایت میں ہے۔ قال انی لست مثلکم کہا کہ تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ (بخاری ج ا ص ۲۶۳)

اور تیسری روایت میں ہے۔ قال انی لست کھیئتکم (بخاری ج ا ص ۲۴۷) فرمایا کہ میں تمہاری ہیت پر نہیں ہوں۔

اور چوتھی روایت میں ہے قال وایکم مثلی (بخاری ج ا ص ۲۴۶ مطبوعہ مصر) فرمایا اور کون تمہارا میری مانند ہے۔

یہ روایات مندرجہ بالا حضرت انس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابی سعید، حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں۔ اور ایسا ہی صحیح مسلم میں بھی انہی الفاظ سے سات روایتیں موجود ہیں۔

شفا قاضی عیاض اور اس کی شرح ملا علی قاری میں ہے۔قال ای فیھما رواہ شیخان عن ابن عمر و ابی ھریرۃ وانس وعائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم جوابا لقولھم انك تواصل فکیف تنھانا قال انی لست کھیئتکم ای علی صفتکم و ماھیتکم۔یعنی شیخین نے جو حدیثیں روایت کی ہیں۔ان میں صحابہ کرام کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ میں تمہاری مانند نہیں۔ یعنی نہ تو تمہاری صفت پر ہوں۔ اور نہ تمہاری ماہیت پر۔

اور مواہب اللدنیہ میں ہے کہ

اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظھر قبلہ ولا بعدہ خلق ادمی مثلہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کمال ایمان کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدن مبارک کو ایسا مخلوق فرمایا ہے کہ اس کی مثل نہ آپ کے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی آدمی مخلوق ہوا ہے۔

اور حضرت شیخ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات جلد سوم مکتوب نمبر ۱۰۰ میں فرماتے ہیں :۔ "جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں۔ بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خلقت من نور اللہ۔ پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ظاہر تو بشریت ہے۔ اور ان کا باطن بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔"

شفائے قاضی عیاض جلد دوم میں ہے۔ انظر ظاهر هم واجسادهم وبنيتهم متصفة باوصاف البشر وطارعليها مايطير على البشر من الاعراض والاسقام والغنا ء الموت ونعوت الانسانية وارواحهم وبواطنهم متصفة باعلیٰ من اوصاف البشر یعنی انبیاء علیہم السلام کے ظاہر واجسام بشری اوصاف کے ساتھ ہی متصف ہوتے ہیں اور ان پر بشری عوارض بیماری وموت طاری ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح اور ان کے بواطن ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں جو بشریت سے اعلیٰ ہیں۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء علیہم السلام جائز است بر ایشاں طریان عوارض بشری از آفات وتغیرات وآلام و اسقام وآنچہ جائز است بر سائر بشر وگذاشتہ شدہ است اجسام وظواہر ایشاں بر حد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بشریت و جبلت واما ارواح و بواطن ایشاں معصوم است ازاں و متعلق بملاء اعلیٰ"۔

یعنی انبیاء علیہم السلام پر عوارض بشری آفات، تغیرات مصیبتیں، بیماریاں وغیرہ کا جاری ہونا جائز ہے۔ جیسا کہ تمام آدمیوں پر جاری ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان کے اجسام حد بشریت پر چھوڑے گئے ہیں۔ لیکن ان کے ارواح اور باطن اس سے معصوم ہیں اور وہ ملاء اعلیٰ سے متعلق ہیں۔

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں تحت آیت وللاخرۃ خیر لك من الاولی فرماتے ہیں۔

البتہ ہر حالت آخر بہتر باشد تر ااز حالت اول تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند و غلبہ انوار حق برتو بسبیل الدوام حاصل شود

اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

تو اب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صرف بشر ہی کہنا اور نورانیت کا انکار سراسر بے دینی اور جہالت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے شیوہ کفار بتایا ہے۔ چنانچہ سورہ ہود میں ہے۔

فقال الملاء الذین کفروامن قومه مانراك الا بشراً مثلنا (آیت نمبر ۲۷)

پس ان کی قوم کے کافر رئیسوں نے کہا ہم تجھے اپنی طرح صرف بشر ہی دیکھتے ہیں۔

سورۃ المومنون میں ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فقال الملاء الذین کفروامن قومه ماھذا الا بشر مثلکم (آیت نمبر۲۴)
پس اس قوم کے رئیس کافروں نے کہانہیں ہیں یہ مگر بشرمثل تمہاری۔

اورسورہ ابراہیم میں ہے۔

قالوا ان انتم الا بشر مثلنا (آیت نمبر۱۰)
انہوں نے کہا کہ نہیں ہوتم مگر بشرمثل ہماری۔

سورۃ الانبیاء میں ہے۔

واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم (آیت نمبر۳)
اورسرگوشی کی انہوں نے جو ظالم ہوئے نہیں ہے یہ مگر بشر مانند تمہاری۔

اورسورۃ الشعراء میں ہے۔

ماانت الا بشر مثلنا (آیت نمبر۱۵۴)
یعنی نہیں ہے تو مگر بشر مانند ہماری۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کو نبی مبعوث فرما کر مطلق بشرنہیں فرمایا۔ بلکہ مقید بشرط اوصاف رسالت کہا ہے۔ جیسے

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی (سورہ کہف آیت نمبر۱۱۰)

ھل کنت الا بشرارسولا (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر۱۰)

توصرف بشرکہنا اوررسالت کی قید کا ذکر نہ کرنا توہین ہے۔ نیز جب کوئی کسی کو نبی یارسول کہہ کر پکارتا ہے تو اس کے عقیدہ میں اس کی بشریت ضرورآجاتی ہے کیونکہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تمام انبیاء علیہم السلام بشریت کے جامہ میں ہی مبعوث ہوئے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیهم

تجھ سے پہلے سب ہم نے آدمی ہی بھیجے۔ ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۷)

اور جب صرف بشر کہا جائے تو اس کو رسالت لازم نہیں۔ لہذا یہ توہین ہوگی۔ جیسے کہ انسان کہنے سے حیوانیت خود بخود ذہن میں آجاتی ہے کیونکہ انسان کی تعریف حیوان ناطق ہی تو ہے۔ مگر جب انسان کو صرف حیوان ہی کہا تو یہ اس کی توہین ہو جائے گی۔ اسی بنا پر اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ "انبیاء علیہم السلام بشریت کے جامہ میں آئے۔ انہیں صرف بشر کہنا گناہ اور اپنے جیسا سمجھنا کفر"۔

بعض ناحقیقت شناس کہتے ہیں کہ جب قرآن اور حدیث میں انبیاء علیہم السلام پر لفظ بشر کا اطلاق موجود ہے تو پھر اس سے تکلم کرنا کیوں گناہ ہے۔ سو سمجھ لینا چاہیے کہ کسی پر اگر کوئی لفظ اطلاق کر دیا جائے یا اس کی حقیقت بھی وہی ہو۔ تو پھر بھی جائز نہیں کہ اس کے متعلق اسکے محامد و محاسن چھوڑ کر ادنےٰ لفظ استعمال کیے جائیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو ظالم کہا۔ ربنا ظلمنا انفسنا۔ یا حضرت یونس علیہ السلام نے کہا سبحنك انی کنت من الظالمین۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وانا من الضالین (الشعراء)

ان آیات میں حضرت آدم اور حضرت یونس علیہما السلام نے اپنے پر لفظ ظالم کا اطلاق کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو ضالین میں سے گنا۔ تو ان آیات کو پڑھ کر ان الفاظ کا اطلاق ان حضرات عالیہ پر جائز ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ ایسا کرنیوالا شرعاً مجرم ہوگا اور موہن (توہین کرنیوالا) قرار دیا جائے گا۔ اور ایسا ہی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہرانسان کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے نطفہ قرار دی ہے۔ تو کیا اب حضرت انسان کے فضائل ومحاسن چھوڑ کر اسے نطفہ کہنا توہین نہیں؟ یقیناً توہین ہے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو کسی انسان کو کہہ کر دیکھ لو کہ کیا کچھ درگت بنتی ہے۔ پس ادب اور حق یہی ہے کہ انبیاء کرام کو نوراللہ، خلیفۃ اللہ، روح اللہ، نجی اللہ، کلیم اللہ، خلیل اللہ، رسول اللہ ہی کہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا لتومنوابالله ورسوله وتعزروه وتوقروه، وتسبحوه بكرة واصيلاً۔ تحقیق ہم نے تجھے حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور اس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور عزت کریں اور دن رات اس اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں۔ (الفتح آیت نمبر ۹)

آیت کریمہ کی ترتیب سے واضح ہو گیا کہ ایمان اور اطاعت کے درمیان تعظیم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جب تک وہ نہ ہو گا نہ ایمان فائدہ دیگا اور نہ اطاعت۔ پس مومن اور مطیع وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آداب وفضائل کا دل و جان سے قبول کرنیوالا اور ان کے محامد ومحاسن کا مداح رہے۔ اور بے نصیب اور بدبخت وہ ہے جو ایسے الفاظ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں لکھے یا کہے جو ان کی شان کے شایاں نہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد (رومی)

اللہ تعالیٰ توفیق ادب دے۔ اور شان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دلوں میں جم جائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تحقیقِ لفظ نور

نور کا ایک تو عام فہم معنی ہے۔ واعلم ان لفظ النور موضوع فی اللغة لهذه الکیفیة الفائضة من الشمس والقمر والنار (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۶)

والنور ضوء النار (مدارک جلد اول) کیفیة مخصوصة (خازن جلد دوم)

شعاع الفائض من الشمس بل هو جسم او عرض و الحق انه عرض۔ (خازن جلد دوم)

یعنی لفظ نور لغت میں موضوع اس کیفیت کے لئے ہے جو سورج چاند اور آگ سے فائض ہوتی ہے۔ اور وہ یا تو جوہر ہے یا عرض اور سچ یہ ہے کہ وہ عرض ہے۔

پس بایں معنی نور وہ کیفیت ہوئی جو سورج چاند اور آگ سے نکلتی ہے۔ اور بصر (آنکھ) اسے ادراک کرتی ہے اور پھر اس کی مدد سے دوسری اشیاء بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کیفیت کو نہ تو اللہ تعالیٰ پر۔ اور نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور نہ ہی قرآن مجید و دیگر کتب سماویہ پر اور نہ ہی اسلام پر چسپاں کر سکتے ہیں۔

اور دوسرے معنی جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے اشراقیین نے بیان کیے ہیں۔ اور علمائے مدققین اور صوفیین نے اختیار کئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

النور فی الحقیقة اسم لکل ماهو ظاهر بذاته ومظهر لغیره (کمالین وابن سعود)

یعنی حقیقت میں نور ہر اس چیز کا نام ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے۔ بایں معنی اللہ تبارک وتعالیٰ نور ہے الله نور السموات والارض۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔ قد جاء کم من الله نور۔ اور قرآن مجید نور ہے۔ واتبع النور الذی انزل معه، اسلام نور ہے۔ یریدون ان یطفئوانور الله

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بافواھھم (کبیر جلد ٦)

پس اللہ تبارک وتعالیٰ بالذات نور ہے۔ وھو النور الحقیقی کہ وہی نور حقیقی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ٦)

واما خفائه مع كونه نورا بحت فلشدة الظهور وعدم الانفصال من الاشياء

یعنی اس کا پوشیدہ ہونا باوجود نور خالص ہونے کے شدت ظہور کے سبب ہے۔

(کبیر جلد دوم)

اور محبوب رب العالمین افضل الانبیاء والمرسلین اس نور حقیقی کے مظہر اتم ہیں اور نور حقیقی سے بلاواسطہ غیر، نورانیت اور وجود میں مستفیض ہیں۔

لما تعلقت ارادةالحق تعالیٰ بایجاد خلقه وتقدیره ورزقه ابان الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی الحضرة الاحدیة

یعنی جب اللہ تعالیٰ کے ارادہ نے خلق اور تقدیر اور رزق کے ساتھ ایجاد کا تعلق پکڑا۔ تو حقیقت محمدیہ کو انوار صمدیہ سے مقام احدیت میں ظاہر فرمایا (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ٥)

ولم یکن فی ذالك الوقت لوح ولا قلم ولا نارو لا ملك ولا سماء ولاارض ولا جن ولاانس

اور اس وقت نہ لوح تھی اور نہ قلم اور نہ نار اور نہ فرشتے اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ جن اور نہ آدمی (مواہب اللدنیہ ص ٩)

یہی حقیقت محمدیہ ہے جس کو ہم نور کہتے ہیں اور جسے ہم کائنات کے ذرہ ذرہ میں حاضر جانتے ہیں جس کو نہ سمجھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نوری تھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یا ناری تھے یا خاکی۔

اللہ کے بندو! حقیقت محمد یہ تمام انوار و خاک و آتش کی علت ہیں اور علت و معلول میں تغائر ہے۔

ہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جامع ہیں بشریت اور نور کے۔ آپ کا بدن مبارک کمال بشریت کا حامل تھا اور آپ کی روح اطہر کمال انوار کی۔ اسی لئے آپ کی ذات اقدس کو محتاج الیہ فی الوجود بتایا جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔

لو لا محمد ماخلقت الجنة و النار۔ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت و نار نہ بناتا۔

اور فرمایا: لو لاك ماخلقت الدنيا (علامہ زرقانی: شرح زرقانی ج۱ ص۷۵)

اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔

اور آدم علیہ اسلام کو فرمایا:۔

ولو لا محمد ما خلقتك (مطالع المسرات ص۲۶۴)

اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے نہ بناتا۔

یہ صحیح احادیث ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں تحت لو لاك لما خلقت الا فلاك (اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا) تحریر فرمائی ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ تمام کائنات کو آپ ہی نے ظاہر کیا ہے کیونکہ آپ علت ہیں ظہور کی۔ لہذا آپ نور ہیں۔ اسی نور کی زیارت جب ملائکہ (فرشتگان) کو کرانی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو حکم دیا کہ فردوس اعلیٰ سے اتر کر اس جگہ سے جہاں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ کریمہ ہے۔ ایک قبضہ مٹی کا لائے اور اسے ماء تسنیم سے گوندھے۔ حتی کہ چمکتا ہوا موتی بن جائے اور اس میں بڑی شعاع پیدا ہو جائے پھر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس کو ملائکہ کے ساتھ عرش وکرسی اور آسمانوں اور زمین پر اور پہاڑوں اور سمندروں میں پھرایا۔ تاکہ تمام جان لیں کہ یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول۔ مرقات ترجمہ مشکوۃ باب الفضائل ملا علی قاری)

پھر اس چمکتے ہوئے موتی کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھ کر فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا (کبیر جلد دوم)

اور جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ وہی نور حضرت عبداللہ کی پشت سے جلوہ گر ہوا اس لئے حضرت آدم علیہ السلام نے انہی کی طفیل قبول توبہ کی سعادت پائی (مسلم)

اور یہودیوں نے انہی کی طفیل فتح ونصرت حاصل کی۔ وکانوا من قبل یستفتحون۔ (سیپارہ اول)

اس بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ نور کا بشریت میں آنا ناممکن نہیں ہے۔ اور یہ کوئی ضدین نہیں کہ جن کا اجتماع محال ہو۔ بلکہ نور اور بشریت جمع ہو سکتے ہیں۔ بشریت اپنے خواص کے ماتحت کام کرتی ہے اور نور اپنے خواص کے ماتحت۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم ولوط علیہما السلام کے پاس فرشتوں کا لباس بشری میں حاضر ہونا مذکور ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام پورا بشر بن کر آئے اور آپ (مریم علیہا سلام) نے کہا۔

انی اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا

میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتی ہوں اگرچہ تو متقی ہی کیوں نہ ہو۔ (سورۃ مریم)

اور جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں آئے۔ (بخاری)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے پاس ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام بصورت بشری آئے تو آپ (موسیٰ علیہ السلام) نے ایک چپت ایسی رسید کی کہ آپ (عزرائیل) کی آنکھ نکل گئی۔ (مشکوٰۃ)

اور عبادت اور عبودیت بھی نورانیت کی ضد نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بل عباد مکرمون فرماتا ہے۔

اور مخلوق ہونا بھی نور کی ضد نہیں کیونکہ سورج اور قمر مخلوق بھی ہیں اور نور بھی اور موت بھی نور ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ تمام اجسام جو نوری ہیں ان پر بھی موت آئیگی۔ حتیٰ کہ ملک الموت بھی سب سے آخر موت کا شکار ہوگا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موت کا اور حوادثات کا ذکر کر کے کیوں نور سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور صرف قل انما انا بشر مثلکم کی رٹ لگاتے رہنا دانشمندی نہیں۔ قرآن مجید قد جاء کم من اللہ نور بھی ہے اور قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً بھی اور وما ارسلنک الا رحمۃ العالمین۔ تمام اوصاف ومحامد کو یکسر ترک کر کے صرف بشر کی رٹ لگانا اسلام کے سراسر منافی ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں اپنی رسالت لوگوں کو منواتے ہیں۔ ان کی بشریت کی منادی نہیں ہوا کرتی۔ اگر تواضعاً وانکساراً وہ عالی نژاد اپنے آپ کو بشر بھی کہیں۔ تو بھی ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم بھی دن رات یہی ڈھنڈورا پیٹا کریں۔ تبلیغ اوصاف حمیدہ کی کی جاتی ہے اور بشریت محض تو کافر و مومن میں مشترک ہے جیسا کہ مولانا روم مست بادہ قیوم فرماتے ہیں۔

گر بصورت آدمی انساں بدے
احمد و بوجہل پس یکساں بدے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یعنی اگر محض صورت سے ہی آدمی انسان ہوتا۔تو پھر بوجہل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی جیسے ہوتے۔

اور فرماتے ہیں۔

آدمی دید ست باقی پوست است
دید آنست آنکہ دید دوست است

یعنی انسان تو دید کا نام ہے۔باقی تو گوشت اور پوست ہے۔

ان لوگوں کو جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صرف بشر ہی سمجھتے اور نور کبریا نہیں مانتے۔مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

کافراں دید ند احمد را بشر
چوں ندید ند از وے انشق القمر

یعنی کافروں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر ہی دیکھا۔معجزہ انشق القمر ان سے نہیں دیکھا؟

اور فرماتے ہیں

گرد دید ابلیس گفت ایں فرع طین
چوں فزاید بر من آتش جبین

ابلیس نے مٹی دیکھی اور کہا یہ مٹی سے ہے مجھ آگ سے پیدا ہوئے پر کس طرح فوقیت رکھ سکتا ہے

اور فرماتے ہیں

تا توے بینی عزیزاں را بشر
داں کہ میراث ابلیس است آں نظر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یعنی جب تک تو عزیزوں کو بشر دیکھے گا۔ جان لے کہ وہ نظر ابلیس کی میراث ہے پھر فرماتے ہیں۔

گر نہ فرزند بلیسی اے عنید
پس بتو میراث آں سگ چوں رسید

یعنی اے سرکش اناڑی اگر تو ابلیس کا بیٹا نہیں ہے تو پھر تجھے اس کتے (شیطان) کی میراث کیسے پہنچی؟

پس مولانا کے ارشاد کے مطابق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر سمجھنا اور نور نہ ماننا کافروں کا وطیرہ اور شیطان لعین کی میراث ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح نظر عطا فرمائے اور حقیقت محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے واقف کرے۔ آمین۔

علامہ اقبال جاوید نامہ میں منصور حلاج کی روح سے ایک سوال کرتے ہیں اور پھر ان کی روح سے جواب باصواب پاتے ہیں۔ وہ اس مسئلہ پر کافی روشنی ہے۔ لہذا ارباب ذوق اسے پڑھ کر حرز جاں بنائیں اور بے ادبوں سے بچ جائیں۔

علامہ اقبال مرحوم منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے پوچھتے ہیں۔

آدمی یا جوہرے اندر وجود
آنکہ آید گاہے گاہے در وجود

یعنی صرف بشر کا وجود ہے یا جوہر (نور) کا۔ جو کبھی کبھی وجودوں میں ظاہر ہوتا ہے؟

منصور حلاج کی روح جواب دیتی ہے۔

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہ فرمودہ است

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس کے سامنے جہان نے پیشانی جھکائی ہے۔مگر اس نے اپنے آپ کو عبدہ فرمایا ہے۔

عبد دیگر عبدہ، چیزے دگر

ما سراپا انتظار او منتظر

عبد اور ہے اور عبدہ اور ہے ہم سرتاپا انتظار میں ہیں اور وہ سراپا منتظر ہے یعنی ہم مرید وہ مراد ہے۔ہم طالب وہ مطلوب ہے۔ہم عاشق اور معشوق ہے۔

عبدہ ، با ابتدا بے انتہا است

عبدہ، را صبح وشام ما کجا است

عبدہ، گو ابتداء کے ساتھ ہے۔مگر اس کی انتہا کوئی نہیں اور عبدہ کو ہماری صبح وشام نہیں۔یعنی ہماری سی حالت ان کی نہیں۔

مدعا پیدا نہ گرد دزیں دوبیت

تا نہ بینی از مقام ما رمیت

یعنی ان دوشعروں سے تو کچھ حاصل نہیں کرسکتا۔جب تک تو وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی پر پورا پورا غور نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کی مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر بے انتہا عنایات ہیں۔ارشاد رب ہے انا اعطینک الکوثر۔تحقیق ہم نے تجھے الکوثر دی۔بخاری شریف مصری جلد سوم ص ۱۳۷۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔

قال فی الکوثر ھو الخیر الذی اعطاء اللہ ایاہ

الکوثر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی۔

اور تفسیر خازان جلد چہارم ص ۴۴۴ پر ہے الکوثر خیر الکثیر یعنی الکوثر خیر کثیر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے جو آپ کو دی گئی ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور خلیفہ میں وہی شرافتیں اور بزرگیاں ظلی طور پر آ جاتی ہیں جو اصل میں ہوں جیسا کہ تفسیر عزیزی جلد اول ص ۱۹۷ میں ہے کہ خلیفہ زمین اور آسمان کی تمام اشیاء پر تصرف کرتا ہے۔ جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان و بحر و بر کو کر دیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف مصری جلد دوم ص ۱۲۶ پر حدیث ہے واعلمو اان الارض لله ورسوله یعنی جانو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور جلد چہارم ص ۱۳۰ پر ہے۔

بینهما انا نائم البارحة اذا اوتیت مفاتیح خزائن الارض وضعت فی یدی

اور جلد چہارم ص ۴۷ پر ہے۔

وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض

اور ایسا ہی ص ۸۸ پر بھی یہی حدیث ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔

اور بخاری جلد چہارم ص ۵۰ پر ہے۔

فانما انا قاسم اقسم بینکم

یعنی میں قاسم ہوں۔ میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

جلد دوم ص ۱۹۹ پر ہے۔

انما انا قاسم و خازن والله معطی

میں تقسیم کرنے والا اور خزانچی ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور انتی جگہ ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

انما جعلت قاسما اقسم بینکم

مجھے قاسم بنایا گیا ہے میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

اورفرمایا الله معطی و اناالقاسم

اور اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو فرمایا ان ھاجرہ تلد ویکون من ولدھا من یدہ فوق الجمیع و ید الجمیع مبسوطۃ الیہ بالخشوع۔ یعنی ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بیٹوں سے ایک ہوگا کہ جس کا ہاتھ سب پر ہوگا۔ اور تمام کے ہاتھ عاجزی سے اس کی طرف پھیلے ہونگے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جو فرزند ہاجرہ ہیں جس کی درگاہ اقدس میں تمام محتاج ہیں۔

آنکہ آمد نہ فلک معراج او — انبیاء و اولیا محتاج او (عطار)

چوں محمد بود محتاج الیہ — زاں سبب فرمود رب صلوا علیہ (رومی)

اے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا — ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا (رضا)

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (رضا)

اور اسی تحفہ میں زبور سے نقل فرماتے ہیں۔

وامتلائت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ و ملك الارض ورقاب الا مم

زمین احمد کی تعریف اور تقدیس سے بھر گئی اور ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہوئے۔

اسی لئے حضرت عارف باللہ سیدی سہل بن عبد اللہ تستر اور قاضی عیاضؒ۔ امام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

احمد قسطلانی، شہاب الدین خفاجی مصری اور علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، شفا، مواہب اللدنیہ، نسیم الریاض اور شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔

من لم یرو لا یة الرسول علیه فی جمیع احواله ولم یر نفسه فی ملکه لایذوق حلاوة سنته

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ولی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبوی کا مزہ نہ چکھے گا۔

اب ذرا اس خبیث کلمہ کا جائزہ لو کہ محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں اللہ اللہ کائنات کا مالک تو انہیں مالک فرمائے اور قرآن مجید میں انہیں اپنا خلیفہ قرار دے اور محبوب فرمائے اور احادیث تو تمام خزائن کا مالک قرار دیں۔ مگر یہ منکر شان مصطفےٰ یہی شور مچائیں کہ حضور مالک و مختار نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۱۵ پر فرماتے ہیں۔

(مباح بود) کہ قسمت کند اراضی را پیش از فتح زیرا کہ مالک گردانیدہ بود اور مالک الملک تمامہ اراضی و ممالک را۔ گفت غزالی وے صلی اللہ علیہ وسلم کہ قسمت میکند ارض جنت وارض دنیا بطریق اولی۔

یعنی آپکے لئے جائز تھا کہ فتح سے پہلے ہی زمین تقسیم کر دیں۔ کیونکہ مالک الملک نے آپکو تمام زمینوں اور ملکوں کا مالک بنایا ہے۔ غزالی نے کہا ہے کہ جو جنت کی زمین تقسیم کریگا وہ دنیا کی زمین بطریق اولی تقسیم کر سکتا ہے۔

اور اخبار الاخیار ص ۲۱۶ پر لکھتے ہیں۔

ای نور تلك والجنة محمدا صلی الله علیه وسلم نیعطی من یشاء ویمنع عمن یشاء

یہ جنت ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک کر دی ہے۔ پس جسے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

چاہے عطا کرے اور جسے چاہے نہ دے۔

اسی لئے ربعیہ بن کعب اسلمی کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سل یعنی مانگ لے یعنی جو چاہتا ہے تو ربعیہ نے آپ کی رفاقت جنت میں مانگی۔ اس حدیث جلیل کی شرح شیخ محقق یوں فرماتی ہیں از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ۔ وتخصیص نکرد بمطلوبے خاص۔ معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔ واگر خیریت دنیا وعقبی آرزو داری بدرگاہش بیا وہر چہ خواہی تمنا کن۔ اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۳۹۶

مطلق سل کہا اور کسی چیز کو خاص نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ تمام اشیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہیں جتنا چاہیں اور جسے چاہیں اپنے اللہ کے اذن سے دیتے ہیں۔

مرقات میں ملا علی قاری نے ایسا ہی لکھا ہے۔ مسلم شریف کی یہ حدیث اور اس کی شرح کو پڑھ کر کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک ومختار نہ مانیگا۔ ایک اور حدیث ایمان افروز نجدی سوز سینئے۔ اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف توریت میں نازل کی۔ اور اس میں آپ کا نام نبی المختار رکھا۔

عن کعب یحکی عن التوراۃ قال نجد مکتوبا محمد رسول اللہ عبدی المختار کعب تورات سے حکایت کرتے ہیں کہ ہم تورات میں لکھا پاتے تھے کہ محمد رسول اللہ میرا بندہ مختار ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ۴۷۸ اور مکتوبات شیخ عبدالحق میں ہے۔

بعد از تصور عظمت وجلال حق انبساط نورانیت وکمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ببیں و مشاہدہ کن کہ چہ بادشاہے است وچہ صاحب غریب نواز وملک ودنیا ودیں بخشے است کہ ہر یکے از نوکران او وبندگان درگاہ او زندہ گردانندہ دین اند۔ وفریادرس جن وانس و بادشاہ زمین وآسمان ومتصرف۔ بہ ملک وملکوت اند اخبار الاخیار ص ۳۲۰۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت کے تصور کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت اور کمال دیکھ اور مشاہدہ کر کہ کیا عجب بادشاہ ہے اور کیسا غریب نواز۔ بادشاہی اور دنیا اور دین دینے والا ہے کہ ہر ایک اسکی درگاہ کا خادم دین کو زندہ کرنیوالا جن وانس کا فریادرس۔ زمین وآسمان کا بادشاہ اور ملک وملکوت پر تصرف کرنیوالا اور محبوب سبحانی غوث صمدانی سید عبدالقادر جیلانی فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۶ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ نی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول لشیء کن فیکون اطعنی اجعلك تقول لشیء کن فیکون وقد فعل ذالك بکثیر من انبیاء واولیا ئہ خواصہ من بنی آدم

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں کہا اے بنی آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی اللہ نہیں میں کسی شے کیلئے کہتا ہوں ہوجا پس وہی ہوجاتی ہے۔ تو میری اطاعت کر میں تجھے کر دونگا کہ تو کسی شے کو کہے گا ہوجا تو وہ ہوجائے گا۔ حضرت فرماتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ نے بہت سے اپنے انبیاء اولیا اور خاص بندوں سے یہ معاملہ کیا۔ یہ کتنا ایمان افروز اور نجدی سوز کلمہ ہے کہ خاصان خدا کن فیکون کے مالک ہوتے ہیں۔ بھلا ان کے قبضہ سے کون سی چیز خارج ہو سکے گی۔ خود امام الوہابین فی الہند اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتا ہے کہ اولیا کو حق پہنچتا ہے کہ وہ کہیں

زمین سے آسمان تک سب ہمارا ملک ہے۔

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ احترام مصطفیٰ صلی اللہ عالیہ وسلم نگاہ میں رکھے اور گستاخوں سے کنارہ کش ہو۔

ربنا تقبل منا انك انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ

حبیب محمد وآلہ اصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے نظر عالم سے چھپ جانے والے

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ
اور جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

نور الہدیٰ فی حیات الانبیاء

مُرتّبہ: احقر العباد گدائے کوچۂ احمدی محمد شفیع
خطیب چشمۂ فیضِ محمدی مسجد عمر کاموں کے ضلع گوجرانوالہ

ناشر
جماعت اہلسنت کاموں کے گوجرانوالہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اِنتساب

میں اس پُرنور اور فیض بخش رسالہ ہدایت مقالہ کو اپنے اور کائنات کے مولا حضور پُرنور، منبعِ فیض، اصلِ کائنات، غریبوں کے حامی، بیکسوں کے کس، ہادیٔ گمراہاں، پناہِ گناہگاراں، رسولوں کے سرتاج، اللہ کے مختار حضرت **محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کی طرف انتساب کرتا ہوں۔

؎ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

نجات کا اُمیدوار

محمد شفیع

یکے از اُمتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

اس دورِ پُرفتن میں جہاں فتنے ہی فتنے ظہور پکڑ رہے ہیں۔ دینِ متین میں نئی نئی بدعقیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق اسلام کے اندر مختلف قسم کے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو مسلم عقائد کو بگاڑ کر لوگوں کے خرمنِ ایمان کو جلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا مسلمات ہی سے تھا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور ان سے قبل اور چند نمبروں نے باطل تاویلات کے ذریعے مسئلہ ختمِ نبوت کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی اور اُمتِ مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے کی انتھک کوششیں کیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کو فرو کرنے کیلئے علمائے اہلِ سنت کی قلمیں اور زبانیں اس قوت سے چلائیں کہ ہر فتنہ مٹ گیا اور حق واضح ہو کر آشکارا ہوا۔

اسی طرح حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ جو علمائے اہلسنت کا تھا۔ اس کو مٹانے کیلئے فرقہ زائغہ نجدیہ وہابیہ نے ناکام کوشش کی۔ مگر اللہ تعالیٰ علمائے اہلسنت وجماعت کی قبروں کو منور کرے انہوں نے اس مسئلہ میں بھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جناب مولانا محمد بشیر صاحب غازی اویسی اور دیگر چند دردمند اہلِ سنت وجماعت نے اس بے بضاعت کو ارشاد فرمایا کہ اہلِ سنت والجماعت کے اس اجماعی مسئلہ کو آسان اور مدلل طریقے کے ساتھ بیان کر دوں۔ ان کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے بندۂ حقیر نے دلائل فراہم کرنے شروع کر دیئے جو ناظرین کرام کے سامنے ہیں، اللہ تعالیٰ منظور فرمائے۔ اور میرے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

والدین کی نجات فرمائے اور میرے استاد حضرت رئیس المناظرین، عمدۃ الواصلین، برہان العاشقین جناب مولانا ابو المنظور محمد نظام الدین ملتانی جن کی زندگی اللہ کے دین کے لیے وقف رہی اور جنہوں نے صداقتِ اہلِ سنت میں متعدد کتابیں تحریر فرمائیں جو یادگارِ زمانہ ہیں۔ اور آج تک لاجواب ہیں، کی روح خوش و خرم ہو۔ آمین ثم آمین۔

---

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

باب اوّل

قرآن مجید سے حیات النبی صلے اللہ علیہ وسلّم

اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ اس کی ذات کی تعریف کرنے والے ہوں اور اس کی صفات کا ظہور ہو تو اپنی قدرت اور علم اور ارادہ سے کائنات کو پیدا فرمایا۔ جیسا کہ متعدد روایات سے ثابت ہے۔ اور سب سے پہلے نُورِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق فرمایا اور اسے کائنات کی اصل ٹھہرایا۔ جیسا کہ روایت حضرت جابرؓ انصاری میں مذکور ہے اور اس حدیث کو مصنف عبدالرزاق نے بیان کیا ہے اور مواہب اللدنیہ میں علامہ قسطلانیؒ نے اور مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اور شرح شمائل ملا علی قاریؒ نے اور دیگر جلیل القدر محدثین نے نقل فرمایا ہے۔ کہ حضرت جابرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے اوّل کسے پیدا کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے مخلوق میں سے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نُور سے پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مدّت تک اس نُور کو مختلف مواقع پر رکھا اور وہ نُور اللہ تعالیٰ کی حمد میں محو رہا۔ حضور علیہ السلام کا نام نامی اور اسم گرامی اس وقت احمد قرار پایا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں آسمانوں میں احمد ہوں۔ لفظ احمد کے معنے سب سے زیادہ حمد بیان کرنے والا، تو نُورِ احمدی نے اللہ تعالیٰ کی حمد لاتعداد زمانہ میں کی اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کو نبی کریم ؐ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف اسی نام سے کروایا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

یعنی میں اپنے بعد ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور پاک کو آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا جیسا کہ مواہب اللدنیہ میں قسطلانی نے بیان کیا ہے اور تفسیر کبیر میں امام رازی نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ رب تبارک و تعالیٰ نے اس لیئے کروایا تھا۔ کہ آدم کی پیٹھ میں نور احمد جلوہ گر تھا۔ پھر وہ نور مختلف پیٹھوں اور چھاتیوں سے منتقل ہوتا ہوا ملک عرب شہر مکہ میں ظہور پذیر ہوا جس کا مفصل بیان فقیر کے مرتبہ رسالہ مسمیٰ نور الانوار میں موجود ہے اور تمام دلائل وہاں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

آپ کی بعثت شریفہ بارہ ربیع الاول عام الفیل میں بروز سوموار صبح صادق کو ہوئی، اور آپ کی زندگی پاک چالیس سال تک اسطرح گزری کہ عقلیں حیران ہیں۔ صفحۂ کائنات میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلم شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھ پر بعثت سے پہلے آواز سے سلام پیش کیا کرتا تھا۔ مکہ کا ہر کہ و مہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امین اور صادق کے لقب سے یاد کرتا اور آپ جھگڑوں میں فیصل مقرر کیئے جاتے اور آپ کے فیصلے اتنے پسندیدہ ہوتے کہ کوئی حرف گیری نہ کرتا جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے اور قرآن مجید میں اپنی مثالی زندگی کو بطور دلیل پیش کیا ہے

لبثت فیکم عمراً افلا تعقلون

جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے عرب کی قوم کی اصلاح کیلئے آپ پر نبوت کا بوجھ رکھا اور آپ نے نہایت ہی مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی کفالت میں اس بوجھ کو باحسن وجوہ پورا فرمایا جیسا کہ سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رو اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اُمیوں میں رسُول پیدا کیا جو اُن پر آیات تلاوت کرتا ہے اور کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے اسرار سکھلاتا ہے اور اس سے پہلے وہ کھُلی گمراہی میں تھے۔،، آپ نے تیئس سال یہ فریضہ ادا کیا اور گیارہ ہجری میں بروز سوموار مدینہ شریف اللہ کو پیارے ہوئے اور گنبدِ خضریٰ میں استراحت فرمائی۔ جب آپ کا وصال شریف ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کے یاروں میں اضطراب پیدا ہوا بعض نے کہا جن میں حضرت عمر سر برآوردہ تھے کہ نبی کریم نے انتقال نہیں کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اس وقت حاضر نہیں تھے۔ خبر لگنے پر آئے اور سیدھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر اقدس پر گئے۔ آپ کے منہ سے پردہ اُٹھایا، ماتھا چوما اور فرمایا کہ آپ پہلے بھی پاکیزہ تھے اور اور اب بھی پاکیزہ ہیں۔ اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کریگا۔ اور خُطبہ ارشاد فرمایا۔ قرآن مجید کی آیات جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی خبر تھی تلاوت فرمائیں۔ حاضرین جو اس صدمہ سے اپنے حواس کھو بیٹھے تھے وہ ہوش میں آگئے اور تمام صحابہ نے با اتفاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن فرمایا۔ (بخاری)۔

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ قرآن اور حدیث اس بات پر مُتفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کا ذائقہ چکھا اور اسلامی عقیدہ یہ ٹھہرا کہ وفات مصطفےٰ کا انکار کفر ہے مگر بعد از وفات اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حیات لوٹائی اور اب آپ اپنی قبر میں ہمیشہ ہمیش زندہ ہیں اور اُمت کے نگران ہیں۔ صبح و شام آپ پر اعمالِ اُمت پیش ہوتے ہیں۔ آپ اُمت کی بخشش میں مشغول ہیں۔ اُمت کا صلوٰۃ و سلام مختلف ذرائع سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ آپ پر پیش ہوتا ہے آپ ہر اُمتی کا صلوٰۃ و سلام سُنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ایک گروہ نجدیوں کا ہے۔ وہ اس حیات کے منکر ہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ ضروریاتِ اہلِ سُنّت و جماعت سے ہے جو اس کا منکر ہو گا وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بد مذہب، اور گمراہ ہوگا۔ اہل سنت سے خارج ہوجائے گا۔ میرا مقصد اس جز کو ثابت کرنا ہے۔ اس پر جو علمائے اہل سنت نے جو دلائل نقل کیئے ہیں ان کا قارئین اکرام کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاؤں۔ تاکہ یہ مسئلہ جو اہلسنت وجماعت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ وضاحت سے سامنے آئے اور منکر کے انکار کی قلعی کھل جائے۔ اب میں سلسلہ وار حیات بعد از ممات کے دلائل نقل کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ سے توفیق طلب کرتا ہوں کیونکہ وہی ہر کام میں کفیل ہے۔

۱۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَن یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْن

اور مت کہو ان کیلئے جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے مردے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم نہیں سمجھتے۔

تفسیر روح المعانی جلد دوم زیر آیت مذکورہ بالا علامہ آلوسی لکھتے ہیں،

بَلْ قُولُوا اَحیاءٌ لِاَنَّ المقصود اثبات الحیاۃ لَھُمْ

بلکہ انہیں زندہ کہو کیونکہ مقصود ان کی حیات کا اثبات ہے نیز فرماتے ہیں۔

فذھب کثیرٌ مِن السلف الی انھا حقیقۃٌ بالروح وَالجسَدَ

پس پہلوں سے زیادہ اس طرف گئے ہیں کہ یہ اصلی زندگی ہے جو روح اور بدن سے ہے۔

پھر لکھتے ہیں۔

وَالمشھُورُ ترجیحُ القولُ الاَوّلُ اور مشہور پہلی ہی بات ہے

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہ تعالیٰ یُعطِی لِاَرواحِہِم قوۃ الاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّةِ حَيْثُ يَشَاءُوْنَ وَيَنْصُرُوْنَ اَوْلِيَاءَهُمْ وَيُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَهُمْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمِنْ اَجْلِ ذَالِكَ الْحَيَاتِ لَاتَاكُلُوْنَ الْاَرْضُ اَجْسَادَهُمْ وَلَا اَكْفَانَهُمْ

تحقیق اللہ تعالےٰ نے ان کے ارواح کو جسم کی قوت عطا کی ہے پس وہ زمین سے آسمان اور جنت تک جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد فرماتے ہیں اور اُن کے دشمنوں کو اللہ کے چاہنے سے تباہ کرتے ہیں اور اس زندگی کے سبب زمین ان کے جسم نہیں کھاتی اور نہ ان کے کفن بوسیدہ ہوتے ہیں۔

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

فَذَهَبَ جَمَاعَتُ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اِنَّ هٰذَا حَيَاةٌ مُخْتَصٌّ بِالشُّهَدَاءِ وَالْحَقُّ عِنْدِيْ مَا يَلْزِمُ اخْتِصَاصُهُمْ بِهِمْ بَلْ حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ اَقْوَامِنْهُمْ وَاَشَدُّ ظُهُوْرًا وَاٰثَارًا فِي الْخَارِجِ حَتّٰی لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ بِاَزْوَاجِ النَّبِيِّ بَعْدَ وَفَاتِ۔

پس علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ یہ حیات شہدائے خاص ہے اور میرے نزدیک یہ خصوصیت صحیح نہیں بلکہ انبیاء کی زندگی ان سے زیادہ قوی ہے۔ اور ان کی زندگی کا ظہور خارج میں زیادہ ہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کا نکاح ان کی وفاتِ ظاہری کے بعد جائز نہیں۔

اور پھر فرماتے ہیں۔

وَلِذَالِكَ قَالَتِ الصُّوْفِيَهِ الْعُلْيَا اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا۔ وَاَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا وَقَدْ تَوَاتَرَ عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ اِنَّهُمْ يَنْصُرُوْنَ اَوْلِيَاءَهُمْ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وَيُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَهُمْ۔

اور اسی لیے صوفیاء و اولیاء نے فرمایا ہے کہ ہمارے روح جسموں کا کام کرتے ہیں اور ہمارے جسم روحوں کا کام کرتے ہیں اور تواتر سے اولیاء اللہ سے ثابت ہے۔ تحقیق وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو برباد کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ شہداء زندہ ہیں۔ انہیں مردہ نہیں کہنا چاہیے اور وہ اس حالت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی امداد فرماتے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کی زندگی شہداء کی زندگی سے زیادہ قوی ہے اب یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ ہمارے نبی کریم خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم شہید فی سبیل اللہ ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں اس کھانے کا درد پاتا تھا جو میں نے خیبر میں کھایا اور اس سے میری رگ دل کاٹی جاتی ہے

(بخاری)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت ملا علی قاری ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زہر ہر سال اثر کرتا رہا حتیٰ کہ آپ کی وفات اس زہر سے ہوئی (مرقاۃ باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایسا ہی حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے انباء الاذکیاء میں لکھا ہے اور فتح الباری و مواہب اللدنیہ میں موجود ہے اب یہ بات ازہر من الشمس ہو گئی کہ نبی کریم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات خیبر کے زہر سے ہوئی ہے۔ اور فی سبیل اللہ شہید ہیں لہٰذا آپ حقیقی حیات سے موجود ہیں اور اپنے امتیوں کے احوال کے نگہبان ہیں۔

۲۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اوپر نگہبان ہیں۔

تفسیر مظہری میں اس آیت کے ماتحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَشْهِيدٌ فرقِيبٌ یعنی شہید نگہبان کے معنی میں ہے۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

کلمہ علی استعلاء جو شہید کیلئے ہے اس نے معنی رقیب یعنی نگہبان کر دیئے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں،

بمعنی شہادت الرَّسُول عَلَيْهِم اِطلَاعُهٗ علیٰ رُتْبَةِ كُلِّ مُتَدَيِّن بِدِيْنِهٖ وَحَقِيقَتُهُ الَّتِي مِنْ دِيْنِهٖ وَحِجَابُهُ الَّذِي هُوَابِهٖ مَحْجُوبٌ عَنْ كَمَالِ دِيْنِهٖ فَهُوَ يَعْرِفُ ذنوبهم وحقيقة ايمانهم و اعمالهم وحسنتهم وسياتهم واخلاصهم ونفاقهم وغير ذالك

اور رسول کی گواہی ان کے اوپر کا یہ مطلب ہے کہ اس پر دیندار کے دین کی حقیقت اور رتبہ کی اطلاع ہے اور ہر پردہ جس سے وہ محجوب ہے امت کے گناہ اور ان کے ایمان کی حقیقت اور ان کے اعمال اور ان کی نیکیاں اور ان کی برائیاں اور ان کے اخلاص اور نفاق وغیرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں۔

وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرہ کہ او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبہ ہر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

متدین بدین محمد کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجاب کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او دانے شناسد گناہ ہائے شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص ونفاق شمارا ...... در روایت آمدہ کہ ہر نبی اعمال امتیاں محمد مطلع می سازند بہ فلانِ امروز چنیں مے کنندہ فلانِ چناں۔

پھر لکھتے ہیں،

بلکہ مے تواں گفت کہ شہادت دریں معنی گواہی نیست بلکہ معنی اطلاع و نگہبانی است

اور تمہارا رسول تم پر گواہ ہوگا کیونکہ وہ نورِ نبوت سے اطلاع دیا گیا ہے، کہ ہر دیندار کے درجے کی اور ہر حجاب والے کے حجاب کی پس وہ تمہارے گناہ جانتا ہے اور تمہارے ایمان کے درجوں کو۔ تمہارے نیک اور بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص کو اور نفاق کو۔

پھر ان معنوں کی تائید حدیث سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ ہر نبی اپنے امتیوں کے اعمال سے مطلع کیا جاتا ہے کہ فلاں آج یہ کرتا ہے اور فلاں یہ

اس کے بعد، لکھتے ہیں

بلکہ کہہ سکتے ہیں شہادت اس جگہ گواہی کے معنوں میں نہیں بلکہ اطلاع اور نگہبانی کے معنوں میں ہے۔

آیت سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں کیونکہ وہ اعمالِ امت کو جانتے ہیں اور نگہبانی فرماتے ہیں۔ جاننا اور نگہبانی فرمانا حیات کو لازم ہے۔

۳۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوک فاستغفروا اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اگر انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے پھر اللہ سے توبہ کی اور رسول نے بھی ان کی سفارش کی۔ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا، رحم کرنے والا پائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں گناہگاروں کو مژدہ جانفزا دیا گیا ہے جب بھی ان سے گناہ سرزد ہو تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ کو وہ توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا پائیں گے۔

اب جب کہ قیامت تک مومن سے گناہ بھی سرزد ہوتے رہیں گے۔ اور ان کی معافی کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش بھی قبول توبہ کیلئے بیان کی گئی ہے تو نبی کریم قیامت تک اُمت کے سفارشی مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اور سفارشی وہی ہو سکتا ہے جو زندہ بھی ہو اور گناہ کا علم بھی رکھتا ہو۔ سعید ابن المسیب سے روایت ہے۔

يشهد النبي صلى الله عليه وسلم الى جميع الامة من راه ومن لم يراه اخرج ابن المبارك ان سعيد ابن المسيب قال ليس من يوم الا وتعرض على النبي صلى الله عليه وسلم امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم واعمالهم فلذلك يشهد عليهم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُمت کی گواہی دیں گے جنہوں نے انہیں دیکھا یا نہیں دیکھا ابن مبارک نے بیان کیا ہے کہ ہر صبح و شام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ان کے پیش کیجاتی ہے اور وہ انہیں نشانیوں اور عملوں سے پہچانتے ہیں اور اسی سبب سے ان پر گواہی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دیں گے۔ (تفسیر مظہری سورۃ النساء) زیر آیت وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ شَھِیْدًا ۔ ایسا ہی دیگر تفاسیر میں مثلاً ابن جریر، روح المعانی، روح البیان وغیرہ وغیرہ میں یہ اثر موجود ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی مدارج نبوت میں اور قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور ابن حجر نے فتح الباری اور ملا علی قاری نے مرقاۃ میں بیان کیا ہے۔ اعمال کا پیش ہونا اور پہچاننا اور گواہی دینا یہ سب حیات کے لازم ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی فتویٰ الحاوی جلد دوم میں لکھتے ہیں۔

عَنْ عَلِیِّ ابنِ طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَدِمَ اَعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمی بنفسہ علٰی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحثا من ترابہ علٰی راسہ وقال یا رسول اللہ قُلْتَ فَاسْمِعْنَا قَوْلَکَ ..... وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِی وَجِئْتُکَ تَسْتَغْفِرْ لِی لِذُنُوْبِیْ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّہٗ قَدْ غَفَرَ لَکَ

علی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد آیا اور اس نے قبر اطہر پر کھڑے ہو کر اپنی زبوں حالی بیان کی اور کہا یا رسول اللہ ہم نے آپ کا قول سنا وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا جَآءُوْکَ (الآیۃ) تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا میں تیرے پاس آیا ہوں۔ تو میرے لیے استغفار کر۔ پس قبر سے آواز آئی، تحقیق تیری بخشش ہو گئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں فرمایا اور شفاء السقام میں علامہ تاج الدین سبکی نے اور مدارک التنزیل میں علامہ نسفی نے اس آیت کے تحت بیان کیا ہے۔ اس تفسیر کے متعلق کشف الظنون میں ہے، خال عن اباطیل اہل البدع والضلال یعنی یہ تفسیر اہل سنت والجماعت کے اقوال سے پر ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور بدعتیوں اور گمراہوں کی باتوں سے خالی ہے۔ یہ واقعہ جو مذکور ہوا ہے صحابہ کی موجودگی میں ہوا ہے اور کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔ پس ثابت ہوا کہ اکابرین صحابہ اس پر متفق تھے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے سفارشی ہیں اور وہ زندہ موجود ہیں۔ جو ان کی قبر اطہر پر آکر استغاثہ کرے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتا ہے۔ یہ اجماع سکوتی ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ ضروریات مذہب سے ہوا جو اس کا منکر ہو وہ گمراہ اور فرقۂ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہوگا۔ اس لیئے امت محمدیہ کے اکابرین قبر انور کی زیارت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ جب زیارت کرو تو کہو میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ کیونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ بجسدِ عنصری روضۂ کریم میں موجود ہیں۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب اور مدارج النبوت میں اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اسی کی تائید میں حضرت احمد رفاعی کا واقعہ ہے کہ آپ روضۂ شریف کی زیارت کو حاضر ہوئے آپ نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا۔ آپ کا ہاتھ مبارک روضہ سے باہر نکلا اور حضرت احمد رفاعی نے بوسہ دیا۔ اس وقت سینکڑوں لوگ موجود تھے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ الحاوی جلد دوم میں مفصل بیان کیا ہے۔ اکابرین دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمد زکریا سہارنپوری اور مولوی محمد طیب دیوبندی نے بھی اس واقعہ کو سچا اور درست تسلیم کیا ہے اسکے بعد بھی اگر کوئی حیات النبی کا انکار کرے تو اس کی شقاوت اور بدبختی کا کیا کہنا۔

۴۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسول منھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانو من قبل لفی ضلال مبین واٰخرین منھم لما یلحقوبھم ھو العزیز الحکیم۔ ذالک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذوالفضل العظیم

اللہ وہ ہے جس نے ناخواندوں میں ان ہی میں سے رسول پیدا فرمایا۔ ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک فرماتا ہے اور انہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے۔ اور کتاب کی حکمتیں اور اسرار تعلیم فرماتا ہے اور پہلے سے وہ البتہ گمراہی ظاہر میں تھے۔ اور دوسرے ان میں سے جو انہیں ابھی نہیں ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

اس آیت کریمہ میں تزکیہ فرمانا اور کتاب و حکمت کی تعلیم دینا دو گروہوں کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ایک وہ جو صحابہ کے مبارک نام سے ملقب ہوئے اور انہوں نے کتاب و حکمت نبی کریم سے سیکھی اور دوسرا گروہ وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا۔ مگر ان کو بھی تعلیم کتاب و حکمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جبکہ تفسیر مظہری میں اس آیت کے تحت مفصل مذکور ہے۔ قتادہ اور عکرمہ نے بیان کیا ہے وہ تابعین ہیں۔ اور ابن زید نے کہا ہے وہ تمام جو قیامت تک دین اسلام میں داخل ہونگے۔ مجاہد سے بھی یہی روایت ہے۔ عمر بن سعید بن جبیر اور لیث نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ عجمی ہیں۔ اور ایسا ہی قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سلیمان فارسی کی اولاد بخاری اور مسلم کی حدیث سے بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اکابرین نقشبندیہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان آخرین میں شامل ہیں۔ تفسیر روح المعانی میں ہے

الذین جاؤ بعد الصحابۃ الی یوم الدین

یعنی آخرین وہ جو صحابہ کے بعد قیامت تک آئیں گے۔

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اولین اور آخرین کے مزکی اور معلم ہیں۔ اب اُمت کے وہ افراد جو قیامت تک ہوں گے ان کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تزکیہ اور تعلیم یا تو بالواسطہ ہوگا کہ پچھلوں نے پہلوں سے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اخذ کیا جو ظاہری طریقہ ہے اور یہ بھی ہے کہ امت کے جو افراد مجاہدہ اور ریاضت کرتے ہیں وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ حضور پرنور سے براہِ راست استفادہ کر سکیں جن کو ان بزرگوں کی اصطلاح میں اویسی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے قول الجمیل میں لکھا ہے۔

تربّب سیدی الوالد ایضاً بحسب الباطن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَذٰلِکَ اِنَّہٗ راٰہ فی مبشرۃٍ فبایعہ وعلّمہٗ النفی والاثبات

میرے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ سے باطن کے طور پر فیضیاب ہوئے اور یہ کہ انہوں نے ان کو اپنی بشارت میں دیکھا پس اس کی بیعت کی اور اس کو نفی اور اثبات سکھایا۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اربعین لکھی ہے جس میں اپنے باپ سے بیان فرمایا کہ یہ انہوں نے نبیٔ کریم سے براہِ راست چالیس حدیثیں سُنی ہیں اور قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت پیر دستگیر جناب عبد القادر جیلانی کی سیرت میں یہ مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ عراق کے جنگلوں میں ریاضت فرماتے تھے۔ تو اس وقت آپ کے سامنے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور آپ کے منہ مبارک میں اپنی لعابِ دہن ڈالی۔ تو آپ سر سے لے کر پاؤں تک نورِ علم سے لبریز ہو گئے اور عربی میں آپ کو فصاحت حاصل ہو گئی ایسے ہی آپ کی وعظ میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کا تشریف لانا مذکور ہے اور مولوی اسماعیل سرخیل اہلِ حدیث و دیوبندیہ اپنی مشہور کتاب صراطِ مستقیم میں اپنے پیر سید احمد بریلوی کی ایجادات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ انہیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

احمدیہ کی اجازت دی ہے اور ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جو مصر میں مشہور ولی ہیں جو سے درود شریف پڑھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کا اویسی ہو جاتا ہے اور اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے میں تحریر فرمایا ہے۔۔۔۔

"با چندیں اختلافات وکثرتِ مذاہب در علماء اُمت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با حقیقت بلشائبہ مجاز وتواھم تاویل دائم وباقی است وبر احوالِ اُمت حاضر وناظر وطالبانِ حقیقت را ومتوجہانِ آں حضرت را مفید ومربی است"

اتنے اختلافات اور کثرتِ مذاہب جو علمائے اُمت میں ہیں کسی کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی زندگی سے جس میں وہم اور مجاز کا شائبہ نہیں اور جس کی تاویل نہیں دائم اور باقی ہیں اور اُمت کے اعمال پر حاضر وناظر اور حقیقت کے چاہنے والوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرنیوالوں کو فائدہ دیتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی زندگیاں اس پر روشن دلیل ہیں کہ انہوں نے براہِ راست محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ اس کا انکار سوائے ضدی متعصب اور جاہل کے کوئی نہیں کرے گا۔ مندرجہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیاتِ اصلی موجود ہیں۔ اور جو لوگ ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان سے فیوض و برکات کی دریوزہ گری کرتے ہیں وہ ان کی تربیت فرماتے ہیں۔ چنانچہ مولانا روم حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ے زاں سبب فرمود رب صلو علیہ ، کہ محمد بود محتاج علیہ ،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رب کریم جل جلالہٗ نے اس لیئے دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلقت کے حاجت روا ہیں اور شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

؎ آں کہ آمد نو فلک معراج او
انبیاء و اولیاء محتاج او

یعنی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں نو فلک کا معراج حاصل ہوا ہے نبی اور ولی اس کے محتاج ہیں۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہ ہوں تو پھر محتاج ان کے ہاں اپنی حاجتیں کس طرح پیش کریں۔ کہاں سے مرادیں پائیں؟ پس قرآن شریف اور تفاسیر سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کی موت صرف یہ ہے کہ آپ ہماری آنکھ سے چھپ گئے ہیں جیسا کہ ملائیکہ۔

۵۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کریں گے کہ ان پر عذاب کرے اور تو ان میں موجود ہو۔

قرآن مجید میں یہ مسئلہ بالصراحت موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل کیا تو نبیٔ وقت کو حکم دیا کہ قوم سے نکل جائے اور پھر قوم پر عذاب نازل کیا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے قصص موجود ہیں کہ قوم پر عذاب کے وقت انبیاء علیہم السلام نے ہجرت کی اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک ہجرت نہیں کی اور ضعیف مسلمان مکہ میں موجود رہے اللہ تعالیٰ نے مکہ کے قریشیوں پر چھوٹی عذاب بھی نازل نہیں کیا جیساکہ سورۃ فتح میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لو تزیلو لعذبنا الذین کفرو منھم عذابا الیما

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اگر وہ مومن اور کافر الگ الگ ہو جاتے تو ہم ضرور ان کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

اب جبکہ امتِ محمدیہ علیہ تحیۃ والثنا اور امتِ دعوت ہر طرح کی بدکاری میں گرفتار ہیں اور اس لائق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذاب تباہ و برباد کرنیوالا نازل کرے اور ان کی جڑ کاٹ دے۔ مگر چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باحیات موجود ہیں۔ لہٰذا دنیا پر وہ عذاب نازل نہیں کیا۔ جس سے قومیں تباہ و برباد ہو کر ان کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔ مولد الشہید میں ہے کہ وفات کے وقت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی، یا رسول اللہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا جائے اور جنت میں استقامت نصیب ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا اور یہی چاہا کہ میں دنیا میں رہوں تاکہ امان کا سبب رہے اور میری اُمت پر عذاب نازل نہ ہو۔

صاحب مُعارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۲۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ہونا قیامت تک باقی رہے گا۔ کیونکہ آپ کی رسالت قیامت تک کیلئے ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک بھی زندہ ہیں گو اس زندگی کی صورت سابق زندگی سے مختلف ہے اور یہ بحث لغو اور فضول ہے کہ ان دونوں زندگیوں میں فرق کیا ہے؟ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے روضہ میں زندہ ہونا اور آپ کی رسالت کا قیامت تک قائم رہنا اس کی دلیل ہے کہ آپ قیامت تک دنیا میں ہیں۔ اس لیئے یہ اُمت قیامت تک عذابِ عام سے مامون رہے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارکہ کی یہ چمکتی ہوئی دلیل ہے۔ جُوں جُوں اس پر غور کیا جائے گا یہ سورج کی طرح روشن ہوتا جائیگا کہ باوجود ہر قسم کے گناہ اور بدکاری کے اللہ تعالیٰ کیوں عذابِ عام نازل نہیں کرتا حالانکہ یہ سنت الٰہیہ ہے کہ جب نبی قوم میں نہ ہو تو ان کی بدکاری کے سبب ان پر عذاب عام نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلی قومیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تباہ کی گئیں تو ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمت میں موجود ہیں اور بحکم خداوندی وہ اُمت کی بدکاریوں کی بخشش اللہ تعالےٰ سے مانگتے رہتے ہیں لہٰذا اللہ تعالےٰ عذابِ عام نازل نہیں فرماتا۔ آگے بیان ہو گا کہ احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امت کے اعمال صبح و شام پیش ہوتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کی بخشش مانگتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

واستغفر لذنبك وللمومنين

سورۃ محمد میں یہ مذکور ہے کہ اے نبی! مومنین کے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے باپ ہیں اور امت کی بخشش رب کریم نے ان کی سفارش پر رکھ دی ہے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر موجود نہ ہوتے اور گناہگاروں کی بخشش نہ مانگتے تو بچوں کے حقوق کی نگہبانی نہ ہوتی اور اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہے کہ ایسی بے انصافی کرے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت کے بعد زندہ کیئے گئے اور حیات ان کی طرف لوٹا دی گئی اور وہ اب اپنی قبر میں حي علی الدوام ہیں اور اُمت کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کی اجازت سے اپنی اُمت کی امداد فرماتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین علی ھذا النعمۃ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

باب دوم

احادیث اور آثارِ صحابہؓ سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

آیت کریمہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے تحت اُمتِ محمدیہ علیہ تحیۃ والثنا پر آقائے نامدار مدنی تاجدار، مدینہ کے چاند، مومنوں کے سینہ کا سرور اور صالحین کی آنکھوں کا سرور، بے بسوں کے بس اور بیکسوں کے کس، گناہگاروں کے شافع، احمد مختار، محمد مصطفٰے کی درگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ پیش کرنے کا حکم کیا جا رہا ہے۔ اور یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوا علیہ فرمایا ہے۔ اور اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے نہ کہ صرف روح صلوا علیٰ روحہ نہیں فرمایا تو اب جب تک ذاتِ مقدسہ موجود نہ ہو اور وہ درود شریف کی سماعت نہ فرمائے تو علیہ کس طرح صادق آئے گا۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں نے اس مسئلہ کا حل نبی کریم سے کروالیا۔ چنانچہ حدیث میں مذکور ہے۔

(۱) فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی یعنی جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پیش کیا کرو۔ کیونکہ تمہاری صلوٰۃ وسلام مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔ قالوا یارسول اللہ کیف تعرض صلوتنا علیک و قدارمت قال یقولون بلیت۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی ہماری صلوۃ وسلام آپ پر کس طرح پیش ہوگی کہ ہڈیاں چورہ چورہ ہو جائینگی اور راوی نے بیان کیا کہ صحابہ نے کہا کہ ہڈیاں پرانی ہو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جائیں گی۔ قال ان اللہ حرم علی الارض (ان تاکل اجساد الانبیاء)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحقیق اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم زمین پر حرام فرمائے ہیں۔

اب ہر ذی شعور اور ذی فہم انسان اس سوال وجواب سے سمجھ سکتا ہے کہ درود شریف پیش کرنے کے حکم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات لازم ہے اگر وہ موجود نہیں تو پھر جسم کے باقی رہنے کی خبر کسطرح درست ہو سکتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب بدن خالی روح سے ہوتا ہے تو وہ جلدی گل سڑ جاتا ہے مگر جب تک جسم اور روح دونوں اکھٹے ہوتے ہیں تو انسان زندہ ہوتا ہے۔ جب عرض صلوۃ سے صحابہ رضوان اللہ عنہم نے تعجب کیا اور یہ مشاہدہ پیش کیا کہ موت کے بعد تو جسم ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو پھر آپ کی موت کے بعد یہ عرض صلوٰۃ کسطرح ہوگا۔ تو آپ نے اپنے جسم کی سلامتی بیان کر کے تمام شکوک وشبہات دور کر دیئے۔

(۲) عن ابی دردا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود وتشہد الملئکۃ وان احد الم یصل علی الاعرضت علی صلوۃ قال قلت وبعد الموت قال ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیا فنبی اللہ حی یرزق۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود کثرت سے پیش کرو کہ جمعہ مشہود ہے اور اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور درود جو مجھ پر درود شریف پیش کریگا وہ میرے پیش کیا جائیگا یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو راوی نے کہا کہ میں نے کہا موت کے بعد بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بحقیق اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔"
اگر مسلمان میں ایمان کی ذرا سی حرارت موجود ہو تو وہ اس حدیث کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذی شان پر یقین لے آئیگا اور فوراً پکار اُٹھے گا۔

ع تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے نظرِ عالم سے چھپ جانیوالے

برادران اسلام: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے۔ تو اب جو اس پر ایمان نہ لائے وہ کیسے کہیگا کہ ہیں اہلِ حدیث ہیں یا اہلِ سُنّت ہیں اس صراحت کے بعد انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھ کر ایمان لانے کی بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور کاہن وغیرہ کہہ دیتے تھے۔ آج تک محدثین اور فقہائے کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا انکار نہیں کیا اور اکابرین کی عبارات آگے بیان ہونگی۔ جن سے واضح ہو گا کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں مگر بدقسمتی سے چند علم و دانش سے کورے، معتزلہ کے پیروکار، نام کے غیر مقلد یونہی لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے وہ آیات جن میں حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے پیش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اہلِ سُنّت وجماعت کا عقیدہ تو "حیات بعد از ممات" کا ہے نہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت وارد ہی نہیں ہوئی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ عوام کی موت اور انبیاء کرام کی موت میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور عوام کی حیات میں فرق ہے جیسا کہ ہر مسلمان اپنے ایمان کی روشنی میں اسے سمجھتا ہے جسطرح سورج کی گرمی اور روشنی اور اندھیرا ایک نہیں زندہ اور مُردہ ایک نہیں۔ دن اور رات ایک نہیں سردی گرمی ایک نہیں۔ بہار و خزاں ایک نہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی موت اور عوام کی موت ایک نہیں مگر موت ضرور آئی ہے اور اس پر اہلسنت کا یقین ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اب اختلاف تو اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی مقابر میں زندہ ہیں اب انہیں مُردہ سمجھنا قرآن اور حدیث کے خلاف ہے اور مذہب اہلِ سنت سے خارج ہونا ہے۔ مندرجہ بالا دو نوں احادیث مشکوٰۃ باب الجمعہ سے نقل کی گئی ہیں۔

(۳) ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں اور بیہقی نے کتاب حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(۴) بیہقی نے شعب الایمان اور اصبہانی نے ترغیب میں بیان کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ جو میری قبر کے نزدیک درود شریف پیش کرتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو مجھ پر غیوبت میں پیش کرتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

(۵) بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر قائم کر دیا ہے جس کو تمام دنیا کے کلام کے سننے کی طاقت عطا کی ہے جب بھی کوئی درود شریف بھیجتا ہے تو وہ سن کر میرے پیش کرتا ہے۔

(۶) ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے اور پھر میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے السلام علیک یا محمد اور میں لے جواب دوں گا۔

(۷) ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ میں جنگِ حرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں رہا اور میرے سوا کوئی نہ تھا جب نماز کا وقت آیا میں قبر شریف سے اذان سنتا۔ ایسا ہی اخبارِ مدینہ اور طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے اور دارمی میں بھی ایسا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(۸) بخاری نے معراج کی حدیث میں بیان کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔

(۹) مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادیٔ ازرق میں انبیاء کو دیکھا کہ انہوں نے احرام پہنا ہوا ہے اور تلبیہ کر رہے ہیں۔

(۱۰) مشکوٰۃ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طواف کعبہ کرتے دیکھا۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور حج کرتے ہیں اور طواف کعبہ کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں لوازم حیات ہیں۔ اب ہم علمائے اہلِ سنت کے مستند اقوال نقل کرتے ہیں۔ جن سے حیات انبیاء کا مسئلہ اظہر من الشمس ہو جائے گا۔ اور کسی بھی خدا خوف انسان کو انکار کی گنجائش نہ رہیگی۔

باب سوم: اقوال علمائے کرام دربارہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۱) فهذه الاخبار دالة علی حیاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء

یہ اخبار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیا کی حیات پر دلیلیں ہیں۔

(انباء الاذکیا صفحہ نمبر ۶)

فثبت کونہ صلی اللہ علیہ وسلم حیا فی قبرہ بنص القرآن

پس ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی نص سے قبر میں زندہ ہیں۔

(انباء الاذکیا ص ۶)

وقد صح ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء وانہ صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اجتمع بالانبیا لیلۃ الاسرا فی بیت المقدس و فی السماء وقد رای موسیٰ قائما یصلی فی قبرہ واخبر صلی اللہ علیہ وسلم بانہ یرد السلام علی کل من یسلم علیہ الی غیر ذلک مما یحصل من جملۃ القطع بان موت الانبیا انما ھو راجع الی انہ غیبوا عنا بحیث لا تدرکھم وان کانو موجودین احیاو ذلک کالحال فی الملئکۃ فانھم موجودون احیاء ولا یراھم احد من نوعنا الامن خصہ اللہ بکرامتہ من اولیائہ۔

اور تحقیق یہ صحیح ہے کہ زمین انبیاء کے جسم نہیں کھاتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات انبیاء سے بیت المقدس اور آسمان میں جمع ہوئے تھے اور موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ ان تمام باتوں سے قطعی یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کی موت صرف یہ ہے کہ وہ ملائکہ کی طرح آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور انہیں ہم نہیں پا سکتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہیں اور اسطرح انبیاء بھی فرشتوں کیطرح زندہ موجود ہیں۔ ان کو ہم میں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامت سے خاص کر دیا ہے، اپنے ولیوں سے۔

(انباء الاذکیا ص۷)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں انبیاء کی حیات کو دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے اور ایسا ہی آپ نے اپنے رسالہ "تنویر" میں حیات الانبیاء کو ثابت کیا ہے۔ فتاویٰ الحاوی میں رسالہ تنویر موجود ہے شائقین حضرات وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) حضرت حافظ شیخ السنہ ابوبکر بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں کہ

الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد ما قبضوا ردت الیھم ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پھر لکھتے ہیں۔

وقد افردة الاثبات حياتهم كتابا

انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد ان کے ارواح لوٹائے جاتے ہیں اور اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں جیسے شہدا زندہ ہیں۔

پھر لکھتے ہیں۔

کہ میں نے اُن کی حیات پر کتاب لکھی ہے (انباء الاذکیا صـ۸)

(ج) علامہ بارزی رحمۃ اللہ علیہ

بارزی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔

(د) علامہ ابو منصور علامہ ابو القاہر بن طاہر البغدادی فقیہ اصولی شیخ شافعیہ فرماتے ہیں محققین نے فرمایا ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔ اور وہ اپنی امت کی اطاعت سے خوش ہوتے ہیں۔ اور گناہگاروں کے گناہ سے غم کرتے ہیں۔ اور تحقیق جو درود پیش کرتا ہے اسکا درود ان سے پہنچایا جاتا ہے۔ (انباء الاذکیا صـ۸)

(ر) شیخ تاج الدین سبکی، انبیاء اور شہدا کی حیات ان کی قبروں میں ایسی ہی ہے جیسی ان کی حیات دنیا میں تھی اور اس پر دلیل موسیٰ علیہ السلام کی نماز قبر میں پڑھنا اور یہ حیاتی کو مستلزم ہے۔ (انباء الاذکیا صـ۸)

(س) علامہ ملا علی قاری

مذہب حنفیہ کے معتمد امام اور مرقات کے مؤلف مرقاۃ جلد سوم باب الجمعہ میں لکھتے ہیں۔

فان قوله ان الله حرم الخ مقابل قوله فقد ارمت وايضا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فحصل الجواب إن الانبیا احیاء فی قبورھم فیمکن لہم سماع صلاۃ من صلی علیہم

پس نبی کریم کی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا جسم زمین پر حرام کر دیا ہے مقابل قول ریزہ ریزہ ہونے کے ہے۔ اور ایسا ہی جواب حاصل ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں پس ان کے لیئے جو ان پر صلوٰۃ بھیجے اس کا سننا ممکن ہے۔

وھو ان الصحابۃ رضی اللہ عنہم سالوا بیان کیفیۃ العرض بعد اعتقاد جواز ان العرض کائن لامحالۃ لقول الصادق فان صلوتہم اللہ معروضۃ علی لکن فصل لھم الاشتباہ ان العرض ھل ھو علی الروح المجرد او علی المقتل بالجسد وحسبوا ان جسد النبی کجسد کل احد فکفی فی الجواب ما قالہ علی وجہ الصواب واما علی ما قدم الطیبی فانما یفید حصر العرض والسماع بعد الموت بالانبیاء ولیس الامر کذلک فان سائر الاموات ایضا یسمعون سلام والکلام ولتعرض اعمالھم واعمال اقاربھم فی بعض الایام نعم ان الانبیاء تکون حیاتہم علی الوجہ الاکمل ویحصل بعض وارثہم من الشھداء والاولیاء والعلماء الحظ الا فی بحفظ ابدانہم الظاھرۃ بل بالتلذذ بالصلاۃ والقراۃ ونحوھما فی قبورھم الظاھرۃ الی یوم القیامۃ۔

اور صحابہ کرامؓ نے درود شریف پیش ہونے کی کیفیت پوچھی کہ وہ فقط روح پر پیش ہوتی ہے اور روح مع الجسد پر اور انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم آدمیوں کے جسموں کی طرح ہے تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

آپ نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ کافی ہے لیکن طیبی نے جو کہا ہے کہ یہ انبیاء پر سماع اور عرض اعمال کا فائدہ دیتا ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ تمام اموات کلام کو سنتے ہیں اور ان پر ان کے اقارب کے اعمال پیش ہوتے ہیں بعض دلیلوں میں، مرقات جلد سوم صد ۲۳۸ وصح خبر الانبیاء احیاھم فی قبورھم یصلون اور صحیح حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور فرمایا قال فی حق الشھداء من امتہ بل احیاء عند ربھم یرزقون فکیف سیدھم بل رئیسھم لانہ حصل لہ ایضا مرتبۃ الشھادۃ مزید السعادۃ،
اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں پھر جہان کا سردار ہو اور سید ہو تحقیق اسے بھی مرتبہ شہادت کا زیادہ سعادت کے ساتھ حاصل ہوا بسبب زہر کھانے کے۔ (مرقاۃ جلد سوم صد ۲۴۱)

ارشادات ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ہم ان پر صلوٰۃ پیش کرے وہ سنتے ہیں اور ان کا مختلف مکانوں میں حاضر ہونا عقلاً اور نقلاً جائز ہے۔

(ص) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ،

اس محدث عظیم نے اس مسئلہ کی تحقیق مدارج النبوۃ، جذب القلوب اور اشعۃ اللمعات رسالہ اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل میں ارقام فرمائی ہے۔ رسالہ کی عبارت، پہلے ہی بیان ہو چکی ہے ایک دو عبارتیں بطور شہادت مزید پیش کی جاتی ہیں۔

حیات الانبیاء متفق علیہ است ہیچکس را درو ے خلاف نیست حیات حیات دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی۔ یعنی انبیا علیہم السلام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کی حیات قبر میں متفق علیہ ہے۔ اس پر کسی کو اختلاف نہیں زندگی دنیاوی حقیقی ہے نہ کہ زندگی روحانی اور معنوی جیسے کہ شہداء کو حاصل ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد اوّل صہ ۵۷۴ اور فرماتے ہیں۔

فنبی اللہ حی یرزق لیس پیغمبر خداوندہ است بحقیقت حیات دنیاوی یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں دنیاوی حیات کے ساتھ۔ اور پھر فرماتے ہیں، حی ایں تمہ سوم، آنحضرت یا قول الی درداء است بعد از روایت حدیث برائے تاکید اثبات حقیقت حیات، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حی فرمانا یا ابی درداء کا یہ فرمانا زندگی کو ثابت کرنے کیلئے ہے اشعۃ اللمعات جلد اوّل صہ ۵۷۶

(ص) الحافظ شہاب الدین ابی الفضل العسقلانی المعروف ابن حجر فتح الباری جلد ہشتم صہ ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

لذید لیقک اللہ موتتین قد تمسک بہ من انکر الحیاۃ فی القبرو اجیب ان اہل سنت المتین لذالک بان المراد نفی الموت الازم من الذی اثبتہ عمر لقولہ ویبعث اللہ فی الدنیا لیقطعا اید القائلین بموتہ الیس فیہ تعرض لما یکع فی البرزخ واحسن من ھذا الجواب ان یقال ان حیاۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبہا موت بل یستمر حیی والانبیا احیاً فی قبورھم

اللہ تعالیٰ تمہیں دو موتیں نہیں سکھائے گا تحقیق اس سے جو حیات فی القبر کے منکر ہیں۔ انہوں نے تمسک کیا ہے اور اہل سُنّت جو حیات فی القبر کے قائل ہیں ان کی طرف سے جواب دیا گیا ہے یہ وہ اس حیات کی نفی ہے جو عمر کے قول سے لازم آتی ہے کہ وہ دنیا میں بھیجے جائیں گے کہ ان کے ہاتھ کاٹنے کے ہیں جو ان کی موت کے قائل ہیں اسمیں اس پر کوئی تعریض نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جو حیاتی برزخ میں حاصل ہے اور اس سے بہتر جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر میں ہے کہ اس کے پیچھے موت نہیں بلکہ وہ ہمیشہ زندہ ہیں اور انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور فتح الباری جلد ہفتم صـ ۲۵۵ پر فرماتے ہیں

لان الانبیا احیاء عند اللہ کہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں۔

وقد ثبت ذلک شہیدا ولا شک ان الانبیا ارفع رتبۃ من الشہدا

اور تحقیق یہ شہیدوں کیلئے ثابت ہے اور اس میں شک نہیں کہ انبیا شہداء سے رتبہ میں افضل ہیں۔

نیز فتح الباری جلد ہفتم صـ ۲۹۶ پر فرماتے ہیں

ان الانبیا افضل من الشہدا والشہدا احیاء عند ربہم فکذلک انبیا فلا یبعد ان یصلوا یحجوا ویتقربوا الی اللہ

انبیاء شہدا سے افضل ہیں اور شہدا اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں پس اسی طرح انبیاء زندہ ہیں پس کچھ بعید نہیں کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربت حاصل کرتے ہیں۔

وقد جمع البیہقی کتابا لطیفا فی حیات الانبیا فی قبورہم اورد فیہ حدیث انس الانبیا احیا فی قبورہم یصلون اخرجہ من طریق یحییٰ بن ابی کثیر وھو من رجال الصحیح

اور بیہقی نے ایک لطیف کتاب انبیاء کی حیات پر جمع کی ہے اسمیں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اس کو صحیح روایت کیا ہے۔

اور جلد ہفتم صفحہ ۲۹۷ پر مسلم کی حدیث بطور شہادت نقل فرمائی ہے اور کہا جب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

موسیٰ علیہ السلام قبر میں نماز پڑھتے ہیں تو اسطرح دوسرے انبیاء بھی نماز پڑھتے ہیں اس پر شہادتیں احادیث سے نقل کی ہیں اور اخیر بحث پر لکھتے ہیں

قلت اذا ثبت انہم احیاء حیث النقل فانہ یقوی من حیث النظر کون الشہدا احیاء بنص القرآن والانبیا افضل من الشہدا

میں کہتا ہوں جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ زندہ ہیں جو نقل سے ثابت ہے یہ عقل سے بھی قوی ہے۔ کیونکہ شہدا قرآن کی نص سے زندہ ثابت ہیں اور انبیاء شہدا سے افضل ہیں۔

فتح الباری جلد چہارم صہ ۱۹۸ پر کانی النظر الیہ پر بحث فرماتے ہیں۔

ھو علی الحقیقۃ والانبیا احیاء عند ربھم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ھذا حال کما ثبت فی صحیح مسلم

یہ دیکھنا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ انبیا زندہ ہیں اور وہ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ پس اس حال میں حج کرنے کا کوئی مانع نہیں۔ جیسا صحیح مسلم میں ثابت ہے

(ط) الامام العلامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی احمد علامہ العسقلانی فرماتے ہیں۔

و منھا انہ حی فی قبرہ یعنی وہ خصوصیتیں جو انہیں حاصل ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ زرقانی جلد ۵ صہ ۳۳۲

یصلی فیہ باذان و اقامتہ قبر شریف میں اذان اور اقامت سے نماز ادا کرتے ہیں

وکذلک الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور اسی طرح انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔

ولہذا قیل لاعدۃ علی ازواجہ لانہ حی اور اسی لیئے کہا گیا ہے کہ ان کی ازواج پر عدت نہیں کیونکہ وہ زندہ ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس عنوان پر علامہ قسطلانی نے نہایت ہی شرح و بسط سے لکھا ہے اور علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے اس کی شرح صحیح احادیث سے کی ہے۔ جلد پنجم صہ ۳۳۲ سے لیکر صہ ۳۲۹ تک تفصیل مذکور ہے اور اسمیں اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں طوالت کے خوف سے ساری عبارات نقل نہیں کی گئیں جنہیں شوق ہو وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کرے۔ صرف ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔

فان قلت کیف یکون حیا و ھٰذا القرآن ینطق بموتہ علیہم السلام

پس اگر تو کہے کہ وہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں اور یہ قرآن بیان کرتا ہے۔ اس کی موت کو، اسکے جواب میں لکھتے ہیں

بان ذالک الموت غیر مستمر کہ یہ موت دائمی نہیں

اور تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موت کے بعد زندہ کیئے گئے تھے اور ملک کی تقسیم اور عورتوں کی عدت دائمی موت سے مشروط ہے اور حیاتِ ثانیہ حیاتِ اخرویہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ حیات شہیدوں کی حیات سے افضل و اکمل ہے اور فتاویٰ رملیہ میں ہے

والانبیاء والشہدا یاکلون فی قبورھم ویشربون ویصلون ویحجون فتاویٰ رملیہ سے نقل فرماتے ہیں،

انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے، پیتے، نمازیں پڑھتے اور اور حج کرتے ہیں۔ جلد ہفتم صہ ۳۲۴ زرقانی

ولہٰذا جعلو من ادلتہ حیاتہ علی الدوام و ان روحہ لا تفارقہ ابدا اور اس لیئے ائمہ کرام نے دلائل قائم کیئے ہیں کہ وہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہیں اور ان کا روح ان کے بدن سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ زرقانی جلد ہفتم صہ ۳۲۴ اور صہ ۳۲۷ پر ارقام فرماتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فکل خیر تنالہ الامتہ فی الدارین انما ھو بواسطتہٖ یعنی ہر نیکی جو اُمت کو دین اور دنیا میں ملتی ہے وہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا واسطہ ہیں۔

اب ہم تاریخی شہادت درج کرتے ہیں جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب صفحہ نمبر ۱۱۱ پر لکھتے ہیں کہ سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی جو کہ ۵۰۷ ہجری میں ہوا ہے۔ اس کا وزیر جمال الدین تھا۔ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات تین بار خواب میں مشرف فرمایا اور دو شخصوں کی طرف جو وہاں کھڑے ہیں ان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں جلدی کر دو اور مجھے ان دو شخصوں کی شرارت سے محفوظ کرو۔ اس نے فراست سے پہچانا کہ مدینہ میں کوئی عجیب واقعہ رونما ہوا ہے اس وقت وہ اپنے خاص آدمیوں کو لیکر خاص رقم لے کر مدینہ منورہ آیا اور شام سے مدینہ منورہ پندرہ دنوں میں پہنچا اور خواص و عام میں اپنی سخاوت کا وسیلہ بنایا مگر وہ شخص جنہیں خواب میں دیکھا تھا نظر نہ آئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کوئی ہے جو حاضر دربار نہیں ہوا۔ حاضرین نے جواب دیا تمام لوگ حاضر ہوئے ہیں مگر دو شخص نہیں آئے جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور آدمیوں سے نہیں ملتے۔ حکم کیا کہ انہیں بھی حاضر کیا جائے۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان کو اُسی حلیہ میں دیکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ان سے پوچھا تمہاری منزل کہاں ہے انہوں نے جواب دیا کہ اس رباط میں جو حجرہ شریفہ کے قریب ہے سلطان مذکور نے ان کو اسی جگہ چھوڑا اور خود ان کی جگہ پر گیا۔ وہاں دو قرآن طاق میں رکھے ہوئے دیکھے اور وعظ کی کتابیں اور مال ایک طرف دیکھا جو مدینہ منورہ کے فقراء میں تقسیم کرتے تھے۔ اور ایک چٹائی ان کی خواب گاہ میں دیکھی سلطان مذکور نے اس چٹائی کو اٹھایا اور دیکھا۔ اس چٹائی کی جگہ سے روضہ کریمہ میں نقب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لگاتے ہیں اور اس جگہ کے ایک طرف ایک گڑھا دیکھا کہ اس سرنگ کی مٹی اس گڑھا میں ڈالتے ہیں اور ایک روایت میں دو بوریاں دیکھیں جن میں مٹی بھر کے رات کو جنت البقیع کے نواح میں ڈال آتے پھر انہیں سخت سزائیں دیں اور انہوں نے تمام حال بیان کیا کہ وہ دو لوگ نصرانی ہیں۔ عیسائیوں نے انہیں حاجیوں کے لباس میں بھیجا ہے۔ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کے ساتھ گستاخی کریں۔
جس رات یہ نقب قبر شریف کے قریب پہنچی اس رات بارش، آندھی اور کڑک بہت ہوئی اور ایک زلزلۂ عظیم پیدا ہوا۔ اور اس صبح کو یہ سلطان سعید پہنچا۔ اور اس نے ان دو نابکاروں کو قتل کیا۔ حجرے کے اردگرد آہنی دیوار پانی تک بنوائی اور پیتل سے اس کو محفوظ کیا تاکہ حجرہ شریف تک کوئی نہ پہنچ سکے۔

دوسرا واقعہ ابن بخار نے تاریخ بغداد میں بیان کیا ہے کہ بعض زنادقہ جو عبیدہ کی حکومت مصر میں تھی کی طرف سے مقرر ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کیا جائے۔ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجساد بھی مصر میں منتقل کیے جائیں تاکہ لوگ مصر میں حاضری کیلئے حاضر ہوا کریں اور اس سے مصر کی عزت میں زیادتی ہو اس وقت مدینہ منورہ ان کے تصرف میں تھا۔ اس نے ابوالفتوح کو جو بادشاہ کے معتمدوں میں سے تھا مامور کیا کہ مدینہ منورہ میں جائے اور روضہ شریف میں نقب لگا کر تینوں اجساد نکال لائے۔ جب مدینہ منورہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے چاہا کہ ابوالفتوح کو اسی وقت قتل کر دیا جائے مگر چونکہ حکومت اس وقت اس اشرار کی تھی اور جلدی میں یہ کام کرنا اچھا نہ تھا اس لیئے انہوں نے اس سے تعرض نہ کیا اور ابوالفتوح کو بھی خوف طاری ہوا کہ اس سے اچھا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں اور میرا ہاتھ جسدِ اطہر پر دراز ہو۔ اسی رات نہایت خوفناک ہوا چلی کہ جس سے ہر طرف خوف پھیل گیا اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ابو الفتوح نے اس حال کو دیکھ کر بادشاہ کے خوف سے بے نیاز ہو کر اس مکروہ قصد سے علیحدگی کر لی۔

تیسرا واقعہ محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے کہ حلب کے شیعہ نے بہت سا مال گورنر مدینہ کو دیا تاکہ وہ جسدِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو روضہ شریف سے نکال کر لیجائیں۔ امیر مدینہ چونکہ بد مذہب تھا اور دنیا کا چاہنے والا تھا اس نے انکو اجازت دے دی اور دروازہ کے چوکیدار کو حکم دیا کہ جب یہ لوگ آئیں حرم کا دروازہ ان پر کھول دیا جائے جو کام یہ وہاں کریں ان کو روکا نہ جائے۔ وہ چوکیدار بیان کرتا ہے۔ کہ جب عشاء کا وقت گزرا اور دروازے بند کیے گئے چالیس آدمی اپنے تمام آلات سمیت آئے اور باب سلام پر کھڑے ہو گئے۔ میں نے امیر کے حکم سے دروازہ ان پر کھولا اور میں ایک گوشہ میں علیحدہ ہو گیا اور رو رہا تھا کہ کب قیامت برپا ہو گی۔ سبحان اللہ وہ ابھی قبر شریف تک نہ پہنچے تھے کہ وہ تمام معہ آلات حضرت عثمان کی مسجد میں جو اس نے زیادہ کی ہوئی ہے اس کے ستون کے ساتھ ہی زمین میں دھنس گئے۔ امیر نے انتظار کیا اور مجھے بلوا کر حال دریافت کیا۔ میں نے جو کچھ دیکھا تھا سُنا دیا۔ امیر نے کہا تو دیوانہ ہے کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا امیر خود آ کر موقع کو دیکھ لے کہ ابھی زمین میں دھنسنے کا اثر باقی ہے۔ طبری نے یہ حکایت ثقہ لوگوں سے کی ہے جو سچائی اور دیانت میں مشہور ہے اور اس حکایت کو مدینہ منورہ کی تاریخ بیان کرنے والوں نے بھی بیان کیا ہے۔

چوتھا واقعہ شواہد النبوۃ میں ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر سورۃ الکہف میں بیان کیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے جنازے کو روضہ شریفہ کے سامنے لا کر رکھ دینا اور آواز دینا کہ غلام حاضر ہوا ہے۔ اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ورنہ جنت البقیع میں دفن کرنا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق جنازہ روضہ شریف کے سامنے رکھکر آواز دی گئی تو دروازہ کھل گیا۔ اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ یہ چاسوں واقعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر چار دلیلیں ایسی ہیں۔ جن کو سوائے مُردہ دِل کے کوئی نہیں جھٹلا سکتا الحمد للہ رب العالمین۔ اب فقیر ایک حدیث جو نہایت ہی مختصر ہے درج کرتا ہے اور اس کے ضمن میں علامہ سخاوی نے جو کچھ القول البدیع میں درج فرمایا ہے نقل کرتا ہے۔

وعن ابو هريرة رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من احد يسلم على الا رد الله تعالىٰ الى روحي حتى ارد عليه السلام القول البديع صد ۱۵۵

ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر اس کی پہچان پیش کر دیتا ہے یہاںتک کہ میں اس پر سلام لوٹاتا ہوں

اس کو احمد، ابوداؤد، طبرانی اور بیہقی نے اسنادِ حسن سے بیان کیا بلکہ نووی نے اذکار میں اس کی صحت کا اقرار کیا۔ اس حدیث شریف سے دو باتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک یہ کہ کوئی بھی ہو اور کہاں کا ہو اس کا درود شریف پیش کیا جاتا ہے دوسرے آپ پر درود شریف پڑھنے والے کی پہچان لوٹائی جاتی ہے۔ یہ بھی حیات کو مستلزم ہے۔

الحمد للہ رب العالمین حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور اپنے نبی کے درود خوانوں سے واقف ہیں چنانچہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "رسول اللہ حي على الدوام" کے ماتحت لکھتے ہیں۔

يوخذ من هذه الاحاديث انه صلى الله عليه وسلم حي على الدوام...... ونحن نؤمن ونصدق بانه صلى الله عليه وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حي يرزق في قبره وان جسده الشريف لا تاكله الارض والاجماع على هذا ان احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اپنی قبروں میں اور ان کے جسم مبارک خاک پر حرام کر دیئے گئے ہیں۔ اور اسی پر اجماع ہے

قلت قد جمع البیھقی جزأ فی حیات الانبیا فی قبورھم یصلون میں کہتا ہوں کہ تحقیق بیہقی نے ایک جز حیات الانبیاء فی قبورھم پر لکھا ہے

اور جو گزرا ان سے اور حدیث سے انس سے استدلال کیا ہے کہ انبیاء اپنے مقبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (القول البدیع ص ۱۶۷) اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ بیان ہوا ہے۔ ایک وقت میں کروڑوں مسلمان صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور پھر اس کے جواب میں بنفس نفیس سلام بھیجتے ہیں حالانکہ ایک شخص کا ایک وقت میں متعدد آدمیوں کا کلام سننا اور پھر اس کا جواب دینا متعذر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ عظیم عطا فرمایا ہے اور آپ کا عضو عضو معجزہ بنا دیا ہے۔ فصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کثیراً کثیراً دائماً ابداً

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسئلہ حیات النبی واضح ہو گیا۔ اب بطور خاتمہ کے حدیث مبارک کے ذیل میں صلوٰۃ وسلام کے متعلق مختصراً لکھا جاتا ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا جائے جو کہ ہر مومن کیلئے دین و دنیا کی کامیابی کی کنجی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

خاتمہ فضائل درود شریف

فقیر نے اس سے پہلے فضائل درود شریف پر ایک مختصر سا کتابچہ "حدائق الانوار" لکھا تھا۔ اسی کو اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل، (۲) اللہ تعالیٰ کی موافقت، (۳) فرشتوں کی موافقت، (۴) اللہ تعالیٰ کی دس صلوٰتیں حاصل کرنا (۵) دس بدیاں نامۂ اعمال سے مٹنا، (۶) دس درجے بلند ہونا، (۷) دعا کی منظوری کی امید، (۸) ذریعہ شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۹) غموں کا دور ہونا، (۱۰) قرضوں سے نجات، (۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب، (۱۲) صدیقوں کی صف میں کھڑا ہونا، (۱۳) حاجتوں کا بر آنا، (۱۴) اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی رحمت کا مورد ہونا، (۱۵) موت سے پہلے جنت کی بشارت دیکھنا، (۱۶) قیامت کے خوف سے چھٹکارا، (۱۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا مورد بننا، (۱۸) بھولی ہوئی چیزوں کا یاد آنا، (۱۹) مجلس کی پاکیزگی کا سبب، (۲۰) غربت اور افلاس کا دور ہونا، (۲۱) اسم بخیل کا دور ہونا، (۲۲) جنت کے راستہ پر گامزن ہونا، (۲۳) پل صراط پر قائم رہنا، (۲۴) محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادتی (۲۵) دل کی حیات، (۲۶) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیان ہونا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں ابن فلاں صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے۔ اس سے بڑھکر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ ہم گناہگاروں کا نام حضور کے دربار عالیہ میں مذکور ہو اور نبی کریم شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دس دفعہ سلام بھیجیں۔ سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ عجالہ نافعہ درباره مسئلہ زیارت

المسمّٰی

استمداد وندائے موتیٰ

سماعِ موتیٰ

مؤلفہ:

مبلغ اسلام مولانا محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد صدیقی جی ٹی روڈ کاموں کے ضلع گوجرانوالہ

ناشر

فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے

For more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سماعِ موتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد کہ اس نے اپنی ذات کی شناخت کے لیے سلسلہ انبیاء علیہم السلام جاری فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی شناخت خود نہ کراتا تو اس کی معرفت کی کوئی راہ نہ تھی۔ کیونکہ وہ نہ تو مکان میں ہے اور نہ زمان میں اور نہ اس کی کوئی شکل ہے اور نہ ہی اس کی کوئی مثل ہے۔ تو جس کا تنزیہہ اتنا ہو اس کی پہچان کس ذریعے سے ہو۔

لہٰذا سلسلہ انبیاء علیہم السلام جاری فرما کر اپنی معرفت کے تمام دلائل ان بزرگ ہستیوں کی زبانی اپنی مخلوق تک پہنچائے۔ انبیاء کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور یکے بعد دیگرے رسول آتے رہے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام آئے اور ان کے بعد چھ سو سال تک سلسلہ انبیاء رک گیا۔ اور پھر مکہ معظّمہ میں ہاشمی، قریشی نسب میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی اور تمام کائنات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا۔ اور آپ پر جامع اور مکمل کتاب نازل فرما کر اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم تا قیامت باقی رہے۔ مگر زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اصل دین میں تغیر آنا شروع ہوا۔ چنانچہ اس کی خبر نبی کریم ﷺ نے یوں دی۔ کہ پہلی امتیں بہتر ۷۲ گروہ میں تقسیم ہو گئیں اور میری امت تہتر گروہ میں بٹ جائے گی۔ جس سے بہتر ۷۲ تو آگ میں جائیں گے۔ اور ایک جنت میں جائے گا۔ حاضرین نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا گروہ ہوگا۔ فرمایا جو میری اور میرے صحابہ کی راہ پر ہوگا۔

حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق تبع تابعین کے زمانہ سے مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے اصل اسلام کا انکار تو نہ کیا مگر اسلام کو ایک نئے سانچے میں ڈھال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کراس کا نقشہ ہی تبدیل کر دیا۔ ان فرقوں کے نام اور ان کے عقائد شرح عقائد نسفی، اشعۃ اللمعات و دیگر کتب میں بڑی بسط سے درج ہیں۔ ان نوزائیدہ مذاہب میں سے ایک مذہب معتزلہ ہے جو قتادہ تابعی کی دشمنی کے سبب حضرت حسن بصری علیہ الرحمتہ سے علیحدہ ہوا۔ اور عمر بن عبید کے پیروکار ہوئے۔ اور قتادہ نے انہیں معتزلہ کہا یعنی حسن بصری سے علیحدہ اور کاٹے ہوئے۔ اور انہوں نے اپنا نام اصحاب العدل والتوحید رکھ لیا۔ اور انہوں نے فلاسفہ کے مطابق قرآن اور حدیث کی تاویلیں شروع کر دیں۔

آخر میں یہ لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ انسان موت کے بعد محض جماد ہو جاتا ہے اس کا دنیا والوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رہتا اور زندوں کا صدقہ۔ دعا۔ ایصال ثواب سب بیکار ہے۔ اور مردہ اس قابل نہیں کہ زندوں کی آواز سن سکے اور پھر اس سے بڑھ کر عذابِ قبر اور ثوابِ قبر کے منکر ہو گئے اور علمائے اہل سنت مثلاً امام غزالی، امام رازی، امام الحرمین جوینی اور پچھلوں میں سے علی قاری تفتازانی۔ سید شریف جرجانی وغیرہم نے ان کی تردید میں بے شمار کتابیں تالیف فرمائیں۔ جن میں یہ ثابت کیا کہ جو قبر میں یعنی برزخ میں جاتا ہے اسے صدقہ و دعا فائدہ دیتا ہے۔ اور وہ دنیا والوں کی باتیں سنتا ہے اور وہاں برزخ میں اگر مومن ہے تو نمازیں پڑھتا ہے۔ قرآن خوانی کرتا ہے، حج کرتا ہے، قبر پر آنے والے کی آواز سنتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور اپنی دعا اور روحانیت سے دنیا والوں کے کام آتا ہے اور دنیا والے ان سے اپنی مصائب میں مدد طلب کرتے ہیں۔ اور مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس پر جو جامع کتابیں لکھی گئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1. شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی۔ 2. کتاب الروح علامہ ابن قیم۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

3. تذکرۃ الموتی والقبور علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

چونکہ یہ کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ اور عوام ان کو پڑھنے سے قاصر ہیں۔ اور قاضی صاحب کی کتاب اگرچہ فارسی میں ہے مگر عوام اب فارسی کو بھی نہیں سمجھتے لہٰذا مناسب خیال کیا کہ ان کتب سے مسئلہ سماع موتی عوام کی سمجھ کے مطابق پیش کیا جائے۔ اور پہلے اولیاء اللہ کی جماعت سے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ گروہ ہمیشہ زیارت قبور برائے حصولِ برکات کرتا رہا اور فیض یاب ہوتا رہا۔ اور جو لوگ قبروں پر جانے اور فیض حاصل کرنے کو شرک شرک پکارتے رہتے ہیں وہ بھی ان کے در کی ہی گدائی کرتے رہے اور انہی کی درگاہ سے علم حدیث حاصل کیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی پارہ تیس سورۃ عبس کی تفسیر میں زیر آیت فاقبرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قبر بنانے کا احسان اس لیے بتایا کہ قبر بنانے سے روح کا مقام متعین ہو جاتا ہے اور اس سے فیض لینے والے آسانی سے وہاں آ جا سکتے ہیں۔ اور فرمایا از اولیائے مدفونین افادہ واستفادہ جاری است یعنی اولیاء اللہ جو کہ قبروں میں دفن ہیں ان سے فائدہ لینا اور فائدہ دینا جاری ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات میں فرماتے ہیں کہ جس کا دل وسوسوں سے پاک نہ ہو تو وہ اولیاء اللہ کی قبروں پر جائے اور وہاں بھیک مانگے اور فرمایا مشکلات میں صاحب قبر مشکلیں حل کرتے ہیں۔ ایسا ہی حجۃ اللہ البالغہ باب برزخ میں فرمایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں فرمایا کہ بزرگ کی قبر برکت کے حاصل کرنے کے لیے بھی ہوتی ہے ایسا ہی امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بزرگ اور اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زائرین کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول باب زیارت القبور)

چنانچہ زیارت، برکت کے حصول کے لیے اولیاء اللہ کا معمول رہی۔ حضرت شاہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ولی اللہ صاحب اپنے شیخ الحدیث ابراہیم کروں کے حالات میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ دو سال کم وبیش بغداد میں رہے اور حضرت سید عبدالقادر کی قبر پر جاتے اور مراقبہ کرتے اور فیض وہاں سے حاصل کیا کرتے۔ (انفاس العارفین) اور شاہ عبدالرحیم صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنے نانا شاہ رفیع الدین کے مزار پر جایا کرتے اور فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کے مزار فائض الانوار پر تشریف لے جاتے اور آنجناب سے فیوض حاصل کرتے اور پھر فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر جاتے ایک دفعہ آپ نے ظاہر ہو کر مجھے کہا کہ تیرے بیٹا ہو گا۔ اس کا نام قطب الدین رکھنا۔

اور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے باپ عبدالرحیم پڑھ کر واپس گھر آ رہے تھے کہ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر راستے میں پڑھتے جاتے تھے۔ کہ ایک مصرعہ بھول گیا مجھے بڑا قلق ہوا۔ ناگاہ ایک فقیر ظاہر ہوا۔ اور کہا کہ علمے کہ رہ حق نہ نماید بطالت است میں نے اسے پان پیش کیا۔ انہوں نے ہنس کر فرمایا یہ یاد کرانے کا اجر ہے عرض کیا نہیں بلکہ شکرانہ ہے۔ وہ جلدی جلدی چل دیئے نام پوچھنے لگے تو کہنے لگے سعدی میں ہی ہوں۔

ایسا ہی شیخ عبدالحق صاحب اخبار الاخیار فارسی میں فرماتے ہیں کہ شیخ نصیر الدین محمود دہلوی نے فرمایا کہ جس کسی کو کوئی تکلیف پیش آئے وہ محمد ترک نارنولی کی قبر پر آئے۔ امید ہے کہ وہ دشواری دور ہو جائے گی۔

بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں اشعۃ اللمعات جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ لوگ ان کی قبر کی زیارت کرتے اور قبر کی مٹی برائے بخار لے جاتے۔ اور شفا یاب ہوتے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ملا علی قاری جناب معروف کرخی کی قبر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اجابت دعا کے لیے تریاق ہے۔

اور شیخ ابن کثیر عماد الدین حافظ، مفسر، محدث فقیہہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری کی قبر قسطنطنیہ میں مرجع خلائق ہے۔

اور ایسا ہی علامہ ابن حجر، ہیثمی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم کی قبر پر امام شافعی اکثر آیا کرتے اور کہا کرتے کہ کوئی مشکل ہو تو یہاں دعا کرنے سے حل ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس میں فرماتے ہیں کہ ابوالحارث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ذوالنون مصری کی قبر پر جایا کرتے اور مسئلے پوچھا کرتے اور جواب باصواب پاتے۔

اور ابوالولید احمد بن ابی رجا جو امام احمد کے شاگرد ہیں کے حالات میں لکھتے ہیں۔ کہ ان کی قبر ازادان میں ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب قول الجمیل میں اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ قبروں پر جا کر یا روح یا روح کی ضرب لگانے سے صاحب قبر کے ساتھ رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ اور صاحب قبر کی روح متشکل ہو کر مشکلیں حل فرماتی ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے حضور مخدوم جہاں سید علی ہجویری المعروف داتا صاحب کی قبر پر چلہ کاٹا اور فیض یاب ہونے کے بعد فرمایا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

چند حوالہ جات جو درج کیے ہیں ان سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ کا معمول ہے کہ وہ حصولِ برکت اور فیض پانے کے لیے قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔

اور شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی پارہ تیس میں فرماتے ہیں کہ صاحب قبر کہتا ہے "من آیم بجان گر تو آئی بہ تن" یعنی اگر تو بدن سے آئے تو میں جان سے حاضر ہوں۔ اور فرماتے ہیں "ارباب حاجات مے طلبند و مے یابند" یعنی حاجت مند قبر والوں سے مانگتے ہیں اور پاتے ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات میں اور حجۃ اللہ البالغہ میں بڑی بسط سے لکھتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ بعد از انتقال ان فرشتوں میں شامل ہو جاتے ہیں جو "مدبرات" ہیں۔ جس طرح فرشتے اللہ کی جانب سے کاروبار دنیا سرانجام فرماتے ہیں ایسا ہی ان اولیاء اللہ کی روحیں اپنے یاروں کی مدد فرماتی ہیں اور ان کے دشمنوں کو تباہ کرتی ہیں۔ اور ایسا ہی شاہ عبدالحق صاحب نے اشعۃ اللمعات میں اور بیضاوی نے تفسیر فالمدبرات امراً کے تحت اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں سورۃ نازعات میں تحریر فرمایا۔

ایک طرف تو یہ علمائے دین جو مقبول خدا اور زمرہ اولیاء میں شمار ہوتے ہیں فرما رہے ہیں کہ صاحب قبر (ولی) اپنی قبر میں تصرف باذن اللہ فرماتا ہے۔ زائرین کی سلام سنتا ہے۔ آنے والے کو پہچانتا ہے۔ مشکلیں حل کرتا ہے اور دوسری طرف یہ اصحاب العدل والتوحید یعنی معتزلہ رٹ لگا رہے ہیں کہ صاحب قبر کسی کی کلام نہیں سنتا اور نہ ہی فائدہ دے سکتا ہے بلکہ جو اس نیت سے کسی قبر پر جائے کہ صاحب قبر میری آواز سن لے گا اور میری مشکل باذن اللہ حل کر دے گا تو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ الایمان) استغفر اللہ! ان معتزلہ کے بیان کے مطابق تو امام غزالی، شاہ عبد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

الحق، ملا علی قاری، عبدالرحمٰن جامی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز سب مشرک ہوئے۔ جنھوں نے قبروں سے فیض لینے اور چلے کاٹنے کی تعلیم ارشاد کی۔ نوٹ:۔ یہ تمام عبارتیں اصل کتاب سے دیکھ کر ترجمہ لکھ دیا گیا ہے جس کو شک ہو اصل کتاب مولف سے دیکھ سکتا ہے۔

آج تک مسلمان حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم حضرت عمر اور سیدنا امیر حمزہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبور کی زیارت شائع ہے۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر مسلمان فیض و برکت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کارِ خیر کو روکنے کے لیے ان مدعیان توحید نے یہ شاخسانہ کھڑا کیا کہ صاحب قبر تو سنتا ہی نہیں لہٰذا ان کی قبور پر جا کر طلب دعا کرنی اور شفاعت چاہنی لغو بلکہ شرک ہے اور چند شبہات بیان کر دیئے فقیر اس مسئلہ کو دو فصل میں بیان کرے گا۔ فصل اول میں ثبوت سماع موتیٰ احادیث صحیحہ سے بیان ہو گا اور فصل ثانی میں منکرین کے شبہات کا ازالہ کیا جائے گا۔

توکلت علی الله وهو النصير

فصل اوّل

صاحب قبر زائرین کی سلام اور کلام سنتے ہیں۔

1. بخاری شریف، مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب میت قبر میں رکھی جاتی ہے تو وہ جوتیوں کی آواز سنتی ہے۔

2. بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو کنوئیں میں ڈال کر فرمایا۔ کہ کیا تم نے رب کا وعدہ سچا پالیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

میں نے عرض کی کہ آپ ان سے کلام کرتے ہیں جن کے ارواح نہیں آپ نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

3. طبرانی نے بسند صحیح حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی مردہ ایسے ہی سنتا ہے جیسے تم سنتے ہو۔

4. ابوداؤد نے بسند صحیح حضرت براء بن عازب سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مردہ دفن کر کے جب لوگ پلٹتے ہیں تو مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

5. طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ پر حاضر ہوئے۔ جب لوگ دفن کر کے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے تو آپ نے فرمایا کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

6. ابوالشیخ کی حدیث میں عبید بن مرزوق سے مروی ہے کہ ایک عورت مسجد میں رہتی وہ مرگئی اور نبی کریم ﷺ کو اطلاع نہ دی گئی۔ آپ ﷺ قبروں پر گذرے تو پوچھا یہ کس کی قبر ہے لوگوں نے کہا ام محجن کی۔ کہا وہ جو مسجد میں رہتی تھی لوگوں نے کہا ہاں۔ پھر صفیں باندھیں اور اس پر نماز جنازہ پڑھا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا تو نے کونسا عمل اچھا پایا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا سنتی ہے؟ کہا تم اس سے زیادہ نہیں سنتے۔ اور اسے بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بیان فرمایا۔

7. طبرانی نے المعجم الکبیر میں ابوامامہ باہلی سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرجائے تو اس کی قبر ٹھیک بنا کر تمہارا کوئی اس کی قبر کے سر کے پاس کھڑا ہو اور کہے یا فلان بن فلان پس مردہ سنے گا مگر جواب نہیں دے گا پھر کہے فلاں بن فلاں وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ پس وہ کہے گا "ارشدنا رحمك الله"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لیکن تم شعور نہیں کرو گے۔ پھر کہو یاد کر جس پر تو دنیا میں تھا۔ "لا اله الا الله محمد رسول الله رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا وبالقرآن اماما" اس حدیث کو شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی نے بھی غنیۃ میں بیان فرمایا اور کہا حدیث صحیح ہے۔

8. مسلم۔ بخاری۔ ترمذی اور دیگر احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب قبروں پر گذر ہو انہیں سلام پیش کیا جائے۔

9. امام عقیلی اور جلال الدین سیوطی نے روایت فرمایا کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ ابو رزین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا راستہ قبرستان میں سے ہے کیا کوئی ایسا کلام بھی ہے کہ جب میں گزروں ان سے کلام کروں کہا کہو "السلام عليكم يا اهل القبور من المسلمين والمومنين انتم لنا سلف ونحن لكم تبع وانا انشاء الله بكم لاحقون"۔ ابورزین نے کہا یارسول اللہ وہ سنتے ہیں آپ نے فرمایا سنتے ہیں لیکن طاقت نہیں رکھتے کہ جواب دیں۔ شرح الصدور میں حضرت سیوطی نے فرمایا اَیْ جَوَابًا یَسْمَعُهُ الْحَیُّ وَاِلَّا فَهُمْ یَرُدُّوْنَ یعنی ایسا جواب جس کو زندہ سنے ورنہ وہ تو جواب دیتے ہیں۔

10. تفسیر مظہری جلد اول میں نبی کریم ﷺ سے بیان فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ شہداء کی زیارت کیا کرو اور ان پر سلام پیش کیا کرو یہ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو علامہ ابن قیم کی کتاب الروح اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح الصدور ملاحظہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہو گیا کہ صاحب قبر سنتا ہے یہ کیوں سنتا ہے اس لیے کہ قبر میں روح بدن میں لوٹایا جاتا ہے۔ چنانچہ متعدد کتب حدیث میں بروایت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

صحیحہ براء بن عازب سے حدیث مروی ہے کہ جب مومن کا روح نکلتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچتا ہے اور سجدہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کا روح واپس کرو اور اسے جسم میں ڈالو اور پھر اس کا جسم اور روح اکٹھا کیا جاتا ہے اور اس کے بعد منکر نکیر آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور جواب سوال صاحب قبر سے کرتے ہیں اب چونکہ روح اور جسم اکٹھے کر دیئے گئے ہیں لہٰذا حیات بعد از ممات حاصل ہو گئی۔ اور وہ سوال جواب کرنے کے قابل ہو گیا اور ثواب قبر اور عذاب قبر کو محسوس کرنے لگا۔ جب عود روح احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا تو اب کوئی حدیث ایسی نظر نہیں آتی کہ روح کو پھر جسم سے جدا کر دیا جاتا ہے۔

اگر کوئی منکر صحاح ستہ یا دیگر احادیث کی معتبر کتابوں سے نبی کریم ﷺ کی یہ روایت ثابت کر دے کہ پھر روح جسم سے جدا کر دیا جاتا ہے تو انعام کا مستحق ہے۔ یہ معاملہ معاد کا ہے اس میں عقل کا دخل نہیں جب تک نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت نہ ہو جائے۔ محض عقل سے یاوہ گوئی کرنا اچھا نہیں اب یہ حیات قیامت تک قائم ہے۔ اگر اس حیات کو نہ مانا جائے تو ایک عقیدہ کا مسئلہ کہ ”عذاب قبر ہے“ کا انکار لازم آئے گا۔ جو یقیناً کفر ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء السقام میں اور علامہ عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ روح کا جسم سے متصل ہونا تو صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اور دوبارہ موت کسی صحیح حدیث میں نہیں آئی۔ لہٰذا اب جو صاحب قبر کی زندگی سے منکر ہو وہ گمراہ اور بے دین ہے اور پکا معتزلی ہے۔ اور نیز موت سے روح پر اثر نہیں پڑتا کہ وہ اپنے ادارک کو ضائع کر دے بلکہ اس کا ادارک بحال رہتا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف کتاب الجنائز میں ہے کہ جب بدن کو نہلاتے ہیں تو مومن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کی روح اوپر سایہ ڈالے کہتی رہتی ہے۔ قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ مجھے لے چلو مجھے لے چلو اگر روح کا ادراک گم ہو گیا ہوتا تو وہ کیوں کلام کرتا ہے پھر احادیث میں آتا ہے کہ اللہ کی درگاہ میں سجدہ کرتا ہے پھر جب قبر کی طرف لوٹایا جاتا ہے تو فرشتوں سے ہم کلام ہوتا ہے اور پھر قبر اس کے لیے جنت یا دوزخ بنا دی جاتی ہے اور اگر قرآن کا قاری ہوتا ہے تو قبر میں قرآن پڑھتا ہے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ یَمْسَحُ عَیْنَہٗ وَیَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ یعنی اپنی آنکھیں ملتا ہے اور کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھوں۔ اور اگر بدکار ہے تو چیختا ہے اور اس کی آواز سوائے انسان اور جن کے تمام اشیاء سنتی ہیں۔ یہ تمام باتیں حدیث شریف سے ثابت ہیں جن میں کسی قسم کا کلام نہیں اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ فرعونیوں پر دن رات آگ پیش کی جاتی ہے۔ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا (الآیۃ) قرآن اور حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قبر میں روح کے ادراکات بحال رہتے ہیں۔ اسی لیے احادیث میں آیا ہے کہ مردہ اپنے زائر کو جانتا ہے اور اس سے انس پکڑتا ہے جیسا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ دفن کرنے کے بعد میری قبر پر بیٹھنا تا کہ میں تجھ سے انس پکڑوں۔

فاذا دفنتمونی فسنواعلی التراب ثم اقیمواحول قبری قدرماینحرجزور (الخ) پس جس وقت مجھے دفن کرو تو مٹی آہستہ اور نرمی سے ڈالو پھر میری قبر کے گرد کھڑے ہو جاؤ اندازہ اونٹ کے ذبح کرنے اور اس کے گوشت کی تقسیم تک۔ اور اس کے بعد فرمایا حتی استانس بکم تا کہ میں تمہارے ساتھ انس پکڑوں۔ رواہ مسلم۔ اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ روح کے تمام ادراکات بحال رہتے ہیں۔ اور وہ زائرین سے انس پکڑتا ہے۔ اب کوئی بتائے اگر کسی کے آنے کو نہ دیکھا جائے۔ اور اس کی کلام نہ سنی جائے تو انس کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات جلد اول میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ایں اشارت است کہ میت احساس میکند و دردناک میشود بانچہ دردناک میشود بآن زندہ۔

یعنی یہ اشارہ ہے کہ میت احساس بھی کرتی ہے اسی طرح جیسے زندہ احساس کرتے اور درد محسوس کرتے ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب جلد اول میں نہایت نفیس بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کیا ہے کہ مردے نہیں سنتے وہ یہ تو اقرار کرتے ہیں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا لیعلمون یعنی جانتے ہیں۔ تو ان کا علم ماننا صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ بھی روح کے ادراک کو بحال سمجھتی تھیں۔ باقی انشاءاللہ دفع شبہات میں بیان کیا جائے گا۔

مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہو گیا کہ روح میں ویسا ہی ادراک رہتا ہے کہ جیسا کہ دنیا میں تھا۔ اور مومنین کے روح میں اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرماتا ہے اور کافرین کے روح مقید کر دیئے جاتے ہیں۔ مومنین کے روح کی ترقی کی شہادت حدیث بخاری سے ہوتی ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ عنہ کو دو بازو عطا فرمائے جن سے وہ پرواز کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ ان پروں سے مراد قوتیں ہیں کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اشرف المخلوقات مومن کامل کو اپنی عبادت کا یہ اجر ملے کہ اسے پرندہ بنا دیا جائے۔ پرندہ تو خواہ کسی قسم کا ہو انسان کے ہم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پلہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں قوتِ پرواز دے دی گئی کہ جہاں چاہیں جائیں اور یہ بیان اس سے مختص نہیں کہ غیر کو حاصل نہ ہو۔ بلکہ بطور اظہار قدرت۔ عطاء الٰہی بیان کر دیا گیا ہے جیسا کہ کتاب الروح میں ابن قیم اور شرح الصدور میں علامہ جلال الدین حدیث نقل کرتے ہیں کہ مومنین کاملین کی روحیں جب بدن سے جدا ہوتی ہیں تو انہیں اجازت دی جاتی ہے کہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں سیر کریں۔

اس سے روح مومن کی قوت بعد از انتقال ثابت ہے۔ جو قاضی بیضاوی نے تفسیر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں اور شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں بیان کیا کہ روحیں بدن سے جدا ہو کر ملائکہ میں جو مدبرامر ہیں اور جن کا ذکر سورۃ نازعات میں ہے مل جاتی ہیں۔ اور جس طرح ملائکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہواؤں پر' مینہ پر' سبزی پر اور جان داروں پر تصرف کرتے ہیں یہ روحیں بھی تصرف کرتی ہیں اور اپنے دوست کی مدد کرتی اور فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اور ان کے دشمنوں کو تباہ کرتی ہیں اور ایسا ہی خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی تفسیر عزیزی سورۃ نازعات میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہے کوئی جوان جلیل القدر علمائے کرام محدثین عظام اور اولیائے کرام پر کفر و شرک کا فتویٰ چسپاں کرے۔ یہ کہنا کہ قبر والوں کو ندا کرنا' مدد چاہنا' قبروں کی عزت کرنا اور قبروں کا مجاور بننا یہ بریلویوں کی بدعتیں ہیں۔ حاشا و کلا۔ یہ علمائے ربانی کا طریق حقہ ہے اور اولیاء اللہ کا اسوہ ہے کہ صاحب قبر سے فیض لیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے لیکر آج تک اخیار میں طریقہ مروج ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی قبر شریف پر گئے اور کہا استسق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لامتك یا رسول اللہ یارسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمایئے۔

جذب القلوب مصنفہ شیخ عبدالحق بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ مسند امام احمد میں مروان کے تذکرہ میں موجود ہے کہ مروان نے دیکھا کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ قبر اطہر روضہ مقدسہ رسول اللہ ﷺ پر منہ کے بل گرے ہوئے ہیں اور آنکھیں مل رہے ہیں مروان نے کہا یہ کیا ہے۔ کہا میں پتھر کے پاس نہیں آیا۔ رسول کریم ﷺ کے پاس آیا ہوں۔

قال امام المحدثین الامام الھمام ابو عبد اللہ بن حنبل حد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنی عبد الملک بن عمرو حدثنا کثیر بن زید عن داؤد بن صالح قال اقبل مروان یوماً فوجد رجلا واضعا وجھه علی القبر فقال أتدری ما تصنع فاقبل علیه فاذا ھو ایوب فقال نعم جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم ولم آت الحجر

خدارا امام احمد بن حنبل جیسا حدیث دان تو دنیا میں کوئی دکھاؤ۔ ایسا محی السنہ تو کوئی دکھاؤ جس نے جان تو دے دی مگر مسئلہ خلق القرآن نہ مانا۔ کیا انہوں نے یہ شرک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا۔ خدارا انصاف۔

ذرا مشکوۃ شریف باب الکرامات کا مطالعہ فرمالیں۔ بارش بند ہوگئی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کرو۔ فقالت انظروا قبر النبی ﷺ۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ مشکلات میں انبیاء کی قبروں کی زیارت کرو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بارش برسا دے گا۔ دنیا میں جب تھے تو ان کی برکت سے رزق ملتا' ان کے سبب سے بارشیں ہوتیں' ان کے ذریعہ سے عذاب ٹلتے۔ یسقی بهم الغیث وینصربهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعتہ اللمعات جلد چہارم ص 750 پر لکھتے ہیں۔

تخصیص باہل الشام بجہت قرب و جوار و مزید ارتباط ایشاں خواہد بود والا برکت و نصرت ایشاں عالم را شامل است۔ خصوصاً کسے کہ استنصار و استعانت کند از ایشاں۔ یعنی اہل شام سے تخصیص بسبب قرب کے ہے۔ اگر چہ ان کی برکت اور مدد تمام دنیا کو شامل ہے۔ خاص طور پر جو ان سے مدد مانگے۔

شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لفظ استنصار اور استعانت قابل غور ہے۔ یہ وہی لفظ ہے جس پر نجدی شرک شرک پکارتے رہتے ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں هل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم (بخاری) تم مدد نہیں دیئے جاتے اور نہ رزق دیئے جاتے ہو مگر اپنے ضعیفوں کے سبب۔ انه کان یستفتح بمصعا لیك المهاجرین۔ نبی کریم ﷺ تعلیماً مہاجر فقیروں کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔ مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب فضل الفقراء اور اسی باب میں صفحہ 446 پر ہے کہ آپ نے فرمایا فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ کہ تمہیں رزق اور مدد ضعیفوں کے سبب سے دی جاتی ہے۔ اور جب وہ قبر میں آئے تو کیا ان کی ولایت زائل ہوگئی کیا ان کا مرتبہ کم ہو گیا کاش اللہ تعالیٰ سمجھ دے کہ قبر ان کے لیے دنیا سے اعلیٰ مقام ہے اور قبر سے نکل کر جنت میں آئے ہیں وہ خدا کے ہاں صاحب عزت ہیں۔ تو آج آگے سے کروڑوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

گنا ہمارے لیے وہ رحمتوں کا سبب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر جا کر دعا مانگا کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہ دعا کے لیے کبریت احمر ہے اور امام بخاری کی قبر سے بیمار مٹی لے جایا کرتے اور کھاتے۔

جیسا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام بخاری کے حالات میں تحریر فرمایا ہے۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی بایزید کی قبر پر جاتے اور فیض پاتے اور مجدد الف ثانی سرہندی حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر جاتے اور شاہ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ قطب الدین بختیار کاکی کی قبر پر جاتے اور ان کے استاد ابراہیم کردی غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی کی قبر پر جاتے اور خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین اجمیری حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا صاحب کی قبر پر چلے کاٹنے کے لیے آئے۔

(خیرات الحسان' اشعۃ اللمعات' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ' انفاس العارفین (مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب)

مقصود یہ ہے کہ قبروں پر جانا اور جا کر ان سے دعا طلب کرنی اور یہ عقیدہ رکھنا کہ صاحب قبر سنتے ہیں اور دعا کرتے ہیں یہ اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔ جو اس کے خلاف چلتا ہے وہ معتزلہ ہے۔ بدمذہب ہے اور مسلمان کو مشرک کہہ کر خود مشرک اور کافر بننے والا ہے۔

آخر میں مولوی اسماعیل دہلوی مصنف صراط مستقیم کے پیر سید احمد بریلوی کی بیعت کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہے کہ روح کا ادراک بہت قوی ہے۔ اور اس کے نزدیک دوری کوئی شے نہیں وہ بغداد' اجمیر' بخارا اور سہرورد سے ہندوستان والوں کو اس طرح دیکھتی ہے اور ان کا کلام سنتی ہے جیسے نزدیک والوں کا مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میرا پیر جب بیعت ہونے لگا تو بغداد سے روح عبد القادر جیلانی' بخارا سے بہاؤالدین نقشبند' اجمیر سے معین الدین اور سہرورد سے شہاب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی روحیں دہلی تشریف لے آئیں اور ہر ایک روح نے جھگڑا کیا کہ ہم ان کو اپنے اپنے حلقہ میں لیں گے۔ پھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی روح تشریف لے آئی اور آپ نے فرمایا کہ سید احمد صاحب چاروں سلسلوں میں بیعت ہوں گے۔ (صراط مستقیم)

ثابت ہو گیا کہ روحوں کا ادراک بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور وہ کسی بھی ولی کے واقعات اپنے اپنے مقام پر معلوم کر لیتے ہیں۔ اور پھر اسی وقت بغیر کسی وقفہ پہنچ جاتے ہیں اور پھر فیض عطا بھی کرتے ہیں۔ اب منکروں سے پوچھئے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ پیر کہے تو اس پر کوئی فتویٰ نہیں اور سنی حنفی کہے تو اس پر تمسخر کیا جاتا ہے کہ روح کس طرح دنیا میں لوٹتی ہے۔ میاں اب معاملہ اپنے پیر سے نبٹاؤ۔ اسے مشرک کہو۔ بدعتی کہو۔ بریلوی کہو جو منہ میں آئے کہو۔ اہل سنت کا ایمان ہے کہ نیک روحیں آزاد ہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے دنیا میں سیاحت فرماتی ہیں اگر معراج کی احادیث پر غور کرو تو صاف واضح ہو جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور پھر بیت المقدس میں حاضر ہیں اور پھر چھٹے آسمان پر موجود ہیں۔ محدثین ان احادیث کی شروح میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ سب روح کی قوتیں ہیں جو متجسد ہو کر جلوہ فرما رہی ہیں جیسے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے قدرت دی ہے کہ وہ ایک لحہ بلکہ اس سے کم میں سدرۃ المنتہیٰ پہ بھی اور زمین پر بھی مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے کاملین کی روحوں کو بھی طاقت دی ہے روح پہلے ہی نور ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے بعد نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ اب اس کے لیے قرب و بعد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کئی ایسے عزیز ہیں جن کا وجود ہندوستان میں ہوتا ہے مگر ان کی روح کعبہ کا طواف کرتی ہوتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے اور چونکہ وہ جسم پکڑے ہوتی ہے۔ لہٰذا لوگ اس سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

اگر کسی ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرب نوافل کا مرتبہ حاصل کرتے تو پھر پتہ چلتا کہ روح کی کتنی طاقتیں اور قدرتیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں۔ اس سے پہلے کہ دفع شبہات کیا جائے۔ شیخ محقق حضرت عبدالحق دہلوی جنہوں نے اپنی عمر خدمت حدیث میں صرف کی اور مدینہ منورہ سے نبی کریم ﷺ کی بشارت پا کر دہلی میں آئے اور ہندوستان میں سب سے پہلے حدیث کی اشاعت میں مشغول ہوئے آپ نے عربی میں لمعات اور فارسی میں اشعۃ اللمعات مشکوٰۃ شریف کی شرح لکھی ہے آپ کی تحقیق مکمل درج کردی جائے۔ تاکہ سامعین کی تسلی کا سبب ہو۔ یہ صحیح حدیث متفق علیہ صریح موتی (مردوں) کی سماعت کے ثبوت کے لیے ہے۔ اور ان کے علم کے حصول کے لیے اور مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے۔ کہ مردہ آدمیوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ جب وہ دفن کر کے لوٹتے ہیں اور اسی طرح نبی کریم ﷺ کا وہ فعل جو اہل بقیع کی زیارت کے وقت انہیں سلام کرتے تھے اور خطاب کرتے تھے اور خطاب ایسوں کے ساتھ جو نہ سنیں اور نہ سمجھیں، درست نہیں اور نزدیک ہے کہ عبث شمار کیا جائے۔ اور ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر کو خطاب کیا۔ اور شیخ ابن الہمام نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے سماع موتی کا انکار کیا ہے انہیں مسلم کی حدیث میں جواب دیا گیا ہے جو میت کی جوتیوں کی آواز سننا ثابت کرتی ہے اور یہ جو تخصیص کرتے ہیں کہ برائے مقدمہ سوال ہے یہ تخصیص ظاہر کے خلاف ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں اور یہ جو کہا ہے کہ یہ ضرب المثل ہے اور مراد حقیقی کلام نہیں یہ اول سے بھی زیادہ بعید ہے اور ضعیف تر اور منکرین کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت بدر کے مقتولوں کو یسمعون سے تسلیم نہیں کیا' لیکن علماء نے جواب دیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول اوران کا قرآن سے استدلال قبول نہیں کیا گیا اور حضرت علامہ اسماعیل سے جناب احمد قسطلانی شارح بخاری مواہب میں لکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ فہم وذکا اور کثرت روایت اور غوامض علوم میں کافی دسترس رکھتی ہیں لیکن روایت جو معتبر راویوں سے ثابت ہوگئی اس کی رد کی کوئی صورت نہیں۔ مگر نص سے جو اس کی مثل ہو اور دلالت کرے نسخ پر یا تخصیص پر یا استحالہ پر۔ جب کوئی نص ایسی ہے نہیں تو پھر روایت ثقہ کا کس طرح انکار کیا جائے۔ اور قرآن کی آیتوں سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ آیت من فی القبور سے مراد کافر ہیں اور عدم سماع سے مراد اجابت حق (حق کو قبول نہ کرنا) ہے۔ اس دلیل سے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی نیز مواہب میں فرمایا کہ ابن اسحاق نے مغازی میں صحیح روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے۔ مانند روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایسا ہی صحیح سند کے ساتھ امام احمد بن حنبل نے مسند میں بیان کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے۔ بسبب اس کے کہ سماع موتی کی صحیح روایات کبار صحابہ سے ثابت ہیں اور وہ بدر میں موجود تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود نہ تھیں۔ (اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو روایت بخاری میں ہے اس سے ثابت ہے کہ وہ علم کو تسلیم کرتی ہیں اور علم سمع سے اقوی ہے کیونکہ علم بغیر سنے اور دیکھے ہو نہیں سکتا مترجم) اور موتی کے علم اوران کی شناخت زیارت کرنے والوں کے متعلق اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں اور روح کے باقی ہوتے ہوئے اس کی سماعت اور علم کے زوال کی کون سی دلیل ہے۔ اور کتاب اور سنت اس سے بھری ہوئی ہے پس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس کا منکر یا تو جاہل ہوگا یا منکر دین ہوگا۔

(اشعۃ اللمعات جلد سوم کتاب الجہاد باب حکم الاسراص 401-399)

اور جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ جان کہ تمام اہل سنت و جماعت اعتقاد رکھتے ہیں۔ روح کے ادراکات کا مثل علمِ وسمع تمام اموات کے لیے انسانوں میں سے خصوصاً انبیاء علیہم السلام اور قطعی طور پر ہر میت کو زندگی دی جاتی ہے قبر میں چنانچہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ بعداز حیات قبر میں دوسری دفعہ موت نہیں آتی ہے بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کا قیامت تک ادراک کرتا ہے اور شک نہیں کہ ادراک کے لیے حیات شرط ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال سے ثابت ہوگیا کہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ مردے سنتے ہیں اب ذرا ان لوگوں کے مغالطہ کی طرف خیال کرو کہ حنفی علما عدم سماع کے قائل ہیں کیا وہ اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہو کر اہل سنت میں شمار ہو سکتے ہیں مفصل دفع شبہات میں لکھا جائے گا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فصل دوم شبہات کے رد میں

شبہ قرآن مجید میں ہے اِنَّكَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتىٰ اور وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ یہ دونوں آیات عدم سماع موتےٰ پر دلالت کرتی ہیں۔

جواب (1) اگر پوری آیت پڑھ کر شبہ کرتے تو جواب موجود تھا۔ مگر بوجہ تعصب جن کا علاج کسی کے پاس نہیں صرف ایک ٹکڑا لے لیا پوری آیت انك لا تسمع الموتىٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرين وما انت بهدى العمى عن ضلالتهم اِنْ تُسْمِعُ اِلَّامَنْ يُّؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُوْنَ سورۃ نمل (آیت ۸۰،۸۱) اور ایسا ہی سورۃ روم (آیت ۵۲،۵۳) میں صرف ف کے فرق سے ہے اور سورۃ فاطر میں ہے۔ وما انت بمسمع مَنْ فِي الْقُبُوْرِ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ تینوں جگہیں قرآن مجید سے نقل کردی گئی ہیں۔ ان میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس میں یہ ہو کہ مردہ نہیں سنتا اور نہ ہی کسی مفسر نے یہ معنی درج کیے ہیں کہ آیت میں قبر والوں کے نہ سننے کا بیان ہے تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ موتی اور من فی القبور سے مراد کفار ہیں اور سمع سے مراد وہ سننا ہے جو مفید ہو اور قبول کیا جائے۔ تمام متداول تفاسیر میں یہی معنی درج ہیں۔

(2) اگر موتی سے مراد مردہ حقیقی مراد لیا جائے تو قرآن اور حدیث میں تعارض آئے گا اور یہ اہل قرآن کی حمایت ہوگی کیونکہ وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ متداول کتب حدیث میں ایسی روایتیں درج ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں۔ عجب ہے کہ اہل حدیث ہو کر اہل قرآن کی حمایت کی جارہی ہے۔

(3) تمام محدثین متفق ہیں کہ بخاری و مسلم میں کوئی حدیث وضعی نہیں بلکہ ضعیف بھی نہیں تو جب قرآن کے متعارض مانی جائیں تو پھر وضعی ہونے میں کیا شک۔ اہل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حدیث ہوکر بخاری اور مسلم پر یہ بدظنی تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

(4) نبی کریم ﷺ معلم قرآن ہیں اگر مردہ حقیقی مراد ہوتا تو حضور علیہ السلام سے کوئی راوی بیان کرتا کہ آپ نے اس آیت کے معنی بیان کرتے وقت کفار مراد نہیں لیے اگر کوئی رعایت ہو جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہو کہ مردہ حقیقی نہیں سنتا تو وہ پیش کرو۔

(5) اگر آیت میں مردہ حقیقی کے نہ سننے کا بیان ہوتا اور احادیث صحیحہ مشہورہ میں سننے کا ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ قرآن کے خلاف تعلیم دیتے رہے ہیں۔ حاشا وکلا۔

(6) لہٰذا آیات میں موتٰے اور من فی القبور سے مراد کفار ہیں جیسا تفسیر خازن۔ ابن کثیر' کبیر' مظہری وغیرہ سے ثابت ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ آپ کفار کو ہدایت نہیں دے سکتے اور نہ بہرے (کافر) کو ہدایت سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ دے کر چلے اور نہ تو اندھوں (کفار) کو ان کی گمراہی سے ہدایت دے سکتا ہے آپ نے تو صرف ان کو سنانا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں پس وہ مسلمان ہیں ظاہر ہے اسماع جس کی نفی کی جا رہی ہے وہی ہے جس کا اثبات کیا جا رہا ہے یعنی ایک گروہ سے اسماع کی نفی ہے اور دوسرے گروہ سے اسماع کا اثبات ہے۔ وہ مردہ جو مومن کے مقابل ہے وہ کافر ہے اسی لیے تمام مفسرین نے موتٰے سے کفار مراد لیے اور لکھا کہ یہ آیت انك لتهدی الی صراط مستقیم (شوریٰ آیت ۵۲) اور انك لا تهدی من احببت ولكن الله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم (القصص آیت ۵۶) کی تفسیر ہے اور سورۃ فاطر میں کفار سے اسماع کی نفی فرما کر کہا ان انت الا نذیر یعنی ہدایت تیرے ذمہ نہیں تو صرف مبلغ ہے ہدایت دینا یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دیکھ لیا قرآن مجید اور حدیث پاک کی مطابقت ہوگئی اور اہل قرآن کے غلط خیالات کا قلع قمع کر دیا۔ کاش قرآن علم والوں سے سمجھ لیتے تا کہ خود رائے بن کر جہنم میں نہ گرتے۔

7. اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ موتی سے مراد حقیقی مردہ ہے تو پھر مخالف کا مدعا پورا نہیں ہوتا۔ دعویٰ یہ ہے کہ آیت میں سمع موتی کی نفی ہے حالانکہ آیت میں اسماع کی نفی ہے نہ کہ سمع کی، دعویٰ تو ہے نفی سماع کا اور دلیل نفی اسماع کی۔ یہ کہاں کی عقل ہے۔

کیا اسماع اور سمع میں فرق نہیں؟ علامہ زرقانی شرح مواہب جلد اول میں فرماتے ہیں لان الاسماع هوا بلاغ الصوت من المسمع فی اذن السامع یعنی اسماع یہ ہے کہ سنانے والا سننے والے کے کان میں آواز پہنچائے تو معنی یہ ہوئے کہ اے مخاطب تو قبر والوں کے کان میں آواز نہیں پہنچا سکتا فاللہ تعالیٰ هو الذی اسمعهم وہ اللہ تعالیٰ ہے جو تمہاری آواز ان تک پہنچاتا ہے۔ جیسے فرمایا کہ تم نے قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔ یا فرمایا ہے تو نے نہیں پھینکا کنکریوں کو جب تو نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا تو نفی قدرت مطلق کی ہوئی نہ کہ نفی فعل ہوئی۔ حالانکہ صحابہ نے ہی قتل کیا اور نبی کریم ﷺ نے ہی کنکریاں پھینکیں۔ ایسا ہی یہاں بھی ہے کہ سنانے والے کی آواز موتی کو اللہ تعالیٰ ہی پہنچاتا ہے۔ کیونکہ موتے برزخ میں ہے اور زندہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بعد رابطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر پر آ کر درود پڑھے میں اسے سنتا ہوں تو (اللہ تعالیٰ ہی بندے کی آواز خاک کے تودوں میں گذار کر حضور نبی کریم علیہ السلام کے کان میں ڈالتا ہے۔ واللہ غالب علی امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون ط پس ان آیات شریفہ میں سننے کی نفی ہرگز ہرگز نہیں بلکہ آواز ان تک پہنچانے کی نفی ہے اور آواز اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تعالٰی پہنچا تا ہے۔صرف تفسیر ابن کثیر کی عبارت نقل کرتا ہوں۔تا کہ ثابت ہو جائے کہ موتی سے مراد کفار ہیں۔

انك لا تسمع الموتیٰ اے لا تسمعهم شیئا ینفعهم یعنی لا تسمع الموتےٰ کے معنی یہ ہیں کہ تو انہیں وہ کچھ نہیں سنا سکتا جس سے وہ فائدہ پائیں۔

8. تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں فیہ احتمال معنیین یعنی اس میں دو معنوں کا احتمال ہے۔

الاول ان یکون بیان کون الکفار فی سماعهم کلام النبی والوحی النازل علیه دون حال الموتیٰ پہلا یہ کہ کفار نبی کریم کی کلام اور وحی جوان پر نازل ہوتی ہے سننے میں مردوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔اس واسطے کہ اللہ تعالٰی اور نبی علیہ السلام اس شخص کو جو مر گیا اور دفن کیا گیا سنوا سکتے ہیں۔مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہو گیا کہ آیت میں نہ تو مردوں کے سننے کی نفی ہے اور نہ ہی منکر کے لیے دلیل ہے بلکہ موتے سے مراد کفار ہیں اور سننے سے مراد قبول کرنا ہے یعنی یہ کفار جن پر اللہ تعالٰی کی مار و پھٹکار ہے تو تیری وعظ سے فائدہ نہیں پائیں گے جیسا کہ سورۃ اعراف میں ہے۔

نطبع علی قلوبهم فهم لا یسمعون

ہم ان کے دلوں پر مہریں کر دیں گے پھر وہ نہیں سنیں گے۔

اور فرمایا

ولهم اذان لا یسمعون بها

یعنی ان کافروں کے کان تو ہیں لیکن ان کے ساتھ سنتے نہیں۔

اور سورۃ یونس میں فرمایا

ومنهم من یستمعون الیك افانت تسمع الصم ولو کانو لا یعقلون

ومنهم من ینظر الیك افانت تهدی العمی ولو کانوا لا یبصرون

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اوران میں سے کوئی وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگر چہ انہیں عقل نہ ہو اوران میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے تو کیا تم اندھوں کو راہ دکھا دو گے۔ اگر چہ وہ نہ سوجھیں۔

قرآن میں کثرت سے کفار کو موتی' اندھا' بہرہ کہا گیا ہے۔ اور نہ سننے سے مراد فائدہ نہ پانا اور قبول نہ کرنا مراد لیا گیا ہے۔ نہ کہ ان وجودوں کے متعلق جو قبروں میں ہیں۔ قرآن میں تعارض نہیں اختلاف اگر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی نہیں لو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافاً کثیرا (النساء آیت ۸۲) اگر یہ کتاب غیر اللہ سے ہوتی تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ سماع موتی ثابت کرے اور دوسری جگہ سماع موتی کی نفی کرے قرآن مجید میں آتا ہے کہ جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو تمام قبروں والے سنیں گے یسمعون الصیحۃ بالحق سچائی سے قبروں والے چیخ کی آواز سنیں گے۔

تفسیر مظہری جلد نہم ص 77 پر ہے۔

الاموات یسمعون باذن الله تعالیٰ فان الاموات والجمادات فی الاستماع اذا راد الله تعالیٰ کالاحیاء فان الموجودات لا تخلو عن نوع الحیوٰۃ کما حققنافی تفسیر سورۃ ملك وکذا انعقده الاجماع علی عذاب القبر علی الروح والجسد جمیعا

تحقیق مردے سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے تحقیق مردے اور جمادات سننے میں جب اللہ تعالیٰ چاہے زندوں کی مانند ہیں پس تحقیق موجودات میں سے کوئی بھی حیات سے خالی نہیں جیسا کہ ہم نے سورۃ ملک کی تفسیر میں تحقیق کیا اور اسی طرح عذاب قبر پر اجماع ہوا روح اور جسم دونوں پر اور آگے مقتولین بدر کی حدیث بیان کی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

الحمدللہ واضح ہو گیا کہ شبہ محض شبہ ہی تھا جس میں ذرہ بھی روح نہ تھی۔ اہل سنت کا مذہب قرآن اور حدیث کی رو سے سچا اور حق ہے۔

شبہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے سماع موتی کا انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو وہم ہو گیا کہ یعلمون کے بجائے یسمعون روایت کرنے لگے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

جواب:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار اس مسئلہ میں حجت نہیں ہو سکتا جیسا کہ پیچھے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت اشعۃ اللمعات سے نقل کی گئی ہے۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار اپنے اجتہاد کے سبب ہے۔ کیونکہ وہ اس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے کوئی روایت نہیں کرتیں۔ بلکہ قرآن مجید کی آیت کا حوالہ دیتی ہیں۔ حالانکہ دوسرے صحابہ کرام' حضرت انس بن مالک' حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابورزین' حضرت عمر' حضرت ابو امامہ باہلی وغیرہ وغیرہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں یہ اصول حدیث میں طے ہو چکا ہے کہ جب تک روایت کا نسخ ثابت نہ ہو جائے کسی غیر نبی کے اجتہاد سے وہ روایت چھوڑی نہیں جاتی۔ جیسا کہ علامہ زرقانی شرح مواہب جلد اول ص 435 پر نقل فرماتے ہیں۔ وقال اسماعیلی کان عند عائشة رضی الله تعالیٰ عنها من الفهم والذکاء لکن لا سبیل الی رد روایة الثقته الا بنص مثله یدل علی نسخه او تخصیصه او استحاله۔ یعنی اسماعیلی نے بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صاحب فہم و ذکا تھیں لیکن ثقہ روایت کی رد کی طرف کوئی سبیل نہیں مگر اس کی مثل نص ہو۔ جو اس کے نسخ پر یا تخصیص پر دلالت کرے۔ یا استحالہ شرعی قائم کیا جائے۔

فکیف یصار الی انکار ها مع انتفاء ثلاثة پس تینوں باتوں کے نہ ہوتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہوئے انکار کی طرف کس طرح جایا جائے۔ پس حضرت عائشہ کا انکار حجت نہیں ہوگا۔

2. انك لا تسمع الموتی اُنبی کریم ﷺ کے فرمان انهم يسمعون کے منافی نہیں کیونکہ آیت میں اسماع کی نفی ہے اور حدیث میں سمع کا ثبوت ہے اور اسماع اور سمع دونوں متعارض نہیں کہ جمع نہ ہوسکیں جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسماع آواز کا سننے والے تک پہنچانا ہے اور سمع آواز کا سننا ہے۔ مردے سنتے ہیں لیکن آواز پکارنے والا نہیں پہنچاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے آواز پہنچاتا ہے۔

(3) اور حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا انهم ليعلمون یہ بھی سماع موتی کے مخالف نہیں۔ کیونکہ علم سماع کو منع نہیں کرتا چنانچہ علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔

اذ العلم لا يمنع السماع بل تويد ها لان علم المخاطب فی العادة انما يكون بسمعه۔

یعنی علم سماع کو منع نہیں کرتا بلکہ اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ مخاطب کا علم عادت میں سننے سے ہوتا ہے اور ایسا ہی علامہ بیہقی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ارقام فرمایا ہے پس روایت یعلمون، یسمعون کی مؤید ہوگئی اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بھی اہل سنت و جماعت کی تائید میں رہا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

(4) علماء نے تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری میں درج ہے بعینہ ایسی روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسند امام احمد میں ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جناب ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مسئلہ سے رجوع فرمالیا تھا جیسا کہ علامہ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔

فكانها رجعت عن انكار لا ثبت عندها من رواية هو لاء الصحابة الذين روو االقصته وهم فصحاء عارفون بمواقع الكلام۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جب ان کے نزدیک ان صحابہ کی روایت جو موقع پر حاضر تھے اور فصیح سمجھنے والے تھے سے ثابت ہو گیا تو آپ نے رجوع کر لیا جیسا کہ متعدد مسائل میں ان سے ثابت ہے۔(مترجم)

(5) خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بروایت ترمذی ثابت ہے کہ وہ عبد الرحمٰن بن ابوبکر کی قبر پر گئیں اور ان سے کلام کیا جیسا کہ پیچھے ذکر احادیث میں لکھا جا چکا ہے اگر ان سے رجوع ثابت نہ ہوتا تو کیا انہوں نے جو قبر پر جا کر خود کلام کیا وہ لغو تھا اور نیز ان سے سلام علی الموتیٰ کی روایت بھی صحاح میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بھی جنت البقیع میں گئے آپ نے موتے پر سلام کہا اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ نبی لغو سے معصوم ہے۔ اگر موتے نہ سنتے ہوتے تو نبی کریم ﷺ کا خطاب لغو ہی ہوگا (معاذ اللہ) جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت جلد دوم میں اور اشعۃ اللمعات جلد سوم میں تحریر فرمایا ہے اور ابن قیم کی کتاب الروح میں ہے سلام کہنا صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ سنتا ہے کیونکہ جو نہ سنے اسے سلام کہنا مشروع ہی نہیں اور شریعت لغو سے پاک ہے۔

شبہ:۔ فقہائے احناف سے کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

جواب:۔ سب سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ فقہائے احناف کے نزدیک روح کو موت نہیں اور وہ اسی طرح قائم ہے جیسے پہلے تھی اور موت سے اس کے ادراک میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کافی میں ہے۔

الروح لا یموت لکنہ زال عن قالب فلاں و اللہ تعالیٰ قادر علی اعادۃ

یعنی روح میت نہیں وہ تو صرف بدن سے جدا ہوگئی اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ دوبارہ اسے بدن میں لے آئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

علامہ نسفی عمدۃ الکلام میں فرماتے ہیں الروح لا تغیر بالموت۔ روح موت سے متغیر نہیں ہوتی پس فقہا کے نزدیک موت جسم پر وارد ہوتی ہے اور نہ سننا بھی جسم کے لیے ہے ورنہ روح سنتی ہے اور زندہ ہے۔

(2) تمام فقہائے کرام زیارت قبور میں اموات پر سلام اور ان سے خطاب و کلام تسلیم فرماتے ہیں اور اسے سنت بتاتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ خطاب اور سلام واضح دلیل ہے سماع کی جیسا کہ پیچھے ثابت ہو گیا ہے لہٰذا یہ سلام اور خطاب مردہ سے نہیں بلکہ زندہ سے ہے اور زندہ روح ہے جس میں کوئی تغیر نہیں۔

(3) عینی جو مشہور محدث اور فقیہ ہیں اور آپ حنفی ہیں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الاذان بعد ذہاب الوقت میں فرماتے ہیں روح جوہر لطیف نورانی ہے جزئیات اور کلیات کا مدرک۔ غذا سے بری اور متحلل ہونے سے خالی اور اسی لیے فنا کے بعد قائم رہتا ہے۔ کیونکہ اسے بدن کی حاجت ہی نہیں اور ایسا جوہر عالم عنصری سے نہیں بلکہ عالم ملکوت سے ہے اور اس کی شان ہے کہ وہ خلل بدن سے نقصان نہیں پاتا اور لذت اور درد حاصل کرتا ہے اور اس پر قرآن کی یہ آیت دلیل ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عندربھم یرزقون

اور نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے کہ جب مردہ نعش رکھی جاتی ہے اس کی روح نعش پر سایہ افگن رہتی ہے اور کہتی ہے اے میرے گھر والو اے میرے بچو۔

(4) یہی امام اسی کتاب میں اس حدیث کے تحت کہ میت کو اپنے اہل کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے لکھتے ہیں معنی حدیث کے یہ ہیں کہ لوگ جو مردے پر روتے ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مردے کوان کا رونا سن کر صدمہ ہوتا ہے۔ خدارا انصاف۔ فقہائے کرام تو روح کے لیے سننا۔ معذب ہونا لذت پانا مان رہے ہیں پھر کہنا کہ سماع موتی کے قائل نہیں کیا معنی!

سنئے فقہاء کرام کے نزدیک موتی صرف بدن ہے۔ اور روح کو وہ زندہ مانتے ہیں دیکھئے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔

چوں آدمی میرد روح را اصلا تغیر نمی شود چنانچہ حامل قوی بود حالا ہم است شعور و ادراک کہ داشت حالا ہم دارد بلکہ صاف تر و روشن تر

یعنی جب آدمی مرتا ہے اس کے روح میں کوئی تغیر نہیں ہوتا جس طرح پہلے قوتیں رکھتا تھا اب بھی رکھتا ہے۔ شعور و ادراک کہ پہلے رکھتا تھا اب بھی رکھتا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ صاف اور روشن۔

کیا شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہدایہ فتح القدیر نہیں پڑھی تھی اور نہیں جانتے تھے کہ مسلک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو اس کے خلاف ہے جو میں کہہ رہا ہوں اور سنئے ان کے برادر خورد شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں زیر آیت "وما انت بمسمع من فی القبور" فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردہ کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سنتا۔

5. مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہو گیا فقہائے احناف کے نزدیک بدن نہیں سنتا اور اسی سے وہ نفی کر رہے ہیں مگر روح کے سننے دیکھنے سے کسی کو بھی انکار نہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد اول باب زیارت قبور میں زیر حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ وہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو پردہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لے کر قبر انور پر تشریف لے جاتیں۔ لکھتے ہیں دریں حدیث دلیل واضح است بر حیات میت وعلم وے وانکہ واجب است احترام میت نزد زیارت وے خصوصاً صالحان مراعات ادب برقدر مراتب ایشان چنانچہ درحالت حیاتِ ایشاں بود زیرا کہ صالحان رامدد بلیغ است وزیارت کنندگان خود را بر اندازہ ادب ایشاں۔

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے میت کی حیات اور علم پر اور جو کچھ میت کی عزت واجب ہے زیارت کے وقت چنانچہ نیکوں کی ان کی قدر کے مطابق عزت کرنا جیسا کہ ان کی حیات میں تھی کیونکہ ولیوں کی بڑی مدد ہے اپنے زیارت کرنے والوں کے لیے ان کے ادب کے اندازہ کے مطابق۔

پس احناف کے نزدیک میت حقیقی بدن ہے اور وہ نہیں سنتا۔ اور روح میت اضافی ہے اور وہ سنتا ہے اہل سنت و جماعت قبر میں حیات اضافی بدن کے لیے مانتے ہیں نہ کہ روح کے لیے کیونکہ وہ روح پر تو موت کا وارد ہونا قبول ہی نہیں کرتے۔

(6) مسئلہ فقہ میں ایمان کا ہے زید نے قسم کھائی کہ میں بکر سے کلام نہیں کروں گا وہ فوت ہو گیا تو زید نے اس سے کلام کیا۔ کیا وہ حانث ہو گا؟ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ موت کے بعد کلام عرف میں کلام نہیں اور ایمان کا دارومدار عرف پر ہے۔ لغت اور شرع پر نہیں۔ جیسے کسی نے کہا کہ اگر میں گھر میں بیٹھوں یا چھت کے نیچے بیٹھوں یا چراغ کی روشنی میں بیٹھوں یا فرش پر بیٹھوں تو میری عورت پر طلاق۔ اس کے بعد وہ مسجد میں بیٹھا یا سورج کی روشنی میں بیٹھے یا آسمان کے نیچے بیٹھا یا زمین پر بیٹھا تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہو گی اگرچہ مسجد کو قرآن میں بیت اور آسمانوں کو سقف اور سورج کو سراج اور زمین کو فرش کہا گیا ہے مگر عرف میں ایسا نہیں لہٰذا اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اسی طرح کلام عرف میں صرف اس دنیا میں محصور کی جاتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے مسئلہ صرف اس قدر ہے باقی بعض کتابوں میں جو اس کی یہ علت نکالی گئی کہ یہ اس لیے ہے کہ مردہ نہیں سنتا یہ ان معتزلوں کا مذہب ہے جو عمل میں حنفی اور عقیدہ میں معتزلہ ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہادی مسائل پر عمل کرنے والے معتزلہ بھی ہیں اور مرجیہ بھی ہیں لہٰذا علمائے محققین نے فرق کر دیا ہے کہ روح کے جماد ہونے کا قائل ہو اور اس کے ادراکات کا منکر ہو اور کہتا ہو کہ اس میں اب سننے اور دیکھنے کی قوت نہیں وہ آلات سے ہی سنتا اور دیکھتا ہے وہ یقیناً امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک پر نہیں۔ کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک تو یہ ہے کہ روح موت سے متغیر نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بعض لوگوں نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر افترا باندھا کہ غرائب فی تحقیق المذاہب میں لکھا ہے کہ امام اعظم نے دیکھا کہ بعض لوگ قبروں پر آتے ہیں خطاب کرتے ہیں۔ طالب دعا ہوتے تو آپ نے فرمایا کہ کیا انہوں نے جواب دیا ہے انہوں نے کہا نہیں پس امام صاحب نے کہا تمہیں تباہی ہو ہلاکت ہو ان اجساد سے کس طرح باتیں کرتے ہو جو جواب نہیں دے سکتے۔ کسی شے کے مالک نہیں اور آواز نہیں سنتے اور پھر پڑھا وما انت بسمع من فی القبور۔ تفہیم المسائل ص 91۔ یہ ہے ان لوگوں کے ایمان کا فوٹو کہ نہ انصاف کی کتب عقائد پر نظر کی اور نہ ہی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی کتابیں دیکھیں اور امام صاحب پر افترا گھڑ دیا۔ اگر کوئی اس کا جواب دے سکے تو مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام پائے۔

i. امام صاحب کی یہ حکایات امام صاحب کے کس شاگرد نے بیان کی۔

ii. یہ حکایت امام محمد یا امام ابو یوسف کی کس کتاب میں ہے۔

iii. مسئلہ سماع موتے علمائے احناف کے ہاں مختلف فیہ رہا۔ کس مفتی نے اپنی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تائید میں اسے نقل کیا۔ مثلاً عالمگیری، شامی، قاضی خاں، مشہور فتوؤں کی کتابوں میں کہاں ہے۔

iv. یہ غرائب کتاب کس نے تالیف کی اور وہ کونسا انسان ہے اور اس کی زندگی کے حالات کیا ہیں۔

v. کس مطبع میں کتاب چھپی اور کس سن میں چھپی۔

vi. اگر ان کا جواب نہ دے سکو اور تا قیامت نہیں دے سکو گے انشاء اللہ تو بزرگوں پر افتراء باندھنے سے باز آجاؤ۔

vii. تمام فقہائے کرام باب زیارت میں لکھتے ہیں کہ مردے کے پاؤں کی طرف سے آؤ اور مردے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوؤ تاکہ مردے کو دیکھنے کے لیے سر نہ اٹھانا پڑے اور جب روضہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے جاؤ۔ تو پہلے سید المرسلین ﷺ پر سلام عرض کرو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اور پھر کہو کہ ہم تم دونوں کو نبی کریم ﷺ کی درگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں ہماری شفاعت کرو۔ (عالمگیری، مناسک ملا علی قاری)

کیا یہی احناف سماع موتے کے قائل نہیں یا اپنے مذہب کے خلاف کہہ رہے ہیں؟

فقہاء کی کلام سمجھنے کے لیے علم و عقل کی ضرورت ہے۔ مگر تعصب تو عقل و علم سے دور ہو جاتا ہے۔

آخر پر ایک مقتدر، محدث، فقیہہ، جلیل القدر عالم کی شہادت درج کی جاتی ہے۔ جو احناف میں مقبول اور مقتدر ہستی ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

هذا منهم مبنی علی ان مبنی الایمان علی العرف فلا یلزم نفی حقیقة السماع کما قالوا فیمن حلف لا یاکلوا اللحم فاکل ا لسمك مع انه تعالی سماه لحما طریا۔ یعنی ہمارے علماء کا کلام'' کہ بعد موت کلام سے قسم نہیں ٹوٹے گی'' اس پر مبنی ہے کہ قسم کی بنا عرف پر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مردے نہیں سنتے۔ جس طرح ہمارے علماء نے فرمایا کہ کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا اور اس نے مچھلی کھائی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو تازہ گوشت کہا ہے۔ تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ عرف میں مچھلی کو گوشت نہیں کہتے۔

اور اسی طرح جو حدیث کی تخصیص کرتے ہیں۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں ان الاختصاص لایصح الا بدلیل وھو مفقود

اور سننا میت کا خاص کرنا ساتھ سوال جواب کے اس کو رد کرتا ہے کیونکہ اختصاص نہیں صحیح ہوتا مگر ساتھ دلیل کے اور دلیل گم ہے۔ اور فرمایا ہے۔

مع ان ماور دمن السلام علی الموتیٰ یرد علی التخصیص باول احوال دفن پس فقہائے کرام کا انکار صرف جسم سے ہے۔

آج سے ستر برس پہلے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت محی السنۃ قاطع بدعۃ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ اپنی مشہور کتاب حیات الموات فی بیان سماع الاموات ص 201 پر لکھ چکے ہیں۔

بحمد اللہ سبیل واضح ہے کہ اثبات سماع روح کے لیے ہے اور انکار سماع بدن پر محمول۔

احادیث کثیرہ میں آیا ہے کہ ان المیت یسمع بے شک مردہ سنتا ہے۔ کیا یہ بھی کسی حدیث میں آیا ہے کہ۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

المیت لایسمع۔ کہ میت نہیں سنتی۔

اگر کسی کے پاس کوئی حدیث عدم سماع موتی پر ہو تو وہ پیش کرے اور انعام پائے۔

الحمدللہ۔ کتاب اللہ۔ حدیث مصطفیٰ ﷺ اور علمائے حقانی کے ارشادات سے واضح ہوگیا۔ کہ مردے سنتے ہیں۔ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ علامہ شامی شرح تنویر کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

آداب الزیارۃ ما قالوا من انه یاتی الزائر من قبل رجل الموتی لا من قبل راسه لانه اتعب لبصرا لینا بخلاف الاول لانه یکون مقابل بصرہ۔

زیارت قبور کے آداب میں سے ایک بات یہ ہے جو علماء نے کہی ہے کہ زیارت کو قبر کی پائینتی سے آوے نہ سرہانے سے کہ اس میں میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی۔ اور پائینتی کی طرف سے جائے گا تو اس کی نظر کے سامنے ہوگا۔

ایسا ہی ملا علی قاری نے فرمایا

من اداب زیارۃ القبور مطلقاً ما قالوا من انه یاتی الزائر من قبل رجل المتوفی لامن قبل راسه فانه اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانه یکون مقابل بصرہ ناظر الی جھة (ارشاد الساری ص333)

اور ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے

قد انکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض محتجین بان المیت جماد لاحیاۃ له ولا ادراك

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بعض معتزلہ اور رافضی عذاب قبر سے منکر ہوئے۔ یہ حجت لا کر کہ مردہ جماد ہے نہ اس کے لیے حیات اور نہ ادراک۔

معلوم ہو گیا جو حیات اور ادراک کا منکر ہو وہ معتزلہ یا رافضی ہے اہل سنت و جماعت سے نہیں۔

طحاوی علی المراقی الفلاح میں ہے۔ الاحادیث والاثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم به المزور وسمع سلامه وانس به ورد علیه وهذا عام فی حق الشهداء وغيرهم۔

احادیث اور آثار دلیل ہیں کہ جب زائر آتا ہے مردے کو اس پر علم ہوتا ہے اس کا سلام سنتا ہے اور اس سے انس پکڑتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے یہ بات شہداء اور غیر شہداء میں برابر ہے۔

اب احناف کا مذہب صاف ہو گیا کہ مردہ سنتا ہے۔ سلام کا جواب دیتا ہے اور انس پکڑتا ہے۔ حضرت علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم جلد چہارم فصل ہفتم باب دہم میں لکھتے ہیں اس بات پر بہت سی آیتیں اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ موت سے روح نیست نہیں ہوتی نہ اس کا ادراک فنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ شہداء کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتاً بل احياء عند ربهم يرزقون اور ایسا ہی حدیث بدر کے مقتولوں کے بارے میں یہ حدیث نص ہے شقی کی روح کے باقی اور اس کے ادراک و معرفت بحال رہنے کے باب میں اور آیت نص تھی شہدا کی ارواح میں اور میت کی دو ہی قسمیں یا سعید یا شقی اور حدیث صریح نص ہے کہ موت صرف حال کے بدلنے کا نام ہے۔ اور عمر بن دینار فرماتے ہیں کہ جو میت مرتی ہے وہ جو کچھ اس کے گھر اس کے بعد ہوتا ہے جانتا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یہاں تک لوگ مردے کو غسل اور کفن دیتے ہیں اور وہ ان کو دیکھتا ہے۔اور حضرت مالک بن انس کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے۔ کہ مومنوں کی روحیں چھوٹی رہتی ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ مردہ اپنے غسل دینے والے اٹھانے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانا کرتا ہے۔

اہل حدیث گروہ کے دو اکابر کا فیصلہ

وحید الزماں جو اہل حدیث کے گروہ کے نزدیک ایک مقتدر عالم، قرآن کا مفسر اور کتب احادیث کا شارح مانا جاتا ہے شرح مسلم جلد ششم ص 358 مطبع کراچی پر فرماتے ہیں فائدہ اور سننے میں تم اور وہ برابر ہیں اس حدیث سے صاف سماع موتی ثابت ہوتا ہے عام اس سے کہ کافر ہوں یا مسلمان اور دوسری حدیثیں بھی اس کی تائید کے لیے وارد ہیں اور اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ موتی سنتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو سلام کرنے کا حکم ہے اور انہوں نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ سماع موتی کے منکرین کا رد امام نووی نے شرح مسلم میں تحت حدیث مقتولین بدر فرمایا ہے اور مختار مذہب اس کو قرار دیا ہے کہ موتی سنتے ہیں۔

2. ابن قیم نے کتاب الروح میں کئی حدیثیں اس مضمون کی بیان کی ہیں کہ مردوں کو زیارت کرنے والا کا علم ہوتا ہے اور مردہ ان کے ساتھ انس پکڑتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ نہیں زیارت کرتا کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی اور بیٹھتا ہے وہاں لیکن وہ انس پکڑتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے اٹھے۔

اور ایسا ہی حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس اور ضحاک سے روایات بیان کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہیں اور احادیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں احادیث اور آثار دلیل ہیں اسی بات پر جب زائر آتا ہے۔ مزور کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ اور وہ زائر کا سلام سنتا ہے۔ اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور یہ عام ہے حق میں شہداء وغیرہ کے اور اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں۔ اور حضرت محمد ﷺ نے اپنی امت کے لیے سلام کرنا اہل قبور پر مشروع فرمایا ہے مثل اس سلام کے جو کہ مخاطب سامع و عاقل پر کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا دو شہادتیں بالکل واضح ہیں ان کے بعد کسی کو انکار کی کوئی مجال نہیں علم ہو جانے کے بعد جو احادیث کا انکار کرتا ہے اور علمائے حقانی کی شہادت کے بعد جو منکر ہوتا ہے وہ الدالخصام نہیں تو اور کون ہے۔

(فائدہ) روح کو بدن کے ساتھ اتصال ہے اگر اس پر سلام کریں تو وہ سنتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

2. اگر چہ وہ کسی مقام پر ہو آدمی غلطی قیاس غائب علی الشاہد سے کرتا ہے آدمی یہ اعتقاد کرتا ہے کہ روح جنس اجسام معہودہ سے ہے کہ جب بدن ایک مکان میں ہوتا ہے تو پھر دوسرے مکان میں ہونا اس کا ناممکن ہے۔ اور یہ غلط محض ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو شب اسریٰ میں اندر قبر کے کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پھر ان کو آسمان ششم پر دیکھا پھر انہیں بیت المقدس میں دیکھا۔ وان کی روح مثالی بدن میں تھی۔ اور اس کو بدن سے اس طرح اتصال تھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے تھے۔ اور سلام کرنے والے کا جواب دیتے تھے حالانکہ وہ رفیق اعلیٰ میں تھے ان دونوں باتوں میں کوئی تناقص نہیں کیونکہ روح کی شان اور ہے اور بدن کی اور۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی درود بھیجتا ہے مجھ پر پاس میری قبر کے تو میں سنتا ہوں اور جو کوئی درود بھیجتا ہے دور سے مجھ پر تو وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حالانکہ نبی کریم ﷺ رفیق اعلیٰ سے ملاقی ہو چکے ہیں اور روح کا اتصال بدن سے قائم ہے۔ اس طرح کہ وہ ادراک کرتی ہے اور سنتی ہے اور نماز پڑھتی ہے اور قرأت کرتی ہے اور اسے بعید محض دنیا میں کوئی ایسی مثال نہ ہونے کے سبب سمجھا گیا۔ حالانکہ دنیا اور برزخ کے حالات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے مسئلہ واضح اور صاف ہو گیا کہ برزخ میں روح اپنے بدن سے جو قبر میں ہے اتصال رکھتی ہے اور زائرین کے کلام کو سنتی ہے اور سلام کا جواب دیتی ہے قرآن پڑھتی ہے نماز ادا کرتی ہے اور ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتی ہے بلکہ اپنے اہل وعیال کے حالات سے واقف ہوتی ہے اور جہاں چاہتی ہے اللہ تعالیٰ کے اذن سے سیر کرتی ہے تفصیل کتاب الروح اور شرح الصدور میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس عجالہ نافعہ کو میرے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اور میرے والدین کی نجات کا وسیلہ قرار پائے۔ پڑھنے والے حضرات میرے اور میرے والدین کے حق میں دعا خیر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

محمد شفیع

خطیب جامع مسجد صدیقی

جی ٹی روڈ کاموں کے گوجرانوالہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ فیض مکالہ ناصبیت کو بے نقاب کرنے والا

اور یزید پلید کا صحیح فوٹو المسمّٰی

معائب یزید

مؤلفہ:

جناب مبلغ اسلام حضرت مولانا الحاج مفتی محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد صدیقی جی ٹی روڈ کاموںکے

ناشر

فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموںکے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

معائب یزید

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط

امابعد بندہ عاجز خاکپائے سید المرسلین ومحب اہل بیت وصحابہ کرام عرض پرداز ہے کہ اس زمانہ میں ہر طرف شر ہی شر پھیل رہا ہے۔کوئی نبی کریم ﷺ پر تنقید کرتا ہے اور کوئی خلفائے راشدین کی پس گوئی میں مبتلا ہے اور کوئی اہل بیت خصوصاً امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور اسلام کی روح کو مردہ کرنے والا قرار دے رہا ہے۔اور کوئی یزید پلید کو امام حق اور قطعی جنتی بیان کر رہا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ۔ ہر طرف گمراہی کا سیلاب امنڈا چلا آ رہا ہے۔صاحب دل اور ایمان رکھنے والے نفوس حیران ہیں کہ اس بے دینی کا کیا انجام ہوگا۔لہٰذا بعض احباب کے اصرار پر یہ رسالہ لکھا جارہا ہے۔تاکہ طالب حق کسی خناس کے وسوسہ میں آ کر متاع ایمان کو خراب نہ کریں۔وَمَا تَوۡفِیۡقِی اِلَّا بِاللّٰہ وَلَا حَولَ وَلَا قوۃ اِلَّا بِاللّٰہ۔

محاسن امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس سے قبل ایک رسالہ مسمی نور العینین فی ذکر الامام الحسنین مؤلف کی قلم سے شائع ہو چکا ہے۔اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف مناقب گنا دیئے جاتے ہیں۔

(1) آیت مباہلہ کے مصداق ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بیٹے کہلائے۔

(2) آیت تطہیر میں شامل کئے گئے۔(3) مودۃ فی القربیٰ کے مصداق ٹھہرائے گئے۔(4) نبی کریم ﷺ کے نچلے جسم کے مشابہ ٹھہرے۔(5) دوش نبی کریم ﷺ پر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سوار ہوئے۔(6) آپ کی خاطر نبی کریم ﷺ نے خطبہ قطع کیا۔(7) آپ کی شہادت گاہ کی مٹی فرشتہ نے لاکر دی۔(8) آپ کی شہادت کے روز حضرت عبداللہ بن عباس نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ پریشان حال ہیں۔اور ایک قارورہ میں خون لیے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو فرمایا کہ مقتل امام حسین سے ابھی آیا ہوں۔(9) آپ کی لب مبارک کو نبی کریم ﷺ نے چوسا۔(10) آپ کی محبت معیار ایمان قرار دی گئی۔اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اسے پیار کرے وہ مجھے پیار کرے اور جو اس سے بغض رکھے وہ مجھ سے بغض رکھے۔(11) آپ کی شہادت کے وقت غضب رب کا ظہور ہوا۔اور آسمان وزمین سے قہر الٰہی کے نشان ظاہر ہوئے۔جیسا کہ البدایہ والنہایہ' ابن عساکر اور دیگر کتب تواریخ سے ظاہر ہے۔ اور بخاری، مسلم' خازن' مظہری اور مشکوٰۃ کتب حدیث اور تفسیر سے ظاہر ہے۔یہ عشرہ مناقب صحیح روایات سے ثابت ہیں۔اگر کوئی ایک منقبت کو غیر صحیح ثابت کر دے تو انعام پائے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی آغوش میں نہایت محبت سے پالے گئے۔ آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں بھی آپ کی ہر طرح دلجوئی کی گئی۔اور بڑے بڑے روزینہ مقرر کیے گئے۔نبی کریم ﷺ کی عزت وحرمت کی خاطر آپ سے حد درجہ محبت کی گئی۔جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل بیت نبوی ﷺ مجھے اپنی اہل بیت سے زیادہ پیاری ہے۔اور نیز فرمایا عن ابن عمران ابابکر قال ارقبو محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فی اھل بیتہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی نگہداشت اہل بیت میں رکھو۔علامہ ابن حجر عسقلانی فتح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

الباری جلد 8 ص 80 مصری میں فرماتے ہیں والمراقبة للشیء المحافظة علیه یقول احفظوه فیهم فلا تؤذوهم ولا تیسئو الیهم یعنی مراقبہ سے مراد شے کی محافظت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں حفاظت کروان کے بیچ میں پس نہ اذیت دو انہیں اور ان کی طرف برائی نہ کرو۔ گویا نبی کریم ﷺ کی اہل بیت کے ساتھ برائی کرنا اور انہیں اذیت دینا نبی کریم ﷺ کے حقوق کی نگہداشت نہ کرنے کے مترادف ہے۔ اور خلافت راشدہ کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی اور حکومت ان کے سپرد کر دی گئی۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ اس کے سبب دو مسلمان گروہوں کی صلح ہو گی۔ (بخاری) تو اس وقت بھی امام حسین رضی اللہ عنہ خوش وخرم رہے اور حضرت امیر حاکم شام رضی اللہ عنہ ان کو صلح کی شرائط کے مطابق وظیفہ دیتے رہے مگر جب امیر شام کا انتقال ہوا اور یزید پلید والی بنا۔ تو اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ستانے اور اذیت پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور آخر جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کی افواج کے ہاتھوں جس کی کمان عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ میں تھی کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمایا اور چمنستان احمدی کی نرم نرم کلیاں بری طرح بکھیری گئیں۔ اور جناب سجاد زین العابدین علی بن امام حسین و دیگر مذرات کو قیدی بنایا گیا۔ اور کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا۔ اور پھر دمشق میں امام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو معہ دیگر شہداء کے سروں اور قیدیوں سمیت پہنچا کر تذلیل کی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ والوں نے یزید کی عام بغاوت کر دی۔ اور جنگ حرہ لڑی گئی۔ جس میں جو کچھ ہوا آئندہ صفحات میں آتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔ پھر مکہ پر چڑھائی کی گئی۔ مگر اسی اثناء میں یزید پلید ذات الجنب کے عارضہ سے واصل سقر (جہنم) ہوا۔ اور اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ اس کے بعد یزید کے حامیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے اور یزید کو بے گناہ کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت نے ہر زمانہ میں ان کی مٹی پلید کی۔ اور یزید کی اصل تصویر دنیا کے سامنے پیش کی۔ اس آخری زمانہ میں اس ناصبیت کی کڑی محمود حسن عباسی کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔ اور اس نے خلافت معاویہ و یزید' تحقیق مزید وغیرہ وغیرہ کتابیں لکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی' دنیا پرست' خاطی ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اور اس کی پیروی میں رشید ابن رشید لکھی گئی۔ اور اس طرح دوسرے لوگوں نے بھی حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی اور اس فتنے کے سلسلے میں معارف یزید بھی صفحہ قرطاس پر آ گئی۔ اور خدا جانے ابھی کیا کیا کوششیں کی جائیں گی۔ مگر امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام قیامت تک روشن رہے گا۔ اور یزید خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہو کر دونوں جہان میں کلنک کا ٹیکہ لیے اپنے عمل کی پاداش میں گرفتار اور بغض امام حسین رضی اللہ عنہ کا خمیازہ بھگتے گا۔ معائب یزید میں صرف یزید کے متعلق علمائے امت کی رائیں درج ہیں جن کو پڑھ کر ہر مسلمان اندازہ لگا سکتا ہے کہ جب اتنے بڑے علماء کرام ائمہ عظام یزید کے متعلق یہ رائیں رکھتے ہیں حالانکہ وہ مجدد دین ہیں' محدث ہیں' بخاری اور مسلم کے شارح ہیں' مفسر قرآن ہیں' تو پھر ان نوخیز اور دین سے ناواقف لوگوں کی چنیں و چناں کیا وقعت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حب اہل بیت عطا کرے اور ناصبیت کی وبا سے دور رکھے۔ آمین۔ بنبیہ الکریم ﷺ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یزید مسلمانوں کے اتفاق سے امیر ہوا تھا اس لیے اس کی اطاعت واجب تھی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جواب میں فرماتے ہیں مسلمانوں کا اتفاق ان پر کب ہوا تھا۔ اصحابہ کا ایک گروہ اور ان کی اولاد اس کی اطاعت سے منکر تھے۔ ہاں ایک جماعت مدینہ منورہ سے شام گئی۔ اور یزید نے انہیں تحفے دیئے۔ اور عمدہ عمدہ کھانے کھلائے۔ مگر جب وہ واپس آئے تو انہوں نے مدینہ میں اعلان کیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے' شراب پیتا ہے' نماز کا تارک ہے' زانی ہے' فاسق ہے' اور حرام کو حلال کرنیوالا ہے اور دوسرا لوگ کہتے ہیں کہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ اور اس سے راضی نہیں ہوا۔ جواب میں لکھتے ہیں کہ یہ بات مردود اور جھوٹی ہے۔ کیونکہ عداوت اس بے سعادت کی اہل بیت کے ساتھ اور ان کے قتل کے ساتھ خوشی اور ان کی اہانت اور ذلت کرنا بدرجہ تواتر معنوی کو پہنچا ہے۔ اور اس کا انکار تکلف اور مکابرہ ہے۔

تیسرے لوگ کہتے ہیں کہ قتل امام حسین رضی اللہ عنہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور یہ کفر نہیں۔ اور لعنت مخصوص کفار پر ہے۔ جواب میں لکھتے ہیں کہ کاش! یہ تاویلیں کرنے والے ان احادیث نبوی کو پڑھتے جن میں بغض وایذا واہانت فاطمہ رضی اللہ عنہا واولاد آں بغض و ایذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دی گئی ہے اور یہ سب کفر اور موجب لعن وخلود نار جہنم ہے بغیر شک کے۔ اور آیت ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرہ واعدلھم عذابا مھینا۔ تحقیق جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں لعنت کی اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اور آخرت میں اور تیار کیا ان کے واسطے عذاب رسوا کرنے والا۔

چوتھے کہتے ہیں کہ اس کا انجام معلوم نہیں شاید اس نے اس کفر اور گناہ سے توبہ کر لی ہو۔ اور آخیر توبہ پر موت آئی ہو۔ جواب میں تحریر ہے کہ توبہ کا مذکور ہونا شرط ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ظاہر گناہ کی توبہ بھی ظاہر چاہئے۔ اور یزید کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

طرف سے اس گناہ بلکہ کفر کا توبہ نامہ کسی کتاب میں شائع نہیں۔ اور اخیر پر فرماتے ہیں بالجملہ وے مبغوض ترین مردم است ونزد ما کار ہائے ایں بے سعادت دریں امت کرد ہیچ کس کمتر کرد۔ یعنی وہ ہمارے نزدیک نہایت ہی برا آدمی ہے۔ اور اس بے سعادت نے جو کام اس امت میں کیے ہیں اور کسی نے کم کیے ہیں۔

یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب جذب القلوب فارسی ص 28 پر مدینہ منورہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے ان کے حق میں احادیث نقل فرماتے ہیں جو مدینہ منورہ پر چڑھائی کریں اور وہاں کے لوگوں کو ستائیں۔ نسائی کے حوالہ سے حدیث نقل کرتے ہیں من اخاف اهل المدينة ظالما اخافه الله و كانت عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين۔ جو ظالم ہو کر مدینہ منورہ والوں کو خوف میں ڈالے اللہ تعالیٰ اسے خوف میں ڈالے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو۔ اور فرماتے ہیں اور دیگر حدیث میں آیا ہے۔ کہ اس کا کوئی عمل فرض اور نفل قبول نہیں۔

نوٹ:۔ اب خیال کریں جو قسطنطنیہ کے جہاد کو بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مدینہ منورہ کو خراب و برباد کرنے والا بے سعادت ہے۔ نہ اس کے نفل قبول ہیں نہ فرض۔ صفحہ 31 پر فرماتے ہیں کہ جنگ حرہ کا واقعہ یزید پلید کے زمانہ میں اس کے حکم سے واقع ہوا۔

3. ص 33 پر قرطبی سے نقل فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ نے مسلم بن عتبہ کو لشکر عظیم دے کر مدینہ پر بھیجا۔ اور تین دن تک مدینہ منورہ کی بے عزتی کی گئی اور اس میں سترہ صد مہاجرین وانصار علمائے تابعین قتل ہوئے۔ اور عام آدمی اور عورتیں دس ہزار قتل ہوئیں۔ اور سات سو حافظ قرآن قتل ہوئے اور ستانوے قریشی قتل ہوئے۔ اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فسق وفساد اور زنا کو مباح کیا۔ یہاں تک کہ ایک ہزار عورتوں نے اس واقعہ کے بعد بچے جنے۔ اور گھوڑے نبی کریم ﷺ کی مسجد میں باندھے گئے۔ اور تین دن اذان نہیں ہوئی۔ سعید ابن المسیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین دن مسجد نبوی میں مزار اطہر سے اذان سن کر نماز ادا کی۔ اور میں دیوانہ بنا رہا۔ اور لوگوں کو یزید کی بیعت پر مجبور کیا۔ کہ خواہ وہ تمہیں رکھے خواہ فروخت کرے۔ اور جب یزید پلید کے سامنے عبداللہ بن زمعہ نے بیعت قرآن کی شرط کی تو اس کا سر اڑا دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یزید علیہ ما یَسْتَحِقُّہٗ اس بھیانک صورت کو جان کر اگر پھر بھی کوئی اسے امام حق تسلیم کرے اور اس کی بے دینی کا قائل نہ ہو تو اس کی بے سمجھی کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔

4. امام ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ابوالحسن نے جو راوی ثقہ ہے اس نے روایت کیا کہ یزید پلید کے فسق وفجور کے ظہور کے بعد اہل مدینہ نے بغاوت کی۔ اور عبداللہ بن عمرو بن حفص مخزومی نے اپنی پگڑی اتار کر کہا کہ اگرچہ یزید نے مجھے ہدیے دیئے ہیں مگر وہ خدا کا دشمن ہمیشہ شراب پیتا ہے۔ میں نے اس کی بیعت سے انکار کیا۔ دوسرا اٹھا اور اس نے اپنی جوتی اتار دی اور خلع بیعت کیا۔ اور اس طرح تمام نے خلع بیعت کیا یہاں تک کہ وہ پگڑیوں اور جوتیوں سے کمرہ بھرپور ہو گیا۔ (جذب القلوب ص 35)

5. حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم یزید کی بیعت سے بیزار نہ ہوئے۔ اور نہ بغاوت کی تاوقتیکہ ہمیں یقین ہو گیا کہ آسمان سے پتھر برسیں گے۔ (جذب القلوب ص 35)

6. واقدی نے کتاب الحرہ میں بھی اس واقعہ کو یزید پلید کی ملعون حرکات پر دلیل قرار دیا ہے اور صحابہ کبار کی فہرست دی ہے جو اس جنگ میں شہید ہوئے۔

قارئین کرام ان جلیل القدر محدثین اور آئمہ کی رائیں معلوم کرنے کے بعد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فیصلہ فرمائیں کہ یزید پلید کس طرح اس بشارت کا مستحق ہوسکتا ہے کہ وہ جنتی ہے۔

7. حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعتہ اللمعات جلد چہارم ص 288 زیر حدیث کیف بک یا ابی ذر جنگ حرہ کی دردناک داستان بیان فرماتے ہیں۔ اور آخیر پر لکھتے ہیں کہ آں شقی بدار البوار رفت۔ کہ وہ بے سعادت جہنم میں گیا۔ اتنا بڑا محدث جس نے حدیث کی خدمت میں تمام عمر صرف کی اور مشکوٰۃ کی شروح عربی اور فارسی میں لکھیں ان کو بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ یزید کو تو نبی کریم ﷺ نے قطعی جنتی قرار دیا ہوا ہے۔ میں انہیں جہنمی اور ملعون اور کافر کیوں لکھ رہا ہوں۔

8. حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی خدمات آفتاب سے زیادہ روشن ہیں اور جنہوں نے جہانگیر کے دربار میں نور اللہ شوستری رافضی سے مناظرہ کیا اور رافضی مذکور کو شکست ہوئی اور مجدد صاحب کے حکم سے قتل کیا گیا۔ اور نیز آپ نے فرقہ رافضی کی تردید میں مستقل کتابیں اور رسائل تحریر کیے۔ مکتوب نمبر 54 جلد اول پر فرماتے ہیں۔ اور کمبخت یزید اصحاب سے نہیں اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے جو کام اس بدبخت نے کیا۔ کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا اور مکتوب ص 251 جلد اول پر فرماتے ہیں۔ ملا جامی نے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ لعنت کا مستحق ہے۔ الخ یہ بھی نامناسب کہا ہے۔ اس کی تردید کی کیا حاجت ہے اور اس میں کونسا محل اشتباہ ہے اگر یہ بات یزید کے حق میں کہتا تو بے شک جائز تھا۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کہنا برا ہے۔ اور احادیث نبوی میں معتبر اور ثقات کی اسناد سے مروی ہے کہ پیغمبر ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی ہے۔

حضرات آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے'' کہہ کر تمام اہل سنت کا مسلک واضح کر دیا کہ یزید پلید کے متعلق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تمام مسلمانوں کی یہی رائے ہے اور کسی کو بھی شک نہیں کہ وہ بد بخت تھا اور مستحق لعنت تھا۔ اور آگے چل کر اس مسئلہ کو واضح طور پر بیان کیا جائے گا کہ مستحق لعنت ہونا اور ہے اور لعنت کہنا اور ہے علمائے اسلام سے بعض نے لعنت کہنے پر توقف کیا ہے مستحق لعنت پر کسی نے بھی توقف نہیں کیا۔

9. حافظ ابن حجر فتح الباری لشرح البخاری جلد 16 صفحہ 116 پر زیر حدیث میری امت کی ہلاکت قریشی نوجوانوں کے ہاتھوں سے ہے۔ لکھتے ہیں وھی ھذا شارۃ الی ان اول الاغلیمۃ کان فی سنۃ ستین وھو کذالك فان یزید بن معاویۃ استخلف فیھا اور اس میں اشارہ ہے کہ پہلا نوجوان سن ساٹھ میں ہوگا اور ویسا ہی ہوا کیونکہ یزید ابن معاویہ اس سن میں صاحب حکومت ہوا۔ والذی یظھر ان المذکورین من جملتھم وان اولھم یزید اور وہ جو اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مذکور بھی ان میں سے ہیں اور ان میں سے سب سے اول یزید ہے۔ فان یزید کان غالبا تنتزع الشیوخ من امارۃ البلد ان الکبار ویولیھا الاضا غرمن اقاربہ۔ پس یزید اکثر شیوخ کو بڑے بڑے شہروں سے معزول کرتا اور اپنے رشتہ داروں سے نوجوانوں کو والی بناتا۔

10. یہی امام اسی کتاب کے ص 182 پر حضرت عبداللہ بن غسیل الملائکۃ اور عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص المخزومی سے روایت کرتے ہیں کہ ان اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بیان کیا۔ یزید شراب پیتا ہے۔ اور اس کے دوسرے عیوب ظاہر کیے۔ فرجع فحرض الناس علی یزید وعابہ ودعاھم الی خلع یزید۔ یعنی یہی کبار حضرات واپس مدینہ آئے اور یزید کے عیب بیان کیے اور لوگوں کو یزید سے بغاوت کی دعوت دی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

11. یہی امام عالی مقام اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں جس کو محمود عباسی اور اس کی ذریت یزید کے قطعی جنتی ہونے پر پیش کرتی ہے۔فتح الباری جلد ششم ص 443 پر لکھتے ہیں ان قوله صلى الله عليه وسلم مغفورا لهم مشروط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد من غزاها بعد ذالك لم يدخل فى ذالك العموم اتفاقا۔ نبی کریم ﷺ کا قول مغفور لہم مشروط ہے ساتھ اس کے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو۔اگر غازیوں میں سے کوئی اس کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ اس عموم میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔اور پھر فرماتے ہیں فدل على ان المراد مغفور لمن و جدشرط المغفرة فيه منهم پس اس پر دلالت ہے کہ مغفور سے مراد ان میں سے وہ ہیں جن میں شرط مغفرت پائی گئی اور ابن تین اور ابن منیر سے بھی نقل فرماتے ہیں۔انه لايلزم من دخوله فى ذالك العموم ان لا يخرج بدليل خاص یعنی یہ لازم نہیں آتا کہ جو اس عموم میں داخل ہوا سے دلیل خاص سے خارج نہ کر سکیں۔معارف یزید والا کہتا ہے کہ پیشین گوئی مشروط نہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا فرماتے ہیں کہ پیشین گوئی بان یکون من اہل المغفر ۃ سے مشروط ہے۔ اور ایسا ہی علامہ بدرالدین محمود حنفی شرح بخاری المعروف عینی میں اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔ان فضلا اور حفاظ کا قول مانا جائے یا آپ جیسے انسان کا جو کہہ رہا ہے کہ پیشگوئی جہاد کے ساتھ مشروط ہے۔علامہ ابن حجر اور ابن التین نے آپ کی یہ شرط بھی اڑا دی اور کہا کہ یزید جہاد میں شامل نہ ہوا۔ بلکہ صرف لشکر کا امیر بن کر گیا۔تو جب آپ کی شرط بھی مفقود ہوئی تو پھر بھی یزید جنتی ثابت نہ ہوا۔نیز انہیں بزرگواروں نے کہا کہ جو عموم میں داخل ہو وہ دلیل خاص سے خارج بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ ہر انسان ماں باپ سے پیدا ہوا یہ عموم ہے۔مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دلیل خاص سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس عموم سے خارج کرلیا گیا ہے۔ ایسا ہی یہاں یزید اس عموم میں داخل تھا لیکن عداوت اہل بیت اور ساٹھ سال والی حکومت و دیگر خاص دلائل سے اس عموم سے خارج کردیا گیا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف نبی کریم ﷺ یزید کے متعلق جنتی کی پیشگوئی فرمائیں۔ اور دوسری طرف فرمائیں کہ میری امت کی تباہی یزید کے ہاتھوں سے ہے جیسا کہ فتح الباری کے حوالہ سے پچھلے صفحوں میں ثابت کردیا گیا ہے۔ اور فرمایا کہ ان دونوں شیخوں نے المہلب کی تردید کی ہے جس نے کہا ہے کہ اس میں یزید کی منقبت ہے۔ معلوم نہیں ہوسکا کہ جس المہلب کی تردید شارح بخاری ابن التین ابن المنیر کریں اور ابن حجر عسقلانی ان کی تنقید کی توثیق فرمائیں۔ یہ المہلب کون ہے اور اس کا عقیدہ کیا ہے۔ کہیں ناصبی تو نہ تھا۔ جو ناصبوں نے اسے چمکانے کی بے فائدہ کوشش کی۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے یزید کا نام لے کر اسے جنتی نہیں قرار دیا۔ اگر کسی یزیدی ٹولہ کے فرد کو ہمت ہو تو یزید کا نام لے کر نبی کریم ﷺ سے جنتی ہونے کی بشارت دکھائے تو جو انعام مانگے حاصل کرے۔ اس سے بڑھ کر کون مفتری ہوگا کہ جو بات نبی کریم ﷺ نے نہیں کہی اسے آپ کی طرف منسوب کیا جائے۔ مسلمانو! حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ یہ کہنا کہ یزید کو نبی کریم ﷺ نے جنتی فرمایا ہے سراسر بہتان، فریب، دھوکہ ہے۔ خدارا ذرا انصاف تو فرمائیں اگر یزید کے جنتی ہونے کی نص ہوتی تو اتنے بڑے بڑے جلیل القدر محدث، مجدد اور حافظ الحدیث یزید پلید کی برائیاں کیوں بیان کرتے۔ ہاں اس حدیث سے بعض عالموں نے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اتنے متعلق نہ تھے جیسے ابن تیمیہ وغیرہ اور ناصبت کی طرف زیادہ جھکے ہوئے تھے۔ یہ سمجھا کہ یزید بھی اس عموم میں داخل ہے مگر یہ اس ملا کا فہم ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مجھے سمجھ نہیں آتی علامہ ابن حجر، شیخ عبدالحق، مجدد الف ثانی، امام ابن جوزی، محدث اور صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے۔وہ نبی کریم ﷺ کی اس بشارت سے غافل رہے۔اور یہ چند گنتی کے افراد سمجھ گئے۔آؤ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فتوئ ملاحظہ کرو۔امام عالی مقام کا مرتبہ حدیث میں یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔اور قطب الاقطاب سید الاولیاء محبوب سبحانی غوث صمدانی پیر عبدالقادر جیلانی غنیۃ مطبع اسلامیہ لاہور ص 379 پر دعا کرتے ہیں کہ اللہ مجھے اصلاو فرعا ان کے مذہب پر موت دے۔اور قیامت کے روز اس کے گروہ میں اٹھائے۔

تفسیر مظہری سورۃ محمد جلد 8 ص 444۔قال ابن جوزی انه روی القاضی ابو ایعلی فی کتاب المعتمد الاصول عن سنده عن صالح بن احمد بن حنبل انه قال قلت لابی یا ابت یزعمه بعض الناس انا نحب یزید بن معاویه فقال احمد یا بنی هل یسوغ لمن یومن بالله ان یحب یزید ولم لا یلعن رجل لعنه الله فی کتابه قلت یا ابت این لعن الله یزید فی کتابه قال حیث قال فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحا مکم اولئك الذین لعنهم الله۔ابن جوزی نے کہا کہ قاضی ابو یعلی نے کتاب المعتمد الاصول میں اپنی سند سے روایت کی ہے کہ صالح بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ بعض آدمی خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید ابن معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔پس احمد نے کہا اے بیٹے کیا جو اللہ پر ایمان رکھتا ہوا سے پہنچتا ہے کہ وہ یزید سے محبت کرے اور کیوں نہ لعنت کرے اس آدمی پر جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں ملعون فرمایا ہے۔میں نے کہا ابا جی اللہ تعالیٰ نے یزید کو قرآن مجید میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کہاں لعنت کی ہے آپ نے کہا جہاں فرمایا ہے کہ کیا تم جب والی کردیئے جاؤ گے تو زمین میں فساد کرو گے اور اپنے رشتے کاٹو گے یہی ہیں وہ کہ لعنت کی ان پر اللہ نے۔ مندرجہ بالا فتویٰ سے مندرجہ ذیل باتیں کھل کر سامنے آ گئیں۔

کہ امت محمدیہ ﷺ میں یزید سے محبت کرنا ایک بدعت ہے جو زمانہ تبع تابعین میں شروع ہوئی۔

اللہ پر ایمان رکھنے والے کو زیبا نہیں کہ یزید سے محبت کرے اور یزید پر لعنت نہ کرے۔

یزید پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔(امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ استدلال اسی طرح کا ہے جس طرح ابن مسعود نے کہا کہ منہ پر اور جسم پر داغ دینے والی پر قرآن میں لعنت ہے۔(بخاری)

جو دنیا میں بادشاہ ہو کر فساد کرے اور رشتہ ناطہ توڑے وہ ملعون ہے۔ پس امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کے کردار کر واضح کر دیا۔ کہ وہ فسادی تھا اور قاطع رحم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ وَيقطعُونَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِه اَنْ يُّوصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الَارضِ أُولئِكَ هُم الخَاسِرُوْن۔ یعنی جو رشتے کاٹتے ہیں جنہیں ملانے کا حکم ہے اور فساد پھیلاتے ہیں زمین میں یہی ہیں ٹوٹہ پانے والے۔ اتنے بڑے محدث کے فتوے کے بعد بھی کوئی یزید کی محبت کی رٹ لگاتا جائے تو المرء مع من احب یعنی جو جس سے محبت کرے وہ ساتھ ہوگا۔ کا مصداق بنے۔ اور جہاں یزید ملعون ہوگا وہاں ہی وہ ہوگا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اللہ کے ولی، نبی کریم ﷺ کے محبوب اور پارہ جگر ہیں۔ اور جنتیوں کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اور جو انسے محبت کرے گا وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ اور جو دشمن امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا وہ ان کے ساتھ جہنم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کی آگ میں جلے گا۔کربلا کی جنگ میں جب حر نے یزیدی لشکر کو چھوڑا تو تاریخ میں حر کے یہی کلمے ہیں۔کہ ایک طرف جنت ہے۔اور ایک طرف جہنم۔جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھی ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔اور جو ابن زیاد کا اور یزید کا ساتھی ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔اب جس کا جی چاہے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محب بنے اور اللہ سے جنت حاصل کرے۔اور جس کا جی چاہے یزید کی مدح سرائی کرے اور جہنم میں جائے۔

13. تفسیر مظہری جلد پنجم ص 21 سورہ ابراہیم میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ قلت اما بنوامیته فمتعوا بالکفر حتی اسلم ابوسفیان ومعاویه وعمرو بن العاص وغیر هم ثم کفر یزید و من معه بما انعم الله علیهم وانتصبواعداوۃال محمد وقتلو ا حسینا ظلماوکفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔قاضی صاحب فرماتے ہیں میں کہتا ہوں بنوامیہ نے کفر سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص وغیرہ مسلمان ہوگئے۔پھر یزید نے کفر کیا۔اور جو اس کے ساتھ تھے ان نعمتوں کے ساتھ جو اللہ نے ان پر کیں۔اور انہوں نے آل محمد کی عداوت کی۔اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم سے اور کفر سے قتل کیا۔اور یزید نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا۔

دوستو یہ تفسیر قرآن وہ ہے جس کی مدح میں اشرف علی تھانوی دیوبندی رطب اللسان ہے اور تمام علمائے اہل سنت و جماعت قاضی صاحب کی حدیث دانی' اور علم فضل پر گواہی دیتے ہیں۔نیز قاضی صاحب نے ردِروافض میں کئی ضخیم کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔اور تفسیر میں ہر مقام پر اہل سنت کے مسلک کی تائید کی ہے اور رافضی فرقہ کی تذلیل۔قاضی صاحب یزید کی تکفیر فرما رہے ہیں۔تو معلوم ہوا کہ آج کل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ناصبیوں، عباسیوں نے جو یہ شوشہ چھوڑ رکھا ہے کہ ہم یزید کی مدح سرائی اس لیے کرتے ہیں کہ اس سے رافضی ماند پڑ جائیں گے غلط ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یزید کی تعریف سے لوگ اہل سنت سے متنفر ہوں گے۔ کیونکہ ہر کلمہ پڑھنے والا رسول کریم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی اہل بیت کی محبت کو جزو ایمان اور سرمایہ آخرت سمجھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر 36 پر لکھتے ہیں۔ اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا اہل سنت کے حق میں کس طرح گمان کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ محبت ان بزرگوں کے نزدیک ایمان کی جزو ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے۔ اس فقیر کے والد بزرگوار جو ظاہری باطنی عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت کی محبت پر ترغیب فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو خاتمہ کی سلامتی میں بڑا دخل ہے اس کی بڑی رعائیت کرنی چاہئے۔ ان کی مرض موت میں فقیر حاضر تھا۔ جب ان کا معاملہ آخر آ پہنچا۔ اور اس جہان کا شعور کم ہو گیا تو اس وقت فقیر نے ان کی بات کو انہیں یاد دلایا۔ اور محبت کی نسبت پوچھا تو اس بے خودی کے عالم میں آپ نے فرمایا کہ میں اہل بیت کی محبت میں غرق ہوں۔ اہل بیت کی محبت اہل سنت و جماعت کا سرمایہ ہے۔ یہ لوگ اپنی جہالت کے باعث اہل سنت کے بہت سے اولیاء عظام کو جو اہل بیت کی محبت کا دم مارتے ہیں اور آل محمد علیہ السلام کی حب کا اظہار کرتے ہیں۔ روافض خیال کرتے ہیں۔ اور اہل سنت و جماعت کے بہت سے علماء کو اس محبت کی افراط سے منع کرتے ہیں۔ اور حضرات خلفائے ثلاثہ کی تعظیم و توقیر میں کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی ان نامناسب جراتوں پر ہزار ہا افسوس ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس ایمان افروز تقریر سے واضح ہو گیا۔ (1) اہل بیت کی محبت جزو ایمان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔(2) خاتمہ کی سلامتی میں اس کو بڑا دخل ہے۔(3) یہی اہل سنت کا سرمایہ آخرت ہے۔(4) جو انہیں روافض کہے وہ جاہل ہے۔(5) خلفائے ثلاثہ کی تعظیم کرنا اور محبت اہل بیت سے خالی ہونا شقاوت ہے۔آج کل ان عباسیوں اور ناصبیوں کا یہی حال ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی جلالت' عظمت' وجاہت' شہادت پر طرح طرح کی تنقیدیں کرتے ہیں۔اور انہی باغی بتاتے ہیں۔اور جس شقی القلب' وحشی' ملعون کو علمائے دین گمراہ' کج رو' بد بخت حتیٰ کہ ملعون کافر قرار دے رہے ہیں۔یہ اس کو امام برحق قطعی جنتی قرار دے رہے ہیں۔اگر ہمیں کتب وہمیں ملا است۔کار طفلاں تمام خواہد شد۔ اگر یہی لیل ونہار رہے اور یزید کی نغمہ سرائی کا یہی طور رہا تو قوم جو آگے ہی بدمست ہو چکی ہے' مساجد کو ترک کر دیا ہے' قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے' زور شور سے نعرہ لگائے گی کہ اگر اہل بیت کا دشمن زانی' شرابی' بے نمازی' بدکار جنت میں چلا جائے گا تو پھر ہمیں روکنے والا کون ہے۔کاش! دیوبند کے ناظم اعلیٰ قاری محمد طیب سے پوچھ لیا ہوتا کہ کبھی انہوں نے یزید کی مدح سرائی کی اور کبھی امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی وغیرہ لقب سے یاد کیا۔اگر پرانوں کو نہیں مانتے ان نئے علماء سے پوچھ لیں تاکہ پتہ چلے کہ محمود عباسی اور اس کی ذریت کس طرح سواد اعظم سے کٹ کر جہنم میں گر رہی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار (ترمذی) یعنی بڑے گروہ کی پیروی کرو۔جو بڑے گروہ سے علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا۔ کاش! صرف نام کے اہل حدیث' اہل سنت نہ بنو۔بلکہ قرآن دیکھو قرون اولیٰ سے لیکر آج تک سواد اعظم کس طرف ہے۔اور اکابر علمائے امت نے یزید کی مدح سرائی کی ہے یا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دامن میں جگہ لی۔حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ جنہوں نے علم کی دولت اقطار عالم میں سفر کر کے حاصل کی۔اور قرآن مجید کا بے نظیر ترجمہ لکھا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور بوستان و گلستان اخلاق و ادب پر کتابیں لکھیں اور بے مثل شاعر تھے۔فرماتے ہیں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ　　که برقول ایماں کنم خاتمه
اگر دعوتم ردکنی ور قبول　　من و دست و دامان آل رسول

اگر آج تک کسی مسلمان محدث عالم شاعر نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں یزید علیہ مایستحقہ کو وسیلہ بنا کر پیش کیا ہو تو ثبوت دو۔ورنہ سواد اعظم کی مخالفت کر کے جہنم کا ایندھن نہ بنو۔

14. حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جو اپنے علم و فضل کے لحاظ سے آیت من آیات اللہ تھے۔شاہ صاحب محدث بھی مفسر بھی مناظر بھی اور مدرس بھی تھے۔علمائے اہل حدیث علمائے دیوبند اور علمائے بریلی شاہ صاحب کی شاگردی پر ناز کرتے ہیں۔اور تینوں گروہوں کی سند حدیث شاہ صاحب تک مرفوع ہے۔اور فن مناظرہ میں شاہ صاحب کا تحفہ اثناعشریہ اتنا بے نظیر ہے کہ آج تک اس کا جواب نہیں۔اتنی بڑی شخصیت جن کی اپنی خدمات اور اہل رفض کا رد بے نظیر ہے۔وہ اپنی کتاب سر الشہادتین میں تحریر فرماتے ہیں۔ تملك يزيد وتسلطن وذالك في رجب سنة ستين بد مشق كتب الى الاقاليم لاخذ البيعته له و كتب الى عامله بالمدينة الوليد بن عقبة ان ياخذ البيعة من الحسين فامتنع الحسين عليه السلام من بيعته لانه كان فاسقا مد منا للخمر ظالما۔جب یزید مالک اور بادشاہ بنا رجب مہینہ ساٹھ ہجری میں دمشق میں اس نے سب ملکوں میں خط بھیجے بیعت لینے کے لیے اور مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو لکھا کہ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت لے۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اس کی بیعت سے کیونکہ وہ فاسق تھا۔دائمی شرابی ظالم تھا۔اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوگئیں (1) یزید نے امام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت طلب کی۔ (2) آپ نے بیعت سے انکار کیا۔ (3) کیونکہ وہ فاسق، ظالم، شرابی تھا۔ اب ان لوگوں کا یہ کہنا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے خواہش نفسانی سے اور دنیاوی وجاہت چاہنے کے لیے بیعت کرنے سے انکار کیا تھا۔ حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے۔ حضور امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے فاسق، ظالم سمجھا۔ اور آپ نے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بیعت کرنے سے گریز کیا۔ اگر ان یزیدیوں کی بات کو تسلیم کرلیا جائے تو امام حسین رضی اللہ عنہ واجب القتل قرار پاتے ہیں۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک امیر پر اجتماع ہو اور لوگ متفق ہو جائیں اور اس کے بعد دوسرا کوئی مدعی پیدا ہو جائے تو اسے قتل کردو۔ اور اسی جیسی اور بیسیوں حدیثیں موجود ہیں۔ تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یزیدی ٹولہ کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ خروج کے وقت واجب القتل تھے معاذ اللہ۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واجب القتل کو ہی جنتیوں کا سردار فرمایا تھا۔ ایک واجب القتل کے لیے ہی کہا تھا کہ یا اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے اس سے بغض رکھ۔ خیال تو کرو کہ اس کلمہ ملعونہ کی شناعت کہاں تک جاتی ہے۔ کیا نبی کریم علیہ السلام واجب القتل کے لیے ہی فرماتے ہیں۔ الحسین منی وانا من حسین۔ (ترمذی) خدارا ذرا خدا سے ڈر کر اس کلمہ پر غور تو فرماؤ۔ علمائے دین، اہل سنت و جماعت محدثین تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ کو حضرت علی سے محاربہ کرنے پر مطعون نہیں کرتے۔ بلکہ اجتہادی غلطی کہہ کر ایک اجر کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی شہادت اسی موقف پر ہو جاتی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت نہیں کرتے۔ اس پر بھی آج تک کسی اہل سنت و جماعت نے ان پر بغاوت کا فتویٰ چسپاں نہیں کیا۔ کہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ راشدہ اور کہاں یزید کی ملوکیت۔ اگر اجتہاد سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے انحراف کرے اور وہ اپنے اس مقام کا مالک رہے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے یزید کی ملوکیت کا انکار فرمائیں اور اس کی علت بھی فسق وظلم ہو۔ اور وہ باغی قرار دیئے جائیں۔ یہ ایمان ہے یا ایسی بے ایمانی کہ جس کی مثال اہل سنت کی کتابوں میں کہیں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملے گی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی ملوکیت کا انکار اپنے علم اور نور کے سبب تھا۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ نے ودیعت کر رکھا تھا۔ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ راشدہ اجماعیہ سے صرف مطالبہ دم عثمان سے تخلف کر سکتے ہیں اور عند اللہ ماخوذ نہیں ہوتے اہل سنت کے نزدیک تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے فسق اور ظلم کے سبب یزید کی ملوکیت کا انکار فرمائیں تو باغی اور واجب القتل قرار دیئے جائیں۔ اور کہا جائے کہ اگر وہ توبہ نہ کرتے تو ہلاک ہو جاتے۔ توبہ کے سبب وہ اس ہلاکت سے بچ گئے۔ معاذ اللہ! یہ محمود عباسی اور اس کی ذریت کا بہت بڑا فریب ہے جس کے چاک کرنے کے لیے اوپر کی تقریر شمشیر برہنہ کا کام دے گی۔ ذرا سنبھل کر جواب دیں۔ کہ حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ اور امیر شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر خلافت راشدہ کے تخلف کا الزام عائد ہوتا ہے یا نہیں۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت نے اس کا جواب یہی دیا ہے کہ یہ عالی قدر لوگ مجتہد تھے۔ لہٰذا اگر اجتہاد میں غلطی بھی کر جائیں تو پھر بھی ایک ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اور ان کی نیتیں نیک تھیں۔ لہٰذا انہیں ملعون نہیں کہا جائیگا۔ تو یہاں سے ہی اپنی اسی شیاطینی چال کا جواب سن لیں۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، نیک نیت تھے، انہوں نے اپنے علم وفضل ونور سے یزید کی ملوکیت کو اپنے بعد امت کے حق میں زہر قاتل سمجھا۔ اور اپنی قربانی کو ضروری قرار دیا۔ اور سمجھ گئے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس وقت کے متعلق نبی کریم ﷺ کو میری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پیدائش کے وقت مطلع کیا گیا تھا اور آپ نے مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی یہی جواب دیا تھا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ ایک بکری مکہ میں ذبح کی جائے گی جس سے مکہ کی حرمت ضائع ہوگی۔ وہ بکری میں نہیں بننا چاہتا۔ بلکہ مکہ سے عراق جاتا ہوں۔ یہ سب آپ کا اجتہاد تھا۔ اور اجتہاد پر کسی کو طعن نہیں دی جاتی۔ اور نہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کا مقلد ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے۔ لیکن دونوں کے راستے جدا جدا تھے۔ ایک گھر میں بیٹھ کر خدا کی یاد چاہتے تھے اور ظالم اور متغلب کی ملوکیت کی بشرط کتاب اللہ اطاعت کرنے کا اقرار کر لیتے ہیں۔ اور دوسرے سرے سے ملوکیت کو جو ظالمانہ اور فاسقانہ تھی۔ اپنی جان دے کر پاش پاش کر دینا چاہتے ہیں۔ یہی مقام ہے جس کا تذکرہ اس میں ہے کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ آپ نے قیامت تک ملوکیت کی جڑ اکھاڑنے کے لیے جو سر فروشی کی اور قربانی دی۔ یہی خدمت اسلام تھی۔ اور جس کے متعلق تمام دنیا کے اعلیٰ دماغ رکھنے والے سیاستدان رطب اللسان ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی رنگ لائی۔ اور یزید پلید کے خلاف ایک جم غفیر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تمام اشقیاء مارے گئے۔ واصل جہنم ہوئے۔ اپنے کیے کی سزا خدا کے ہاں بھگتیں گے۔ اس پرانی بدعقیدگی کی انگاری کے سلگانے والوں نے نہیں سمجھا کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کو مطعون کر کے اور باغی قرار دے کر اسلام کی کون سی خدمت ادا کر رہے ہیں۔ اور کس رفض کو مٹا رہے ہیں۔ نادانو! ذرا خیال تو کیا ہوتا کہ رفض کے مٹانے کا یہی حربہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیا جائے۔ نہیں نہیں بلکہ رفض اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق مٹتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان کی خلافتیں رضی اللہ عنہم تھیں۔ لہٰذا حضرت علی' حضرت حسن' حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے وہاں کسی قسم کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

انکار نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی آواز بلند کی۔ کیونکہ یہ اولیاء اللہ حق پرست تھے۔ اور باطل سے کبھی متفق نہیں ہوئے' اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اور باطل سے ٹکرانا ان کی سرشت ہے۔ جیسا کہ باوجود ظاہری قوت نہ ہونے کے یزید سے ٹکرا گئے۔ یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ خلافت' حضرت صدیق' حضرت عمر' حضرت عثمان پر' مگر اس کا خیال نہ کیا۔ الٹا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملعون کر دیا۔ اور یہ کہنا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ہرگز ہرگز صحیح نہیں۔ احادیث فضائل پر جرح کرنے والے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کو روایت کی جرح سے مخدوش بنانے والے ذرا یہ تو خیال کریں۔ کہ ادھر تو ابن حجر' ابن جوزی' سیوطی کا دامن پکڑ رہے ہیں اور ان کے سایہ میں اپنی عاطفت سمجھتے ہیں اور ادھر جب یہی حضرات یزید کو فاسق' فاجر' شرابی' ظالم' بے نمازی قرار دیتے ہیں تو بدکتے ہیں' جیسے گدھا شیر سے بھاگتا ہے۔ اسی طرح ان علمائے کرام سے انحراف فرماتے ہیں۔ ایک وقت یہی ثقہ یہی قابل اعتبار اور ان کے مقابل نہ طحاوی کی کوئی مانی جائے نہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سنیں۔ وہ کئی کئی واسطوں سے حدیث رجعت شمس کو صحیح قرار دیں۔ مگر یہ ایک نہ سنیں۔ اور جب ان کے ہی مانے ہوئے محدث یزید کو تیر ہدف بنائیں گے تو انکی ایک نہ سنیں۔ کیا یہی افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض الکتاب نہیں۔

15. صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء میں ہے کہ یزید پلید کو جب قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کی اطلاع ملی۔ اور قیدی بمعہ سروں کے پیش کیے گئے تو اس نے اہل شام کو جمع کیا۔ اور پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں پر چھڑی لگائی۔ اور اپنی تعریف میں لب کشائی کی۔ امام جلال الدین سیوطی اور ابن حجر ہیثمی کے بیان سے واضح ہو گیا کہ یزید قتل امام حسین رضی اللہ عنہ پر خوش ہوا اور ایسا ہی کامل ابن اثیر میں مذکور ہے۔ پس یہ کہنا کہ یزید نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ابن مرجانہ ابن زیاد کو سخت سخت کلمے کہے اور غم کا اظہار کیا۔ اس کی ناخوشی کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس پر یہ واضح تھا کہ قتل امام حسین رضی اللہ عنہ سے تمام دنیا میں ہیجان کی لہر دوڑ جائے گی۔ لہٰذا خلقت کے غضب کو مٹانے کے لیے اس نے یہ چال چلی۔ ورنہ اسے کوئی غم لاحق نہ ہوا۔ اور نہ ہی اس نے ابن زیاد کو قتل امام حسین رضی اللہ عنہ میں قتل کیا' اور نہ ہی اسے قید کیا' اور نہ ہی کوفہ کی گورنری سے برطرف کیا۔ کیا خونِ امام حسین رضی اللہ عنہ خونِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کم تھا۔ اگر اس کا مطالبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں تو یزید کو اگر صدمہ ہوا تھا تو وہ کیوں ابن زیاد سے بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔

16. شرح عقائد تفتازانی میں ہے۔ والحق ان رضا یزید بقتل الحسین رضی اللہ عنہ و استبشارہ بذالك واھانته اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناہ وان کان تفاصیله احاد۔ سچ یہ ہے کہ یزید کا قتل امام حسین رضی اللہ عنہ سے راضی ہونا۔ اور اس کا خوش ہونا ساتھ اس کے اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا تواتر معنوی ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیل احاد ہے۔ یہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی کتاب ہے۔ اور دیوبند' بریلی کے مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ اہل سنت اسے تواتر مانتے ہیں۔ کہ یزید قتل امام حسین رضی اللہ عنہ سے راضی ہوا۔ اور اہل بیت کی توہین کی۔ محمود عباسی کی ذریت معنوی مانتی ہے کہ قاتلانِ امام حسین رضی اللہ عنہ کافر اور ملعون ہیں۔ اور اب جبکہ اہل سنت کے عقیدہ کی کتاب سے یہ واضح ہوگیا کہ یزید اس قتل کے ساتھ راضی تھا تو پھر اس کی شقاوت اور بدبختی میں کس کو شک ہوسکتا ہے کیونکہ الرضاء بالکفر کفر۔ کفر کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے اسی لیے حضرت بحرالعلوم شرح مسلم الثبوت میں جو کہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہے۔ فرماتے ہیں۔ ان یزید کان من اخبث الناس وکان بعیدا بمراحل من الامامته بل شك فی ایمانه خذله

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اللہ۔ تحقیق یزید بہت ہی برا آدمی تھا۔ اور امامت کے عہدہ سے بہت دور، بلکہ اس کے ایمان میں شک ہے۔ خدا اسے رسوا کرے۔

اور بعض نے جو یہ کہا ہے کہ "مجھے یزید کی طرف لے چلو۔ تا کہ میں اس کی بیعت کروں"۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ کلمہ کہہ کر بغاوت سے رجوع کر لیا۔ اور وہ عند اللہ گناہ سے بری ہو گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کوفہ آنا تو ظاہر باہر ہے۔ لیکن یہ کلمہ آپ نے کب کہا اور کیوں کہا اس کے متعلق کوئی ثبوت نہیں۔ چنانچہ حاشیہ نمبر اس ص 541 پر ہے کہ ما وقفت ہذا اللفظ۔ یعنی میں نے اس پر اطلاع نہیں پائی۔ اور اب اگر کسی محمودی عباسی ناصبی کے پاس اس روایت کی سند ہو۔ تو راویوں کا نام تحریر کرے اور ثابت کرے کہ تمام راوی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں نہ کہ یزیدی اور ابن زیاد کے فوجی۔ کیونکہ یہ تو ان لوگوں کے نزدیک کافر اور ملعون ہیں اور کافر اور ملعون کی روایت قابل قبول نہیں۔ اگر کوئی اس روایت کو امام تک ثقہ راویوں اور عادل راویوں کے ساتھ ثابت کر دے تو ایک سو روپیہ انعام کا مستحق ہے۔ جب کہ یہ گروہ ان احادیث کو نہیں مانتا جن کی توثیق جلیل القدر ائمہ نے کی ہے تو ان کی ان بے سر و پا واہی حکایت کو کون تسلیم کرے۔ مزید دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ کلمہ کس وقت کہا جب گھرے یا جب جنگ شروع ہوئی۔ یا جب تمام افراد شہید ہو گئے اور امام اکیلے رہ گئے۔ خوب سمجھ کر بتایا جائے کہ یہ کلمہ کس وقت امام نے اغیار کے سامنے پیش کیا۔ اور اگر ثقہ راویوں کے نام اور ان کا غیر فوجی ہونا ثابت نہ کر سکو تو اس افتراء سے توبہ کرو۔ اور تاریخ کی ہر روایت کو قابل سند نہ سمجھو۔ بلکہ اصول تو یہ ہونا چاہیے کہ اگر کسی عالی قدر کی شان کے مطابق بات نہ ہو اور تاریخ والے بیان کریں تو تسلیم نہ کریں۔ چہ جائیکہ اس قدر لغو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

روایت کوسب کچھ قربان کرنے کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ کہیں کہ میں اب یزید کی بیعت کرتا ہوں۔ خدارا انصاف فرمائیں۔ کہ اس کلمہ کو بیان کرنے والے عظمت امام حسین کو کیا سمجھتے ہوں گے۔ یہ تو کلمہ کوئی باغیرت انسان بھی نہیں کہہ سکتا۔ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ موت سے ڈر گئے۔ یا یزید کی پاک دامنی کا کوئی پروانہ مل گیا۔ بس امام حسین رضی اللہ عنہ دشمنی کی حد گئی۔ اللہ تعالیٰ اس ناپاک خیال سے محفوظ فرمائے۔

17. حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خلیفہ خامس سے اسلام میں یاد کیے جاتے ہیں اور جن کی تقویٰ وطہارت کی حکایات تاریخ میں بکثرت مذکور ہیں۔ ان کے سامنے کسی نے یزید کو امیر المومنین کہا تو آپ نے اسے کوڑے مروائے۔ جیسا کہ اس ص 551 پر ہے۔ وقال اخر امیر المومنین یزید فلجدہٗ۔ ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ اتنا متقی اور عادل بادشاہ یزید کو امیر المومنین کہنا جائز نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی اس کی تعریف سن سکتا ہے۔ بلکہ تعریف کرنے والے کو سزا دیتا ہے۔ کیا اس شخص کو آج امام حق امیر المومنین اور چنین و چناں قطعی جنتی کہا جا رہا ہے۔ جس کو حضرت عمر بن عبد العزیز اتنا بڑا مبغوض اور برا خیال فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واتبع سبیل من اناب الی (لقمان) یعنی ان لوگوں کی پیروی کرو۔ جو میرے قرب میں کوشاں ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی مانند کوئی نیک پیش تو کرو۔ جو یزید کو اچھا کہتا ہو۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔ وبعضهم اطلق اللعن علیه منهم ابن جوزی و صنف کتابا سماه الردعلی المتعصب العنید المانع عن ذم یزید ومنهم الامام احمد بن حنبل مستدلًا بقوله تعالیٰ فهل عسیتم ومنهم قاضی ابو ایعلی مستدلا بقوله علیه الصلوة والسلام من اخاف اهل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

المدینۃ اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین وصح ان یزید ارسل جیشاً الی المدینۃ حتی قتلوا اھلھا وظلموا ظلما شدیدا۔اور بعض نے اس پر لعنت کی ہے۔ان میں سے ابن جوزی ہے۔اور ایک کتاب اس نے تصنیف کی ہے جس کا نام الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم یزید ہے۔یعنی ضدی متعصب کا رد جو یزید کی مذمت کو منع کرتا ہے اور ان میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو قرآن کی آیت ھل عسیتم سے استدلال کرتے ہیں اور ان میں سے قاضی ابو یعلی ہیں جو حدیث نبی کریم سے استدلال کرتے ہیں کہ جس نے مدینہ والوں کو خوف دلایا۔اللہ تعالیٰ اسے خوفناک کرے گا۔اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور یہ صحیح ہے کہ یزید نے مدینہ پر لشکر بھیجا۔یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں کو قتل کیا۔اور بڑا ظلم کیا۔کلمہ پڑھنے والو انصاف' انصاف، للہ انصاف۔اگر یزید جنتی ہوتا اور اس کی بشارت نبی کریم ﷺ سے مروی ہوتی۔تو اتنا بڑا جلیل القدر امام جو بخاری اور مسلم کے استادوں سے ہو اور جس کی شان کا محدث آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر نہ پایا جائے اور جو سنت نبوی ﷺ پر جان نثار کرے۔جیسا کہ اسماء الرجال اور فتح الباری و دیگر کتب شرعیہ میں مذکور ہے کیوں لعنت کرتا اور پھر اس کو قرآن مجید کی آیت سے موید فرماتا۔اور ابن جوزی جس کی حدیث دانی تمام اہل علم پر ظاہر ہے۔کیونکہ حامیان یزید کا رد فرماتا ہے اور حافظ ابوالعلی جو حدیث میں مسند ابوالعلی کا مصنف کیوں حدیث سے لعنت کا استنباط کرتا۔معلوم ہو گیا کہ یہ ناصبیوں کی کارستانی ہے کہ یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے پھرتے ہیں ورنہ کسی محدث کسی امام نے یزید رحمۃ اللہ نہیں کہا۔اور نہ امیرالمومنین کہنے کی اجازت دی ہے۔اگر کوئی محمودی' عباسی' ناصبی ہمت رکھتا ہو تو دکھائے کہ نبی کریم ﷺ نے کہاں یزید کا نام لے کر پیشین گوئی فرمائی ہے کہ وہ جنتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہو کہ یزید جنتی ہے۔ اگر کوئی ہمت کرے تو میں یک صد روپیہ انعام دوں گا۔ اگر نہ دکھا سکو اور قیامت تک نہ دکھا سکو گے تو پھر ذرا سوچو کہ مسلمانوں کا جم غفیر کس طرف ہے۔ آئمہ کرام اور محدث کیا فرما رہے ہیں۔ سواد اعظم سے کٹ کر غلط نعرے نہ لگاؤ۔

18. یہی علامہ اسی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔ فنحن لانتو قف فی شانہ بل نتوقف فی ایمانہ لعنة اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ۔ ہم اس کی شان میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔ یہ کتاب اہل سنت کے عقیدہ کی کتاب ہے۔ اور علامہ موصوف اہل سنت کی طرف سے ہی کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم اس کی لعنت میں ڈھیل نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے ایمان میں شک کرتے ہیں۔ یزید اور اس کے مددگاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

بعض حامیانِ یزید نے کہا ہے کہ اگر کسی پر لعنت کہیں اور اس کا حق دار نہ ہو تو لعنت اس پر لوٹ آتی ہے اور اگر کافر کہا اور وہ کافر نہ ہوا تو کفر اس پر لوٹ آتا ہے۔ لہٰذا یزید کو ملعون یا کافر نہ کہو۔ کیونکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا۔ اور یہ کلمہ تم پر لوٹ آئے گا۔ بلکہ ایک یزیدی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم رحمتہ اللہ کہیں گے۔ اگر یزید حقدار نہ ہوا تو وہ رحمت ہم پر لوٹ آئے گی۔ شاباش کیسی عجیب بات کہی۔ آج ہی سے ابلیس رحمتہ اللہ علیہ، فرعون رحمتہ اللہ علیہ، نمرود رحمتہ اللہ علیہ کہنا شروع کر دو۔ اور مرزا قادیانی پر رحمت کے ٹوکرے نچھاور کیا کرو۔ آج تک امت محمدیہ میں سے کسی نے یہ مسئلہ بیان نہیں کیا۔ صرف یزید کے ایجنٹ کو یہ سوجھا۔ اگر کسی محدث، فقیہ، مفتی نے یہ مسئلہ بیان کیا ہو کہ جو رحمتہ اللہ علیہ کے قابل نہ ہو۔ اسے بھی رحمتہ اللہ علیہ کہیں تو وہ رحمت واپس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لوٹ آتی ہے۔تو یک صد روپیہ انعام پیش کیا جائے گا۔ اس برتے پر مولف اور مصنف بننے کا شوق۔تو اگر حدیث شریف کا یہی مطلب ہے جو عباسی گروہ بتا رہا ہے تو فرمایا جائے کہ یہ حضرات جو یزید کو ملعون اور کافر بتا رہے ہیں۔ یہ کافر اور ملعون ہیں یا کہ نہیں۔اور کب تک نام بنام سب کی تکفیر کی جائے گی۔ نادانو! ذرا سوچو اگر حدیث کا یہی مطلب ہوتا جو تم بتا رہے ہو تو پھر آپ کے نزدیک کیا عذر ہے۔اعلان فرمائیں کہ امام احمد بن حنبلؒ ملعون ہے۔ابوالعلی ملعون ہے۔

علامہ مظہری ملعون ہے۔اگر ہمت ہے تو ایک کتابچہ میں تمام اکابرین امت کے نام لے کر لعنت کریں۔دیکھئے اپنی جہالت کے سبب کس غار میں گرے ہو۔کہ قیامت تک نکلنا ہی مشکل۔اگر شرم و حیا رکھتے ہو تو یا اعلان کرو کہ حدیث کا مطلب ہم نہیں سمجھے۔یا یزید کو ملعون کہنے والے اور کافر کہنے والوں پر فتوے چھاپ کر شائع کرو۔اگر میرے اس مطالبہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو چلو بھر پانی میں ڈوب کر مر جاؤ۔ محمود عباسی اور دیگر چھوٹوں بڑوں سے مدد لے کر فتوے دو۔کہ حدیث کا جو مطلب تم نے سمجھا اس کی رو سے یہ تمام اکابرین دین کافر اور ملعون ٹھہرے۔اور کافر اور ملعون کو اپنا امام کہنا۔مانا' اسے جروح و تعدیل کا امام بنانا اور ان کے حوالے دے کر فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخدوش ثابت کرنا۔یہ کہاں کی ایمانداری ہے۔سچ ہے۔جیسا امام ویسا مقتدی۔خود بولو تم کون ہوئے۔اسی لیے شور مچاتے ہو کہ ہم رافضیوں کو مٹائیں گے رافضیوں سے بڑھ کر کام عباسی ٹولے نے کیا۔کہ ایک ہی جست میں بڑے بڑے اکابروں کو کافر اور ملعون بنا دیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

19. تفسیر مواہب الرحمٰن سورہ حشر ص 145 پر ہے۔کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوحی الٰہی یہ بات قطعاً معلوم تھی۔کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر بترتیب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

خلفاء ہوں گے۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک جماعت قریش و بنی امیہ سخت مناقشہ کریں گے۔چنانچہ آئندہ حدیث لا ارا کم فاعلین میں ظاہر ہوگا۔ بلکہ آپ جانتے تھے کہ آئندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہوں گے۔ کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے منحرف ہو کر توہین کریں گے۔اور آپ کی عترت طیبین کے ساتھ ظلم سے پیش آئیں گے۔اور سورہ حشر ص 162 پر لکھتے الحاصل حدیث مشہور میں فقط عموماً جمیع اہل بیت کی محبت کا اور خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا التزام مومنوں پر لازم فرمایا۔اور آپ نے یہ حجت تمام فرمائی۔ اگر چہ آپ کو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہوں گے۔جس پر قیامت تک شناعت بلکہ لعنت باقی رہے گی۔ اور سورہ حشر ص 166 حاشیہ پر ہے۔ کیونکہ یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنیکی بدذاتی سرزد ہوئی۔

حتیٰ کہ حضرت مقدس امام الدنیا والدین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ وعن ائمہ کرام نے یزید پلید سے بیعت کو منظور نہیں فرمایا۔

20. حضرات مولانا سید امیر علی صاحب ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ مصنف و مترجم کتب کثیرہ مثلاً نور الہدایہ' شرح وقایہ' فتاوٰی ہندیہ' بخاری وغیرہ و تفسیر مواہب الرحمٰن کس طرح یزید کو پلید' قرآن سے انحراف کرنے والا' ظالم' قیامت تک اس پر لعنت کا قول کرنے والا' قتل و توہین اہل بیت کا مجرم قرار دے رہے ہیں۔کیا اتنے بڑے عالم کو جس نے بخاری کی شرح لکھی۔قرآن مجید کی تفسیر لکھی یہ معلوم نہ ہوسکتا کہ بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید کے جنتی ہونے کی پیشین گوئی کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یزید کے متعلق اللہ تعالیٰ کی وحی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ یہ خونخوار بھیڑیا میری عترت کا خون پئے گا۔اسی لیے آپ نے فرمایا کہ ساٹھویں سال سے اللہ کی پناہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور محدثین نے فرمایا کہ یزید کی حکومت کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ فتح الباری کے حوالہ سے لکھا جا چکا ہے۔ اس پر بھی یزید کو رحمتہ اللہ کہنے والے اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے۔ اور بڑے بڑے اکابر علمائے کرام کے ذمہ غلط روایت منسوب کرتے ہیں کہ فلاں امام نے کہا کہ ہم نماز میں یزید پر رحمتہ اللہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی محمود عباسی کا پس خوردہ ہضم کرنے والا احیاء العلوم سے امام غزالی کا قول دکھائے تو یک صد روپیہ انعام پائے۔ اپنے تمام اعیان و انصار کو دعوت دو۔ اور تمام مل کو کوشش کرو۔ ہرگز ہرگز احیاء العلوم مصنفہ امام غزالی سے نہ دکھا سکو گے اور اگر نہ دکھا سکو تو جھوٹوں پر لعنت بھیجو۔

21. جناب اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ بھی درج کیا جاتا ہے۔ یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہل سنت فاسق و فاجر و جری علی الکبائر تھا۔ اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق اور اتفاق ہے...... امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور اس کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے ہیں۔ اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں۔ (عرفان شریعت حصہ دوم ص 31)

پھر فرماتے ہیں اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے۔ اور ضلالت و بے دینی ہے۔ بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سید عالم ﷺ کا شمہ ہو۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو و عنود ہے۔ اور ان کلمات شنیعہ سے حضرت بتول زہرا، حضرت علی مرتضیٰ اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کا دل دکھا چکا ہے۔ اللہ واحد قہار کو ایذا دے چکا ہے۔

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔ ان الذین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یوذون اللہ ورسولہٗ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ
واعدلھم عذابا مھینا (عرفانِ شریعت حصہ دوم ص 33)

حضرات علمائے کرام اور محدثین ومجددین کے اقوال مبارکہ سے یہ واضح ہو گیا کہ یزید فاسق فاجر اور کبائر کا مرتکب تھا۔ اور تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں۔ امام امام حسین رضی اللہ عنہ پر جو الزام بغاوت لگائے وہ ناصبی مردود اور دشمن اہل سنت ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے والا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے۔

اعلیٰ حضرت کے متعلق کہ وہ یزید کو جنتی سمجھتے ہیں نہایت ہی قبیح افترا ہے۔ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم نہ جنتی کہتے ہیں نہ دوزخی۔ جیسے نہ مومن کہتے ہیں نہ کافر۔ ثبوت ملاحظہ ہوا۔ اس کے بعد جو یہ کہے۔ اعلیٰ حضرت یزید کو جنتی کہتے ہیں وہ کتنا مفتری ہو گا۔ احکام شریعت حصہ دوم ص 81 پر فرماتے ہیں۔ یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین اقوال ہیں۔ امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی۔ اور امام غزالی وغیرہ مسلمان جانتے ہیں تو اس پر کتنا عذاب ہو۔ بالآخر بخشش ضرور ہے۔ اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر۔ لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسئلہ واضح کر دیا کہ یزید قطعی جنتی نہیں۔ اور نہ ہی اس بشارت کا مصداق ہے۔ اگر قطعی جنتی ہوتا اور بخاری کی اس حدیث کا مصداق ہوتا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز اسے کافر نہ کہتے۔ کیا قطعی جنتی کو اور مبشر رسول علیہ السلام کو کافر کہنے والا ایماندار رہ سکتا ہے۔ بقول مولف معارف یزید جو ایماندار کو کافر، منافق وغیرہ کہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے شیدائی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور کسی نے آج تک ان پر تنقید نہیں کی۔ اور انہیں اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فتوے پر ہرگز ہرگز مطعون نہ کیا۔ اور پھر امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سکوت فرمایا اور اسے مسلمان نہ کہا۔ کیا جو قطعی جنتی ہو اسے جنتی نہ سمجھنا کفر نہیں۔ مثلاً جو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام جن کو نام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی فرمایا جنتی نہ سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ معارف یزید والا یزید کو قطعی جنتی بتا رہا ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنتی ہونے اور مسلمان کہنے سے سکوت فرما رہے ہیں تو پھر ان کے قول کے مطابق امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معاذ اللہ یزید کو نہ جنتی اور نہ مسلمان کہنے سے گریز کر کے کافر تو نہ ہو جائیں گے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو جھٹلانے والے نہ ہوں گے۔ دیکھو بغیر بزرگوں اور جاننے والوں کی ہدایت کے اگر کوئی رائے اختیار کی جائے تو وہ جہنم میں لے جاتی ہے۔ امام غزالی اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو یزید پر لعنت کرنے اور کافر کہنے سے سکوت فرماتے ہیں وہ اس حدیث کے سبب نہیں۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ یزید کا کفر خبر احاد سے ثابت ہوتا ہے۔ متواتر قطعی نہیں۔ اور ہر انسان کا موت سے پہلے توبہ کرنا ممکن ہے لہٰذا صرف امکان توبہ ہونے اور کفر قطعی متواتر نہ ہونے کے سبب توقف فرماتے ہیں۔ مگر یزید کی تعریف نہیں کرتے۔ اگر معارف یزید کا مولف امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یزید کا امام حق ہونا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا باغی ہونا ثابت کر دے تو یک صدروپیہ انعام پائے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی کتابوں میں خصوصاً احیاء العلوم میں یزید کی کوئی مدح اور تعریف نہیں کی اور اسے رحمۃ اللہ علیہ نہیں لکھا۔ یہ مؤلف نے امام پر افترا باندھا ہے اگر احیاء العلوم سے یہ عبارت دکھا دے کہ یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہے تو یک صدروپیہ مزید انعام حاصل کرے۔ اور یہ جو کہا ہے کہ امام غزالی نے کہا ہے کہ ہماری ہر نماز میں اللھم اغفر للمومنین والمومنات میں داخل ہے کیونکہ وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مومن تھا اور جو کہے کہ یزید نے حکم دیا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا جائے وہ پرلے درجے کا احمق ہے۔ یہ سب امام پر افترا ہے اور احیاء العلوم میں ہرگز نہیں بلکہ مؤلف نے امام کے ذمہ لگایا ہے۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر دم کر لے۔ ائمہ اربعہ محدثین خصوصاً امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی اور ان کے شارحین نے کہیں بھی یزید کی تعریف نہیں کی۔ بلکہ بقول اعلیٰ حضرت جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے وہ یزید کی تعریف کر ہی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ اسے جنتی اور امام حق وغیرہ کہے۔ اللہ تعالیٰ اس بدعقیدگی سے بچائے۔ بلکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر تشنیع کی کہ جب ان کے پاس رسول آئے تو انہوں نے ایک فریق کی تکذیب کی۔ اور ایک فریق کو قتل کیا۔ اور کہا ''جب رسول تمہارے پاس معجزات لے کر آئے تو انہیں قتل کیوں کیا۔'' تو یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ ہم نے تو کسی رسول کو قتل نہیں کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے اکابر اور آباؤ اجداد نے ایسا کیا۔ اور تم ان سے راضی ہو۔ لہٰذا تم انہیں میں سے ہو اور ویسے ہی مجرم۔ چنانچہ خازن جلد اول ص 70 مصری میں (فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل) کے تحت انما اضاف القتل للمخاطبین من الیہود وان کا سلفتہم قتلوہ فہم رضوا بفعلہم قیل اذا عملت المعصیتہ فی الارض فمن کرھاوا نکرھا بری منہا ومن رضی فیہا کان من اہلہا قتل کو مخاطبین یہودیوں سے منسوب کیا ہے۔ اور اگرچہ ان کے پہلوں نے قتل کیا کیونکہ وہ ان کے فعل سے راضی تھے۔ جب زمین میں برا کام کیا جائے جو اسے برا جانے اور انکار کرے وہ اس سے بری ہے اور جو اس سے راضی ہو وہ انہیں میں سے ہے۔ پس اس اصول کے ماتحت جو یزید اور اس کے لشکریوں کی مدح وستائش کرتا ہے اور امام پر خروج اور بغاوت کا الزام لگاتا ہے۔ اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کہتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا تو اسلام مردہ ہو جاتا۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے شنیع اور واہی کلام سے محفوظ رکھے۔ یہ لوگ کل قیامت کو یزید کے ساتھ حشر کئے جائیں گے اور اسی سزا میں گرفتار ہوں گے جو قاتلین امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملے گی۔ شائد اس نکتہ کو سمجھتے ہوئے مولف معارف یزید نے اعلان کیا ہے کہ میرا عقیدہ ہے کہ قاتلین امام حسین رضی اللہ عنہ کافر اور ملعون ہیں مگر یزید کو خارج کرنے کا عذر تراشتا ہے کہ اس نے حکم نہیں دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا جائے۔ حالانکہ اگر ذرا سی بھی عقل ہوتی تو سمجھتے کہ پہلا حکم یزید پلید اخبث الناس مطرود بارگاہِ رب العزت اور مردود بارگاہِ رسالت نے یہی دیا تھا کہ اگر امام حسین رضی اللہ عنہ بیعت سے انکار کریں تو اس کا سر قتل کر کے کوفہ بھیجا جائے۔ چنانچہ تاریخ الیعقوبی جلد دوم ص 241 مطبوعہ بیروت میں ہے۔ کتب الی الولید بن عتبة بن ابی سفیان وھو عامل المدینة اذا اتاك کتابی۔ فاحضر الامام حسین بن علی وعبد اللہ بن الزبیر فخذھما بالبیعة لی فان امتنعا واضرب اعناقھما وابعث لی برء وسھما یعنی یزید نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان عامل مدینہ کو لکھا کہ جس وقت میرا یہ حکم تجھے پہنچے امام حسین ابن علی اور عبداللہ بن زبیر کو حاضر کرو۔ اور انہیں میری بیعت کے لیے پکڑو۔ اگر انکار کریں تو ان دونوں کی گردنیں مار دو۔ اور ان کے سر میرے پاس بھیج دو۔ اتنے صاف اور صریح حکم کے ہوتے ہوئے کہنا کہ یزید قتل امام حسین رضی اللہ عنہ سے بری ہے۔ سورج پر خاک ڈالنے کے مترادف ہے۔ الاخبار الطوال ص 227 مطبوعہ بیروت میں ہے۔ فکتب الی الولید بن عتبة یا مرہ ان یاخذھم اخذا شدیدا لا رخصة فی ذالک۔ پس ولید بن عتبہ کو لکھا اور اسے حکم دیا کہ انہیں سختی سے پکڑیں۔ اور اس میں ہرگز ہرگز رخصت نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(تاریخ کامل جلد 4 ص 6 طبری جلد 6 صفحہ 118 بحوالہ کربلا۔ مولفہ میاں محمود علی۔ پی۔ ای۔ ایس۔)

''امام حسین ابن علی' عبد اللہ بن زبیر سے ہماری بیعت لی جائے۔ اور بغیر اطاعت ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اس معاملہ پر سخت مواخذہ کرو اور جو رضامند نہ ہو تو اس کا سر ہماری طرف روانہ کرو''۔ اور ایسا ہی جناب حکیم باغ علی صاحب سابق ممبر میونسپل کمیٹی اپنی شہرہ آفاق کتاب آئینہ عرفان میں فرماتے ہیں۔ ص 40۔

دیکھ یزید پلید حرامی دنیا کارن بھائی — دین یقین ایمان اپنے دی اس جڑ بنیاد اڈائی

وچ یزید نکاح لیاندی جسدم دنیا آکے — کیتا خون مباح سید دا گھر حکم چلا کے

اوس یزید پلید دا جوٹھا منہ وچہ جیکر پائیں — ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں اپنا آپ ونجائیں

اور مولوی باغ علی صاحب کا یہ حکم نامہ ایک ولی اللہ جناب بو علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمودہ ہے۔ معلوم ہو گیا کہ مورخین اور اولیاء اللہ یزید پلید حرامی کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی علامہ محی الدین خباط نے اپنی کتاب دروس التاریخ الاسلامی میں لکھا ہے۔ امر وقتل الامام حسین یعنی یزید نے قتل امام حسین کا حکم دیا ہے۔ اور حضرت سکینہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فرماتی ہیں۔ کانت سکینۃ تقول ما رأیت کافراً باللہ خیر من یزید ابن معاویۃ۔ (کامل ابن اثیر جلد 4 ص 74) سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے یزید ابن معاویہ سے بہتر کافر کوئی نہیں دیکھا اور اسے ہرگز ہرگز بری خیال نہیں فرماتے بلکہ سوچیں تو سہی کہ ابن زیاد تو بصرہ میں تھا۔ اسے کوفہ میں کس نے بھیجا۔ اور اس نے کس کے حکم سے کوفہ کی گورنری حاصل کی۔ اور نائب امام حسین رضی اللہ عنہ جناب مسلم بن عقیل کا سر قلم کر کے یزید کو اطلاع دی۔ ذرا تاریخ کی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ مصنفہ علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کو دیکھا ہوتا تو پتہ چلتا کہ سب کچھ یزید پلید کے حکم نامہ سے ہوا اور یزید نے ہی حضرت مسلم بن عقیل کے قتل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کا حکم دیا۔ اگر کوئی میرے اس حوالہ کو غلط ثابت کر دے تو میں یک صد روپیہ انعام دوں گا۔ جبکہ نائب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم صادر کیا جا رہا ہے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم کیوں نہ ہو گا۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے کس کی بیعت لی۔ کیا خود دعویٰ خلافت کیا یا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لیتے رہے جب یہ تمام واقعات یزید کو لکھے گئے اور اس نے اطلاع پا کر ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ تو پھر یہ کہنا کہ یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا علم ہی نہ تھا اور اس کی بے علمی میں ہی قتل کر دیئے گئے کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ کہ آج تک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کسی نے ایسا جھوٹ اختراع نہ کیا ہو گا۔ محمود عباسی کی ذریت دراصل یزید کے جرم پر پردہ ڈالنے کی انتہا درجہ کی کوششیں کرتی ہے۔ مگر کوئی کارگر نہیں ہوتی۔ کبھی بخاری شریف کی حدیث مدینہ قیصر پر جہاد والی پیش کی جاتی ہے اور مغفور لہم دکھا دکھا کر قوم کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ کہ یزید چونکہ اس جہاد میں شریک تھا لہٰذا جنتی ہے۔ مگر عباسی کو اور اس کی ذریت کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام نے اعمال کا دارومدار خاتمہ پر رکھا ہے۔ انما الاعمال بالخواتیم صحاح کی مشہور حدیث ہے۔ کوئی جہاد کرے، حج کرے، نماز پڑھے، روزہ رکھے، زکوٰۃ دے۔ اگر اس کی تمام شرائط پوری نہ کرے۔ اور ان کو ساتھ قبر میں نہ لے جائے۔ ہرگز ہرگز نجات کے لیے یہ کافی نہیں۔ صحاح کی مشہور حدیث کہ آگ سب سے پہلے مجاہدوں، حاجیوں، نمازیوں، علماء پر بھڑکائی جائے گی۔ کیونکہ انہوں نے نمود کے ساتھ یہ اعمال کیے ہوں گے۔ تو پتہ چلا کہ عمل وہی نجات کا ذریعہ ہے جو نیت خالص سے ہو۔ اور خاتمہ اسی پر ہو جائے نہ کہ محض عمل۔ اسی لیے فتح الباری میں ہے کہ مغفور لہم مقید بشرط ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو۔ اور ایسا ہی عینی میں ہے۔ اور دوسرا صرف لشکر میں شریک ہونا موجب فلاح ہو جاتا ہے۔ یا کفار سے لڑائی لڑ کر قابل جنت بنتا ہے یزید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کے متعلق کسی تاریخ میں ہے کہ اس نے جہاد میں شرکت بھی کی بلکہ فتح الباری میں یہ لکھا ہے واما قول ابن التین یحمل ان یکون لم یحضر مع الجیش مردود والا ان یرید لم یباشر القتال فیمکن۔ (فتح الباری جلد ششم ص 443) اور ابن التین کا یہ قول کہ احتمال ہے کہ یزید لشکر کے ساتھ حاضر نہیں تھا رد کر دیا گیا ہے۔ مگر ابن تین کا یہ ارادہ ہے کہ اس نے جہاد نہیں کیا یہ ممکن ہے۔ فتح الباری نے جہاد نہ کرنے کو ممکن کہہ کر واضح کر دیا کہ قسطنطنیہ کے حملہ میں یزید اگرچہ لشکر کا امیر تھا۔ مگر خود جہاد میں شریک نہ تھا۔ اور یہ بزرگی اور فضیلت تو ان کے لیے ثابت ہوگی جو جہاد میں شریک ہوں نہ کہ لشکر میں شریک ہونے سے۔ رسالہ زیادہ تفصیلات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر زیادہ تفصیل معلوم کرنی ہو تو عینی فتح الباری دیکھیں۔ اور کبھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن پکڑا جاتا ہے۔ حالانکہ معارف یزید والا لکھتا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتے ہی کسی کا قول و کردار نہیں دیکھنا چاہئے۔ اب رسلیا والا مصطفیٰ علیہ السلام کی احادیث دیکھے۔ سنت نبوی علیہ السلام کو ملاحظہ کرے۔ کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو جنتیوں کا سردار فرمایا۔ اس کی محبت اپنی محبت اور اس کی دشمنی اپنی دشمنی قرار دی۔ اسے شہید کربلا قرار دیا۔ اور اس جگہ کی مٹی حضور علیہ السلام کو دکھائی گئی۔ خبر قتل سن کر حضور علیہ السلام کی آنکھیں آنسو سے تر ہو گئیں۔ اور شہادت کے وقت مثالی طور پر قلق و اضطراب کا ظہور ہوا۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کے انتقام میں ستر ہزار قتل کیے گئے تھے تیری بیٹی کے بیٹے کے قتل میں ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کیے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ یہ میرا بیٹا کربلا میں شہید ہوگا۔ جو تم میں حاضر ہو اس کی مدد کرے۔ اس حدیث کو ابن سکن اور بیہقی نے کتاب الصحابہ میں اور ابو نعیم نے روایت کیا۔ تمام احادیث صحیح اور حسن ہیں اور مرتبہ حسن سے کوئی بھی کم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہیں۔ ان احادیث کے ہوتے ہوئے یزید اوراس کی فوج کی مخالفت ہر مسلمان پر لازمی ہے مگر مولف معارف یزید دن رات یزید کے گن گاتا ہے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیتا ہے۔ اور واہی تباہی روایت سے ان کی توبہ بیان کرتا ہے۔ حالانکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوئے۔ اگر ائمہ اربعہ سے یا صحاح ستہ کی احادیث سے یا معتبر شارحین کرام سے ثبوت بہم پہنچائے۔ تو پھر بھی التفات کیا جائے۔ مگر ان واہی تباہی روایت کا جس کا نہ سر اور نہ پیر۔ کون قبول کرے۔ کوئی صحیح روایت بمعہ نام راویاں اور علمائے جرح وتعدیل سے ان کی ثقات بیان کی جائے تو پھر بھی کچھ بات ہو۔ صرف روایات مخدوشہ سے کام نہیں چلتا۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ مدینہ منورہ سے لے کر کربلا کے میدان تک امام حسین رضی اللہ عنہ کون تھے اگر باغی تھے۔ اور امام حق سے خروج کر کے نکلے تھے تو کیا واجب القتل نہیں تھے اور جاہلیت میں مبتلا نہ تھے۔ ذرا مصطفیٰ علیہ السلام کی احادیث دیکھ کر جواب فرمانا اور اگر ایسا ہی تھا تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ الحسین منی وانا من حسین۔ (ترمذی)

اور اس کی ایذا کا اپنی ایذا قرار دینا اور اس کی اہانت کو اپنی اہانت قرار دینا کس طرح ٹھیک ہوسکتا ہے۔ جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے وہ اس ملعون کلمہ سے کانپ اٹھتے ہیں۔ مسلمان کو تو قرآن نے تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ اور اگر کوئی تنازعہ کھڑا ہو تو اللہ اور رسول کی طرف لوٹو۔'' معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کسی شرط کے ساتھ مقید نہیں۔ ہر حال اطاعت ہے۔ مگر بادشاہ کی اطاعت مقید ہے۔ اور مشہور حدیث ہے کہ اللہ کی معصیت میں خلقت کی اطاعت نہیں۔ بخاری اور مسلم میں کتنی حدیثیں ہیں۔ جن میں جواز خروج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

افسانہ گڑھا۔ کہ انہوں نے توبہ کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے متعلق کیا کہیں گے۔ کیا انہوں نے بھی یزید کے خروج سے توبہ کی۔ اگر انہوں نے خروج سے توبہ نہیں کی۔ اور وہ جنت میں ہیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ کیوں گنہگار ہوئے۔ خدا شرم وحیا عطا کرے اور دشمنی اہل بیت سے بچائے۔ محبت اہل بیت سرمایہ نجات ہے اور دشمنی اہل بیت جہنم میں جانے کا راستہ ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ کر کہ یہ شیعہ نے روایت کی۔ روایت کو مخدوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور معارف یزید والے نے اس سے پہلے تحقیق لفظ شیعہ نامی رسالہ میں لکھا ہے کہ شیعہ ہونا کافر ہونا ہے۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ لفظ شیعہ عربی لغت میں صرف گروہ کو کہا جاتا ہے اور حدیث اور قرآن میں یہ لفظ امت محمدیہ پر بھی آیا ہے۔ کہ شاہ صاحب نے تحفہ اثناعشریہ میں فرمایا ہے کہ اہل سنت و جماعت شیعہ اولیٰ ہیں۔ اور فرمایا یہ حدیث کہ اے علی تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہیں" اس کے مصداق اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور علامہ فتح الباری کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ شیعہ سے روایت قبول کر لی جائے گی۔ اور آپ نے شیعہ راویوں کی فہرست دی ہے جن سے بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے۔ اگر شیعہ ہونا کفر کو مستلزم ہوتا تو پھر بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیعوں سے روایت کیوں کرتے۔ اور شاہ صاحب اپنے آپ کو شیعہ اولیٰ کیوں فرماتے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فرماتے کہ اے علی تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہیں۔ ہاں رافضی جو حضرت علی کی محبت کا مدعی ہو اور آپ کو صحابہ پر خصوصاً حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، پر ترجیح دے اور تینوں کو تبرا کرے، وہ شریعت اسلامیہ کی رو سے اس قابل نہیں کہ اس سے روایت کی جائے۔ صرف شیعہ ہونے سے روایت مخدوش نہیں ہوتی حافظ حدیث، استاد بخاری جناب عبدالرزاق کی شان سے کون واقف نہیں۔ مگر انہیں بھی محدثین نے شیعہ لکھا ہے۔ اور حافظ الحدیث نسائی کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔اور حب علی رضی اللہ عنہ ہی ان کی وفات کا سبب بنی۔راوی کو صرف شیعہ کہہ دینا روایت کو بے اعتبار نہیں بناتا۔ بلکہ جب تک اسے رافضی ثابت نہ کیا جائے اور ثابت نہ کیا جائے کہ وہ اصحاب ثلاثہ کو تبرا کرتا ہے عام صحابہ کا ارتداد بیان کرتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قذف کی تہمت لاتا ہے۔قرآن مجید میں کی کا قائل ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل مانتا ہے۔تقدیر کا منکر ہے اور رویت باری ہی کا انکاری ہے جب کوئی روایت یزید کی ذم کی پیش کی جائے تو عباسی جھٹ کہتے ہیں کہ یہ راوی شیعہ ہیں۔ یہ عذر قابل قبول نہیں۔ رافضی ثابت کرو۔تو پھر روایت قابل رد ہوسکتی ہے۔یا قبول نہ کرنے کی کوئی دوسری علت ہوتو قبول نہ کی جائے گی صرف راوی کا شیعہ ہونا قابل جرح نہیں۔

ابھی بہت کچھ علمائے اہل سنت و جماعت ومحدثین کی رائیں باقی ہیں اور رسالہ طویل ہوگیا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ اگر ضرورت محسوس کی گئی تو پھر علامہ شیخ الاسلام الوسی کی تفسیر روح المعانی سورۃ محمد سے اور سیدی و مولائی عمدۃ الواصلین و برہان المناظرین۔ پیر سید مہر علی شاہ صاحب کا فتویٰ در بارہ یزید شائع کیا جائے گا۔اور علمائے اہل حدیث کی رائیں بھی درج کی جائیں گی۔اللہ تعالیٰ حب اہل بیت پر موت دے اور ان کے ساتھ ہی حشر کرے۔

سُبُحَانَ رَبِّكَ رب العزت عما يصفون وَسَلامٌ عَلَى
الْمُرسلين والحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلمين ط

حواشی صفحہ نمبر 12

معارف یزید کا مولف علمائے دیو بند کا بہت مداح ہے اور کہتا ہے کہ انہوں نے بہت ہی خدمت اسلام کی ہے۔لہٰذا بانی مدرسہ دیو بند مولوی محمد قاسم اور شیخ الحدیث

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مدرسہ دیوبند مولوی امام حسین احمد کی رائے یزید کے متعلق درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول مکتوب نمبر 89 صفحہ 253 ''چنانچہ بر تاریخ داناں و حدیث خواناں پوشیدہ نیست غائت ما فی الباب خرابی ہائے پنہانی کہ داشت ہمچو منافقاں کہ در بیعت رضوان شریک بودند۔ بوجہ نفاق رضوان اللہ نصیب اوشان نشد یزید ہم فضائل ایں بشارت محروم ماند۔'' چنانچہ تاریخ جاننے والوں اور حدیث پڑھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ انجام کار خرابی ہائے کہ پوشیدہ رکھتا تھا منافقوں کی طرح کہ بیعت رضوان میں شریک تھے بسبب نفاق کے اللہ کی رضا ان کے نصیب نہ ہوئی۔ یزید بھی اس بشارت سے محروم رہا۔'' اگر اس گواہی کے بعد بھی مولف کی بدبختی اور محرومی پر ایمان نہ لائے تو کہیں گے کہ حقیقتاً مولف دیوبندیوں کو یا وہ گوگر دانتا ہے اور صرف زبان سے ان کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔ جو کہ نفاق کے مترادف ہے' لگے ہاتھوں دیوبندیوں' اہل حدیثوں کے روحانی جد امجد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بھی ارشاد سنئے تاکہ پوری تسلی ہو جائے۔ کہ یزید پلید اس بشارت کا ہرگز ہرگز مستحق نہیں اور نہ ہی اس حدیث سے اس کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے قوله مغفورلهم تمسك بعض الناس لهذا الحديث فى نجات يزيد لانه كان من جملة هذا الجيش الثانى بل كان راسهم ورئيسهم على ما يشهد به التواريخ۔ والصحيح انه لا يثبت بهذا الحديث الا كونه مغفوراً له ما تقدم من ذنبه على هذه الغزوة لان الجهاد من الكفارات وشان الكفارات ازالة اثار الذنوب السابقه عليها لاالواقعة بعدها نعم لو كان مع هذا الكلام انه مغفور له يوم القيامة يدل الى نجاته واذ ليس فليس۔

(شرح تراجم ابواب البخاری۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نبی کریم ﷺ کا قول مغفور لہ بعض آدمیوں نے اس حدیث سے یزید کی نجات کے بارے تمسک کیا ہے۔ کیونکہ وہ اس دوسرے لشکر میں سے تھا' بلکہ ان کا سردار اور امیر تھا۔ جیسا کہ تواریخ نے گواہی دی اور صحیح یہ ہے کہ یہ بات ثابت نہیں ہوتی (یعنی یزید کی نجات) اس حدیث سے۔ مگر اس جہاد سے پہلے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کیونکہ جہاد کفارات سے ہے۔ اور کفاروں کی شان پہلے گناہوں کے آثار کو دور کرنا ہوتا ہے نہ کہ جو پیچھے واقع ہوں ہاں اگر اس کلام کے ساتھ الی یوم القیامتہ کا لفظ ہوتا تو اسکی نجات پر دلالت کرتا۔ اور جب یہ لفظ نہیں۔ پس وہ ناجی بھی نہیں۔ اس کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ بل امرہ مفوض الی اللہ تعالیٰ فیما ارتکبه من القبائح بعد هذا الغزوة من قتل الحسین علیه السلام وتخریب المدینة والاصرار علی شرب الخمر بلکہ اس کا انجام اللہ کے سپرد ہے۔ جو کچھ برائیاں اس نے اس جہاد کے بعد کمائیں۔ امام حسین علیہ السلام کا قتل' مدینہ کی بربادی اور شراب نوشی پر اصرار' شاہ صاحب نے قتل امام حسین' تباہی مدینہ کو یزید کی طرف منسوب کیا۔ اور نیز دائمی شرابی بتایا اور ایسا ہی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے ثابت کیا گیا۔ اگر اس پر بھی مولف یزید کی مدح سرائی میں مشغول رہے تو اس کی قسمت کی ہار ہے۔ حضرت عماد الدین ابن کثیر جو کہ نہایت ہی ثقہ محدث' مفسر اور مورخ ہے۔ اپنی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ میں لکھتا ہے۔ فلما رجعو ذکر ولا هلهم عن یزید ما کان تبع منه القبائح فی شربه الخمر ما تبع ذالك من الفواحش الشر من اکبرها ترك الصلوٰۃ عن وقتها بسبب السکر فاجتمعوا علی خلعه فخلعوه عند المنبر النبوی۔ یعنی جس وقت وہ واپس آئے (عبداللہ بن حنظلہ اور اس کے ساتھی) انہوں نے اپنوں سے یزید کے متعلق جو برائیاں شراب پینے سے واقع ہوئیں بیان کیں اور وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جو فحش کی پیروی کرتا تھا۔ ان سے بڑی نماز کو وقت سے تاخیر کرتا تھا۔ بسبب نشہ کے۔ پس انہوں نے اس کی بیعت سے خلع پر اجتماع کیا۔ اور مسجد نبوی کے پاس خلع کیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد 6 ص 234)

امام مالک نے کہا کہ جنگ حرہ میں سات سو قاری حافظ قرآن کے شہید ہوئے۔ اور ان میں تین نبی کریم ﷺ کے اصحابی تھے۔ اور یہ واقعہ یزید کی امارت میں ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَنْ اَعَانَ علی قَتْلِ مسلم ولو بِشَطْرِ کَلِمَةٍ لَقِی الله وهو مکتوب بین عَیْنَیْهِ آئس من رحمته الله رواه ابن ماجه۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے مسلمان کے قتل میں مدد کی اگرچہ کسی بات سے وہ اللہ کو ملے گا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا۔ ''اللہ کی رحمت سے ناامید''۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ یزید نے کہا انما خرج من الدین ابوک واخوک (طبری) یعنی تیرا باپ اور بھائی دین سے نکل گئے۔ معارف یزید والے کے فتوے کی رو سے یزید جنتیوں کے سردار کو کافر کہہ کر کافر ہو گیا۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ فاسق، فاجر، ملعون، یزید کی مدح سرائی کر کے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کو ناراض نہ کریں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ رسالہ ناصبیوں کے الزامات جوانہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

پر لگائے ان کو دور کرنے والا اور یزید کا سچا فوٹو اور معارف یزید

حصہ اوّل و دوم کا مدلل و مسکت جواب

مسمّٰی بہ

سَیفُ الاَبرَار عَلٰی اَعنَاقِ الفُجَّار

المعروف

معائب یزید (حصہ دوم)

مؤلفہ:

مبلغ اسلام الحاج مفتی محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد صدیقی جی ٹی روڈ کاموں کے

ناشر

فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے

for more books click on the link

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

معائب یزید حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کی حمد جس نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرچشمہ ہدایت بنایا اور قیامت کے دن تک آپ کا سکہ چلایا۔ نبی مکرم ﷺ نے آنے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا۔ جابر بادشاہوں کی حکومتوں میں جبکہ ظلم کی آندھیاں چل رہی ہوں۔ نیکی کی تبلیغ کرنے والوں کے درجات واضح کیے اور کمزور طبیعتوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور نیکی پر گامزن رہتے ہوئے ان حکومتوں میں زندگی کے دن بسر کرنے کے اصول بیان فرمائے۔ حضور علیہ السلام کی پیشین گوئیوں کے ماتحت یزید پلید کی حکومت کا بھی دور آیا اور اس ابتلا کے زمانے میں نیک لوگ دو گروہ ہو گئے۔

ایک نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے ماتحت رخصت پر نظر رکھتے ہوئے یزید سے مصالحت کر لی اور دوسرے گروہ نے یزید کی حکومت سے انحراف کیا اور اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ پر گامزن ہو کر عزیمت پر عمل کیا۔ ان میں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے سب کچھ قربان کیا مگر یزید سے بیعت حکومت نہ کی۔ اور نہ ہی اسے اس کا حق دار سمجھا۔ اس قربانی کے بعد آنے والی نسلوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ رکھی۔ مگر اس فتنہ کے دور میں محمود عباسی اور اس کے پیروکاروں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کو داغ دار کرنے کی کوشش کی۔ اور اس پر طرح طرح کے عیب لگائے۔ اسی سلسلہ میں منڈی کاموں کے ضلع گوجرانوالہ میں بھی ایک مدعی علم اس میدان میں کود پڑا اور معارف یزید نامی کتابچہ لکھ کر شائع کیا۔ جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا "ناظرین حضرات ذرا غور کریں کہ وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کونسا اسلام ہے جو حضرت امام حسین کی شہادت سے زندہ ہوا' اگر نہ شہید ہوتے تو اسلام مردہ ہو جاتا'' پھر لکھا ''یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے خروج میں کامیاب نہ ہو سکے۔ چونکہ آپ نے امام حق کے خلاف خروج کیا تھا۔ جب آپ کو شیعہ کی مکاری کا حال معلوم ہوا تو اپنے خروج سے انکار کیا اور حضرت یزید کی بیعت پر رضامند ہو گئے۔ اور اللہ کریم نے خروج کے شر سے اسلام کو محفوظ رکھا' اگر حضرت امام اپنے منشور میں کامیاب ہو جاتے جس کی طرف شیعانِ کوفہ نے آپ کو راغب کیا تھا تو بے شک اسلام مردہ ہو جاتا''۔ (معارف یزید حصہ اول صفحہ 14-12)

اس عبارت میں صاف واضح ہے۔ (1) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خدمت اسلام نہیں کی۔

(2) انہوں نے امامِ حق کے خلاف خروج کیا۔

(3) شیعہ کی مکاری کھلنے پر امام نے خروج سے انکار کیا۔

(4) یزید کی بیعت پر رضامند ہو گئے۔

(5) یہ خروجِ امام شر تھا جس سے اسلام کو محفوظ رکھا گیا۔

(6) اگر امام اپنے منشور میں کامیاب ہو جاتے تو اسلام مردہ ہو جاتا۔

اس سے مسلمانوں کو رنج و غصہ آیا اور انہوں نے اس خادمِ اسلام کو حمایت امام حسین رضی اللہ عنہ اور معاندین کی رد کے لیے ارشاد فرمایا میں نے ایک چھوٹا سا کتابچہ عجلت میں لکھ کر شائع کر دیا جس میں مشہور علماء اور محدثین کے ارشادات یزید کے متعلق رقم ہیں۔ کہ یزید کافر تھا' فاسق تھا' اور اس لائق نہیں تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اس کی حکومت پر راضی ہوتے۔ اور اس سے بیعت حکومت کر لیتے۔ اور اسی سلسلہ میں خادمِ اسلام نے معارف یزید پر تبصرہ کیا اور مندرجہ ذیل مطالبے کیے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

1. ان راویوں کا نام بتایا جائے جن کے سامنے امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اعلان کیا اور ان نیز ان کی ثقات آئمہ فن سے نقل کی جائے۔

2. نبی کریم ﷺ نے کہیں نام لے کر یزید کو جنتی قرار دیا ہو۔

3. امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید کو امام حق قرار دیا ہو اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج ناحق ہونا ثابت کیا ہو۔

4. امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا ہو کہ یزید رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ہماری نمازوں کی دعاؤں میں شامل ہے اور جو اس پر لعنت کرے وہ احمق اور پرلے درجے کا بے وقوف ہے۔

5. یزید نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کے قتل کا کیوں حکم دیا تھا۔ اور وہ کس کے نائب تھے اور یہ مومن کے قتل کا حکم دے کر کس طرح جنتی رہ سکتا ہے۔

اور اسی بحث میں یہ بھی ثابت کیا کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ رسالہ معائب یزید میں موجود ہے۔ نیز یہ بھی ثابت کیا کہ حدیث کے مسلمہ شارح یزید کو قیصر والی حدیث سے جنت کا مستحق نہیں سمجھتے۔ مولف معارف یزید بجائے اس کے کہ وہ حق قبول کرتا۔ الٹا مجھ پر افتراء کرتا ہے اور اپنے علم کا ڈھول بجاتا ہے۔

خدا جانے کس کس آدمی کی اسے منت سماجت کرنی پڑی اور محمود عباسی اور محمد دین بٹ و دیگر ناصبیوں کی کتابوں کی ورق گردانی پڑی اور پھر بھی معائب یزید کا جواب نہ دے سکا۔

معارف یزید حصہ دوم فحش گالیوں اور خرافات کا پلندہ ہے اور تمام ان اکابر کو جو یزید کو حدیث قسطنطنیہ کی فتح کی بشارت کا مصداق نہ سمجھے کافر، منکر قرآن قرار دے رہا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔

رسالہ معائب یزید میں چند غلطیوں جو بوجہ کتابت ہوگئیں اور درست نہ ہوسکیں ان پر قہقہے لگاتا ہے۔اور اپنی تضحیک کا سامان پیدا کرتا ہے۔مثلاً معائب یزید میں امام احمد حنبل چھپ گیا۔حالانکہ اسی صفحہ پر اور اس کے بعد دیگر صفحوں پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ چھپا ہوا ہے۔جو صاف دلیل ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے مگر معارف یزید حصہ دوم ص 33 پر مولف لکھتا ہے مصنف بننے کا شوق تو کود پڑا لیکن آج تک امام کا نام ہی معلوم نہیں۔

جناب معائب کی جانے بلا کہ احمد حنبل اور احمد بن حنبل میں مابہ الامتیاز کیا ہے حالانکہ اسی صفحے پر تھا عن صالح بن احمد بن حنبل۔اور ترجمہ میں تھا صالح بن احمد بن حنبل اور پھر معائب یزید صفحہ 14 پر تھا' امام احمد بن حنبل کا یہ استدلال............الخ۔

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ معارف یزید کا مولف ایمانداری سے نہیں بلکہ تعصب اور عناد سے لکھتا ہے۔اور انصاف وعدل اس کے ہاتھ سے اس طرح مفقود ہے جس طرح اس کے ممدوح کے ہاتھ سے گم تھا۔

ایسی مثالیں اور بھی ہیں لیکن مولف معارف یزید نے نہ سمجھا کہ میں جو جھوٹ اور افتراء گھڑ رہا ہوں اس کی قلعی کھل جائے گی۔اور میں اس طرح ذلیل اور خوار ہو جاؤں گا جس طرح میرا محبوب یزید پلید ذلت میں دب گیا۔

ذرا معارف یزید حصہ دوم سے مولف کے علمی جوہر بھی دیکھتے جائیں لکھتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل حضرت یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے تھے۔اگر نہیں بلکہ ملعون جانتے تھے تو لوگوں نے آپ کے بیٹے کو یہ کیوں کہا کہ تم یزید کو نیک جانتے ہو اور اس سے محبت کرتے ہو۔معارف یزید حصہ دوم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ص 35 اس روایت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام احمد بن حنبل یزید کو مومن اور مسلمان نیک جانتے تھے۔ص 35۔

ذرا معائب یزید ص 13 اٹھا کر عبارت ملاحظہ فرمائیں۔فقال احمد یا بنی هل یسوغ لمن یومن بالله ان یحب یزید۔

پس کہا احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اے بیٹے کیا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اسے پہنچتا ہے کہ یزید سے محبت رکھے۔

اگر اس پر معارف یزید والا کہے کہ امام یزید سے محبت کرتا ہے۔اور مومن سمجھتا ہے تو پھر اس کے علم وفضل پر کیوں نہ اسے داد دی جائے۔یہ مدرسہ عربیہ کاموںکے ہی کو فضیلت ہے کہ جو ایسے ماہر فن تیار کر رہا ہے جو منفی کو مثبت بنا دے۔کیوں نہ ہو آخر ایک فاسق، فاجر اور بعض کے نزدیک کافر کو قطعی جنتی قرار دینے کے لیے ایسی ہی تاویلیں چاہئیں۔

نیز دوسرے کی تو کتابت کی ایک دو غلطی بیان کر کے پھبتی اڑانا یہ تو آسان ہے مگر اپنے متعلق کیا حکم ہے۔ذرا معارف یزید کا ص 55 ملاحظہ فرمائیں۔

جس نے ایک قرون مشہور لہا بالخیر میں سے ایک قرن کے مسلمان کو بدترین قسم کے ذلیل ومتعفن جرائم کا مرتکب قرار دینے والی یہ ظلم ودرندگی کی گندی کہانی آپ تک کیسے پہنچی یا عیب کی صفت بھی عیب ہوتی ہے۔اور ص 57 پر

''محب ان کے ساتھ۔تقلید ان کے ساتھ''

ذرا ان فقروں کو کسی پڑھے لکھے کے سامنے بیان کرو تو شرم سے چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔

ایسی بیسیوں غلطیاں ہیں۔اور تہذیب کا یہ حال ہے کہ کوئی صفحہ گالی سے خالی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نہیں۔

معائب یزید میں کسی پر کیچڑ نہیں اچھالا گیا۔ مگر معارف یزید حصہ دوم تو گالی گلوچ سے پر ہے۔ اس کا جواب کیا دیا جائے۔ مگر جس کی زبان سے سید شباب اہل الجنۃ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا کا پھول اور قلب ونظر کا سرور نہ بچ سکا۔ مجھ جیسا انسان کیسے بچ سکتا ہے۔ جس کی زبان سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ابن حجر عسقلانی، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، ابن جوزی، شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز وغیرہ وغیرہ ان تمام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، نہ بچ سکے، اور قلم کے ایک وار سے تمام کو منکر قرآن اور کافر قرار دے دیا جیسا کہ معارف یزید حصہ دوم ص 9 سے ثابت ہے۔ کہ جو یزید کو جنتی اور مسلمان نہ جانے اور اس حدیث کا مصداق قرار نہ دے وہ خارج از اسلام ہے۔ ان بزرگ واروں نے یزید کو ملعون، فاسق و فاجر اور بعض نے کافر قرار دیا ہے۔

جس کی بے باکی کا یہ عالم ہے کہ جھوٹ بولتے شرماتا نہیں۔ معارفِ یزید حصہ دوم ص 4 پر لکھتا ہے کہ امام حسین کی شان میں ایک لفظ بھی گستاخی کا نہیں لکھا۔ اور حصہ اول میں جیسا کہ پہلے نقل کر دیا ہے امام حق کے خلاف اعلان جنگ کرنے والا، لوگوں کے دھوکے میں آنے والا، اسلام کے لیے شر اور اگر فاتح ہو جاتا تو اسلام کو مردہ کر دیتا وغیرہ وغیرہ رکیک کلمے لکھے جن کو کوئی مسلمان سننا گوارا نہیں کرتا اور پھر ص 21 پر جھوٹ لکھتے ہیں کہ

امام ربانی الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید کو فاسق نہیں لکھا۔ حالانکہ معائب یزید میں بحوالہ مکتوبات پوری عبارت درج ہے۔

اتنا بڑا جھوٹا اگر یزید کی حمایت نہ کرے تو اور کون کرے گا۔ جنس، جنس سے رغبت رکھتی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور اس خادم پر افتراء گھڑا کہ عید کی نماز پیسوں کی خاطر علیحدہ پڑھائی۔ اس کا جواب انجمن جامع مسجد صدیقی جی ٹی روڈ کا موئنکے دے گی۔ کہ عمارت مسجد کی خاطر ایسا کیا گیا۔ اللہ کے فضل سے مسجد خود زندہ ثبوت موجود ہے۔ گویا معارفِ یزید حصہ دوم گالیوں کا پلندہ' جھوٹ کا ٹوکرا اور مسلمانوں کو اور علمائے اسلام اور محدثین کو کافر بنانے کی کل ہے۔

اب اس مختصر تبصرے کے بعد میں ایک بات اور گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ مولف معارف یزید جھوٹ بولنے میں اتنا بے باک ہے کہ اس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ جب حصہ اول لکھا تو اس میں مولوی وحید الزمان دکنی کو خراجِ تحسین ان الفاظ میں ادا کیا۔ ''مولانا موصوف کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں سب سے پہلے ہندوستان میں حدیث کا ترجمہ کرنے والے موصوف ہی ہیں۔ حدیث کے ترجمے کے علاوہ قرآن مجید کی تفسیر اور بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں۔ مولانا 1850ء مطابق 1260ھ میں پیدا ہوئے۔ ص 25۔

مگر جب حصہ دوم لکھا تو کہا کہ وہ رافضی تھے۔ اور شیعہ گروہ سے منسلک تھے اور اس پر اپنی سمجھ کے مطابق دلیل قائم کیے جس کا جواب دینا سید عبدالغنی شاہ صاحب کا فرض ہے۔

المختصر یہ بے چارہ نہ اصل کتابیں دیکھ سکا صرف محمود عباسی کی کتابوں سے سرقہ کر کے اپنے نام سے شائع کرتا ہے اور محمود عباسی کی کتابوں سے قطع و برید کر کے اپنا مطلب سیدھا کرتا ہے۔

میں محمد امین اور اس کے تمام ساتھیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر کچھ ہمت ہے تو میرے مطالبات کا جواب دو۔ اور یزید کے متعلق جو معائب یزید میں تحریر کیا گیا ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس میں خیانت ثابت کرو۔ اور اگر نہ ثابت کر سکو اور قیامت تک ثابت نہ کر سکو گے تو پھر مجھ پر کیوں گلہ ہے جو تمہارا دل چاہے ان ائمہ دین کو کہو۔ مگر یاد رکھو کہ جھوٹے پر خدا تعالیٰ کی لعنت برستی ہے اور جھوٹا اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ معارف کے دونوں حصوں میں اس جھوٹ کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یزید کو مومن اور جنتی کہتے ہیں اور اگر مولانا کی کسی کتاب سے یزید کا مومن اور جنتی ہونا ثابت کر سکو تو تحریر کرو ورنہ جھوٹ نہ بولو۔

وہ تو اپنے امام کے قول کے مطابق سکوت فرماتے ہیں اور سکوت کا منشا ہی یہ ہے کہ یزید کا ایمان مشکوک ہے۔ اگر متحقق ہوتا تو سکوت کیوں فرماتے۔ اور نیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اسے کافر کہے تو ہم منع نہیں کرتے۔ جیسا کہ معارفِ یزید والا خود اقرار کرتا ہے تو اگر مومن سمجھتے تو کافر کہنے والے کو منع کیوں نہ کرتے۔

ایک اور جھوٹ ملاحظہ ہو۔ کہ معائب یزید میں علمائے ربانی کے قول تو درج کیے لیکن مولف نے خود یزید پر لعنت نہ کی۔ معارف یزید حصہ دوم ص 32 یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جو شخص کتاب اسی مسئلہ کے اثبات میں لکھے اور پھر خود اس کا مغر نہ ہو معائب یزید پڑھتے وقت ہوش گم ہو گیا تھا۔ یہ نام سنتے ہی دماغ بے حس ہو گیا تھا۔

معائب یزید کا ص 15 دیکھو" جہاں یزید ملعون ہوگا وہاں ہی وہ ہوگا" کیوں صاحب! مولف نے یزید کو ملعون لکھا یا کہ نہیں۔ اور آپ نے جھوٹ بولا یا کہ نہیں۔ کیا اب بھی اپنے جھوٹ پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہ کہو گے۔ معارف یزید حصہ دوم کا جواب معائب یزید میں ہی موجود ہے۔ اگر معائب یزید کو تدبر اور غور سے پڑھا جائے تو صاف نظر آ جائے گا کہ مکمل اور مسکت جواب موجود ہے۔ مثلاً

معارف یزید حصہ دوم ص 4 پر ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

راقم الحروف نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں کوئی بے ادبی یا گستاخی کا ایک لفظ بھی تحریر نہیں کیا۔ اگر معائب یزید ص 42 پر نگاہ ڈالیں تو وہاں یہ عبارت ملے گی۔

مولف معارف یزید دن رات یزید کے گن گاتا ہے اور امام حسین کو باغی قرار دیتا ہے۔ اور واہی تباہی روایت سے ان کی توبہ بیان کرتا ہے۔ اور یہ معارف یزید حصہ اول ص 14 تا 15 پر موجود ہے۔

جس کی معارف یزید حصہ دوم میں تاویل کرنے کی کوشش کی مگر بے سود اور معارف یزید حصہ دوم ص 7 تا 9 قیصر کے شہر پر جہاد کی بشارت سے یزید کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ اس کا جواب مسکت اور مدلل معائب یزید ص 11 پر بحوالہ فتح الباری جلد ششم ص 443 اور بحوالہ شرح تراجم ابواب البخاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور بحوالہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول مکتوب 89 ص 253 مولوی محمد قاسم دیوبندی اور مولوی محمد حسین احمد دیوبندی سے معائب یزید ص 46 اور ص 37 پر موجود ہے۔

اور معارف یزید حصہ دوم ص 9 پر ہے کہ اس فرمان کو جھٹلانے والا کافر خارج از اسلام ہے۔ اور مراد مولف کی یزید کا جنتی ہونا ہے اور معائب یزید میں اس کا مدلل جواب موجود ہے کہ۔

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی صاحب سرہندی، شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی، شاہ ولی اللہ صاحب، حکیم الامت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، محمد قاسم نانوتوی، حسین احمد دیوبندی، امام ابن حجر عسقلانی، قاضی ابو یعلی صاحب، محدث ابن جوزی، وغیرہ وغیرہ نے یزید کو اس بشارت کا مستحق قرار نہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دیا۔ اور اسے فاسق' فاجر' ملعون قرار دیا ہے۔ اور امام عالی مقام' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید کو ملعون اور کافر ٹھہرایا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اسے امیر المومنین کہے کوڑے لگوائے ہیں۔

پھر معارف یزید حصہ دوم ص 11 پر لکھتا ہے کہ جو اس فرمان کو ٹھکرائے وہ چٹا' ننگا' کافر اور لعنتی ہے۔ معائب یزید میں اس پر کافی بحث موجود ہے۔ کہ یہ بشارت تو موجود ہے لیکن اس میں یزید شامل نہیں اور یہ حدیث ماؤل ہے جس کی تاویل محدثین نے کی ہے اور اسے مقید بشرط صاحب مغفرہ سے کیا ہے۔

اور پھر لکھتا ہے کہ ایسے انسان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے گویا یزید کا جنتی ہونا قطعی ہے۔ اور جو اس کے جنتی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

تو معائب یزید میں مطالبہ تھا کہ ان محدثین کا نام لے لے کر کافر کہو۔ لیکن ایمان یہ اور عمل یہ کہ پھر فتح الباری سے ثبوت پیش کیا جا رہا ہے حالانکہ وہ یزید کے جنتی ہونے کے منکر ہوئے۔ اور سب سے پہلا امت کو تباہ کرنے والا قرار دے رہے ہیں جیسا کہ معائب یزید ص 10 پر بحوالہ فتح الباری بیان کیا گیا ہے۔

ان ظالموں میں سے پہلا یزید ہے جو امت کو تباہ کرنے والے ہیں۔ معارف یزید حصہ دوم ص 13 پر فوج میں بڑے بڑے صحابہ کا ہونا بیان کر کے استدلال کیا ہے کہ یزید جنتی ہے حالانکہ معائب یزید میں بتایا گیا ہے کہ کسی آدمی کا اسلامی لشکر میں شمول اور بڑے بڑے صحابہ ان کے لشکر میں موجود ہونا تبھی فائدہ مند ہے کہ جب کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور یزید کا خاتمہ بقول علامہ تفتازانی' قاضی ثناء اللہ پانی پتی' اور شیخ عبدالحق محدث وغیرہ وغیرہ (کفر پر ہوا)

تو پھر اسے کیا فائدہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور ص 15 پر لکھا ہے کہ چونکہ یزید نمازیں پڑھتا تھا لہٰذا وہ جنتی ہے۔

معائب یزید میں اس کا بھی رد موجود ہے اور ایک قبیح جھوٹ اسی ص 15 پر تحریر کیا ہے کہ مولف معائب یزید نے یزید کے نمازیں پڑھنا تسلیم کیا ہے۔

ناظرین! یہ اتنا سفید جھوٹ ہے کہ جس کا پتہ نشان کچھ بھی نہیں۔ معائب یزید کو اول سے لے کر آخر تک پڑھیے اور معارف یزید والے سے پوچھیے کہ بتایا جائے کہ یہ کہاں تحریر ہے کہ یزید نمازیں پڑھاتا تھا۔ بلکہ معائب یزید میں تو درج ہے کہ وہ نمازوں میں سستی کرتا تھا اور تارک الصلوٰۃ تھا۔ دیکھو معائب یزید ص 48۔

کیا تارک نماز اور شرابی بھی اتنے بڑے بڑے اکابر صحابہ کی نماز کا امام ہو سکتا ہے۔ اسی لیے۔

علامہ عینی شرح بخاری میں اس کی تردید فرماتے ہیں۔ عبارت آگے درج ہو گی۔

پھر اسی صفحہ پر ایک اور جھوٹ تراشتے ہیں کہ معائب یزید میں حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر یزید کی بیعت کرنے کا کوئی جواب نہیں۔ حالانکہ معائب یزید میں جواب موجود ہے اور مؤلف نے خود اقرار کیا ہے۔ معارف یزید ص 19 پر مولف معائب یزید پر طعن کی ہے کہ وہ شیعہ ہے اور حضرات خلفائے ثلاثہ پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہیں لکھتا۔ مگر معائب یزید کو پڑھ کر دیکھ لیں کہ اس طعن کی کیا حیثیت ہے۔

ص 3 پر ہے حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور پھر اسی صفحہ پر ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ پھر اسی صفحہ پر ہے صدیق اکبر ص 4 پر خلافت راشدہ۔ کیا شیعہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

نیز مولف معارف یزید سے کوئی پوچھے۔ اگر خلفائے ثلاثہ و دیگر صحابہ کرام کا نام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لکھ کر رضی اللہ عنہ کہا جائے یا نہ لکھا جائے تو یہ شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔تو پھر امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد وغیرہ تمام شیعہ ہی ہوں گے اور حدیث کے تمام راوی شیعہ ہی ہوں گے جو کسی صحابی کے ساتھ حدیث بیان کرتے وقت اور لکھتے وقت رضی اللہ عنہ بیان نہیں کرتے۔

مذہب سے اس قدر ناواقف شخص اگر اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرے اسے کیا کہا جائے۔ایک حدیث بیان کرو جس میں مضمون ہو کہ صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہ کہے وہ شیعہ ہے۔

بندۂ نفس نہیں بننا چاہیے۔اور غلط الزام عائد کرنا قرآن اور حدیث میں منع ہے۔مولانا روم فرماتے ہیں۔

کارِ شیطان میکند نامش ولی　　　اگر ولی اینست لعنت بر ولی

عباسی، بزوالی، ناصبی، خارجی اور یزیدی، خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں ایک حدیث صحاح ستہ سے بیان کر دے جس میں ہو کہ جو صحابہ کے نام پر رضی اللہ عنہ نہ لکھے وہ شیعہ ہے۔

اگر طاقت ہے تو آؤ۔میں تمہارے مربی اور محسن حکیم قمر الدین کے پاس ایک ہزار روپیہ جمع کروا دیتا ہوں اگر تم کوئی حدیث صحاح ستہ سے پیش کر دو تو حکیم صاحب کو اجازت ہوگی کہ یہ رقم تمہیں دے دیں۔

اگر نہ کر سکو گے تو جھوٹ کو چھوڑ دو مگر جو یزید کے گن گائے جھوٹ اس سے کس طرح چھوٹے۔

پھر صفحہ 21 پر مجھے رافضی لکھتے ہیں۔شرم کرنی چاہیے۔

معائب یزید ص 45 پر ہے رافضی کی روایت قبول نہیں پھر اسی معائب یزید میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رافضیوں کی رد کی۔

اور معارف یزید ص 21 پر امام ربانی مجدد الف ثانی کا یزید کو فاسق اور مستحق لعنت کہنے کا انکار کیا گیا ہے۔ حالانکہ معائب یزید ص 15 پر حضرت مجدد صاحب کے مکتوب کا نمبر اور صفحہ اور عبارت درج ہے۔

نام کا امین اور عمل کا خائن بتا سکتا ہے کہ اس نے مکتوبات کو پڑھا اور اس میں یہ عبارت موجود نہ پائی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ نفاق کی علامت ہے سچ ہے جیسا امام ویسا مقتدی۔

مولوی محمد قاسم دیوبندی اور حسین احمد نے لکھا ہے کہ

یزید منافق تھا جیسا کہ معائب یزید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جب امام منافق ہو تو مقتدی کا کیا کہنا۔ سچ ہے گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ۔ گرو نے تلوار سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا اور چیلا قلم سے' امام ہمام رضی اللہ عنہ کی عظمت پر سیاہ دھبے پیدا کرنا چاہتا ہے اور ساتھ یہ بھی اعلان کر رہے ہیں کہ میں عظمت حسین کا قائل ہوں چنیں و چناں ہوں۔

مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ محمود عباسی کا پس خوردہ کھانے والا' اس کی کتابوں کو چرانے والا' اس کے حوالہ جات کو بغیر تحقیق کے نقل کرنے والا کبھی بھی امام حسین اور سادات کرام کا مداح نہیں ہو سکتا۔

اِذَا کَانَ الْغُرَابُ دَلِیْلَ قَومٍ

فَیَهْدِیْهِمْ طَرِیْقَ الْهَالِکِیْنَ

سچ یہ ہے کہ جس قوم کا امام کوا ہو وہ اسے مردار خانے میں لے جاتا ہے اور جس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قوم کا امام محمود عباسی ہو وہ اسے ناصبیت کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلفائے ثلاثہ کی عظمت کے جلسے اور اہل بیت کی عزت کی تبلیغ اور اجلاس تو اس خادم کی مسجد میں ہوتے رہتے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

معاف یزید کا مولف اور اس کے ساتھی تو دن رات یزید کے گن گاتے رہتے ہیں۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ آؤ جلسہ عام میں یزید کی مدح سرائی کرو تو پھر دیکھوں۔

یہ تمام شور وشر اندر ہی ہے باہر تو آؤ۔

مولف معارف یزید حصہ دوم ص 25 پر لکھتا ہے کہ ابن التین معلوم نہیں کہ گیلی مٹی کون ہے۔ کوئی رافضی تو نہیں۔ کاش مولف جاہل نہ ہوتا۔

اور اگر جاہل تھا تو کسی سے پوچھ لیتا کہ علامہ ابن حجر فتح الباری میں احادیث کی تشریح اسی ابن التین سے کرتے ہیں اور عینی شرح بخاری میں شرح حدیث انہیں سے نقل فرماتے ہیں۔ اگر یہ رافضی تھا تو پھر ان اماموں کا یہ مقتدا کیسے بن گیا۔

اللہ تعالیٰ علم دے۔ کیا رافضی ہونے کا یہ نشان ہے۔ کہ ائمہ اہل سنت و جماعت اسے مقتدا بنائیں۔ اور اس کی تشریحات قبول فرمائیں۔ عینی، فتح الباری اور قسطلانی تینوں بخاری کی شرحیں ہیں مقبول اور متداول بھی انکو دیکھو۔ معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ ابن التین کہتا ہے یزید کے متعلق۔ ابن حجر، فتح الباری میں عینی عمدۃ القاری میں اور علامہ قسطلانی شرح میں وہی لکھتے ہیں کیا یہ بھی رافضی تھے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

عقل کے اندھو! اگر یزید کا فسق و فجور بیان کرنا اور اس کی تکفیر کرنا اور دشمن اہل بیت سمجھنا رفض ہے تو ان آئمہ احادیث کو کیا سمجھا جائے گا۔ سچ ہے محبت انسان کو اندھا کردیتی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مولف رسالہ معارف یزید کو یزید کی محبت نے بالکل اندھا کر دیا ہے۔ اور اس کے ایمان کی آنکھ پھوٹ گئی ہے۔ وہ سڑی لکھتے وقت سوچتا نہیں کہ میرے تیر کا نشانہ کون بنے گا۔

اگر جرأت ہے تو ثابت کرو کہ ابن التین کی رائے کی ان اکابرین نے مخالفت کی ہے بلکہ جب فتح الباری میں ابن التین کا قول لکھ کر اس پر تنقید کی گئی تو پھر اسی قول کی علامہ ابن حجر نے تاویل کر کے کہا کہ یہ ممکن ہے۔ جیسا کہ معائب یزید میں تمام عبارت درج ہے۔

پھر ص 65 پر مؤلف لکھتا ہے یزید کو عموم سے خارج کرنا درست نہیں۔ اس کا جواب معائب یزید میں موجود ہے۔ ذرا ص 26 پر مؤلف کی لیاقت ملاحظہ ہو۔ اپنے علم کا ڈھول تو بہت بجاتا ہے۔ مگر میدان میں کھوکھلا ہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو بے ہودہ سر اٹھائے گا خدائے تعالیٰ اسے سر کے بل گرائے گا۔

ناصبیت کا تازہ شہسوار لکھتا ہے۔

اول تو یہ دونوں حدیثیں ایک دوسری پر معترض ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ذرا ص 45 پر دیکھیں۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ ص 58 پر اس کی کیا وجہ محبّ اہل بیت کے مذہب امام ابو حنیفہ کا محبّ ان کے ساتھ تقلید ان کے ساتھ' جو فقرات نقل کیے گئے ہیں ان میں بھی مولف کی لیاقت کا پورا پتہ چل جاتا ہے۔ کہ کس پانی میں ڈوب رہے ہیں۔

اسی برتے پر یہ کہنا کہ مولف معائب یزید کو امام احمد بن حنبل کا نام بھی نہیں آتا۔ ص 35 پر حالانکہ معائب یزید میں اسی صفحہ اور دیگر جگہ پر امام احمد بن حنبل ہی درج ہے اور یہاں کتابت کی غلطی سے بن کا لفظ رہ گیا۔ اگر دیانت کا پاس ہو تو مولف اتنی بے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حیائی نہ کرتا اور گند نہ اچھالتا۔ کہ اسی صفحہ پر صحیح نام درج تھا۔

مگر جو عداوت سے لکھتا ہے اس کے ایمان کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے بات سچ کہو۔ کیا سچ ہے کہ معائب یزید لکھنے والے کو امام احمد بن حنبل کا نام نہیں آتا۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر دوسرے مقام پر کیوں احمد بن حنبل لکھا گیا۔ یہ صاف ثبوت ہے کہ مولف معارف یزید عنادی' متعصب' اناڑی' بے دین اور جھوٹ کی اشاعت کرنے والا ہے۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

ص 26 پر لکھتا ہے اس سے صرف حاکم مراد لینا مولف معائب جیسے مفتیوں کا کام ہے۔

معائب یزید ص 10 پر علامہ ابن حجر کا قول فتح الباری سے نقل کیا گیا ہے۔ وہاں سے پڑھ لیں۔ اور دیکھیں کہ علامہ ابن حجر ان پڑھ مفتی ہیں۔ کہ موجودہ دور کے تمام علمائے اہل حدیث کے روحانی باپ ہیں۔ معلوم نہیں کہ مولف مذکور کسی بے دین اور جاہل کا متبع ہے۔ یونہی طعن و تشنیع کرتا ہے بند و نفس ہوا! اس بات کو تو سمجھئے کہ میں تو علمائے ربانی سے نقل کر رہا ہوں۔ ہاں اگر قول کتاب میں موجود نہ ہو تو پھر مجھے کہنا۔

بندہ ناچیز مولف بے باک کی طرح خیانت نہیں کرتا۔ کہ ایک ٹکڑا بیچ میں سے بیان کر دیا اور آگے جو عبارت اصل نزاع کے متعلق ہے اس کو ہضم کر گئے۔ جیسے مؤلف نے علامہ قسطلانی سے عبارت درج کی ہے جو یزید کے متعلق ہے اس کو ہضم کر گئے ہیں۔

یا تو انہوں نے قسطلانی دیکھی ہی نہیں صرف حاشیہ بخاری دیکھ لیا ہے۔ یا محمود

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

عباسی کے دھوکے میں آ گئے ہیں۔مگر وہ تو بلا کے قطع و برید کرنے والے ہیں۔کاش! مولف اصل کتاب دیکھ کر لکھتا تو پتہ چل جاتا کہ یزید کے متعلق علامہ قسطلانی کیا رائے رکھتے ہیں۔انشاءاللہ علامہ قسطلانی کی پوری عبارت یزید کے متعلق اور حدیث مدینہ قیصر کے متعلق آگے بیان ہوگی۔

جس سے پوری طرح واضح ہو جائے گا کہ نام کا امین اور کام کا خائن بوجہ نقل بغیر عقل کس طرح بے عزت ہو رہا ہے۔نقل کے لیے بھی عقل چاہئے۔یہ تو مجھے معلوم ہے کہ شیطان قیامت تک آزاد ہے اور اس کی زبان نہیں رکے گی۔مگر دلائل کے سامنے اناپ شناپ کی کیا وقعت ہے۔

معارف یزید حصہ دوم میں سوائے گالیوں کے اور کوئی جدید استدلال نہیں جو حصہ اول میں نہ ہو۔تو پھر حصہ دوم لکھنے کا فائدہ۔

اور پھر خصم کے کسی مطالبہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔اور لگاتا کون!

جب کہ صرف نقل کرنی ہو۔اگر محمود عباسی نے کہیں لکھا ہوتا تو اس کا جواب دیتے۔ہاں ایک جگہ پھر دھوکے میں آ گئے۔کیونکہ یہ دھوکہ محمود عباسی نے تحریر کیا ہے۔

ص 34 پر حضرت امام احمد بن حنبل کی روایت پر تنقید کرتے ہیں۔کہ یہ روایت موضوع ہے۔مؤلف سے پوچھئے اور قسم موکد بحلف عذاب یا موکد بطلاق دے (ایسی قسم جو عذاب کے ساتھ یا طلاق کے ساتھ پکی ہو) کر پوچھئے کہ کتاب العواصم کبھی دیکھی ہے؟ اور کتاب الزہد امام احمد بن حنبل کی دیکھی ہے؟ اور اسی کی عبارت پوری نقل فرمائی ہے۔اور قاضی ابوبکر کون ہے؟ اس کا مذہب کیا ہے؟ فلسفی ہے یا محدثین سے ہے؟ یا مورخین سے ہے؟ پوری تحقیق کی ہے یا محمود عباسی کی کتاب سے نقل کر دیا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ں کے دھوکے میں آ گئے ہیں۔ مگر وہ تو بلا کے قطع و برید کرنے والے ہیں۔ کاش!
ب اصل کتاب دیکھ کر لکھتا تو پتہ چل جاتا کہ یزید کے متعلق علامہ قسطلانی کیا رائے
تے ہیں۔ انشاء اللہ علامہ قسطلانی کی پوری عبارت یزید کے متعلق اور حدیث مدینہ
ر کے متعلق آگے بیان ہوگی۔

جس سے پوری طرح واضح ہو جائے گا کہ نام کا امین اور کام کا خائن بوجہ نقل بغیر
ں کس طرح بے عزت ہو رہا ہے۔ نقل کے لیے بھی عقل چاہئے۔ یہ تو مجھے معلوم
کہ شیطان قیامت تک آزاد ہے اور اس کی زبان نہیں رکے گی۔ مگر دلائل کے
منے اناپ شناپ کی کیا وقعت ہے۔

معارف یزید حصہ دوم میں سوائے گالیوں کے اور کوئی جدید استدلال نہیں جو
ہ اول میں نہ ہو۔ تو پھر حصہ دوم لکھنے کا فائدہ۔

اور پھر خصم کے کسی مطالبہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اور لگاتا کون!

جب کہ صرف نقل کرنی ہو۔ اگر محمود عباسی نے کہیں لکھا ہوتا تو اس کا جواب
یتے۔ ہاں ایک جگہ پھر دھوکے میں آ گئے۔ کیونکہ یہ دھوکہ محمود عباسی نے تحریر کیا ہے۔
ص 34 پر حضرت امام احمد بن حنبل کی روایت پر تنقید کرتے ہیں۔ کہ یہ روایت
ضوع ہے۔ مؤلف سے پوچھئے اور قسم موکد بحلف عذاب یا موکد بطلاق
ے (ایسی قسم جو عذاب کے ساتھ یا طلاق کے ساتھ پکی ہو) کر پوچھئے کہ کتاب
عواصم کبھی دیکھی ہے؟ اور کتاب الزہد امام احمد بن حنبل کی دیکھی ہے؟ اور اسی کی
بارت پوری نقل فرمائی ہے۔ اور قاضی ابوبکر کون ہے؟ اس کا مذہب کیا ہے؟ فقہی
ہے یا محدثین سے ہے؟ یا مورخین سے ہے؟ پوری تحقیق کی ہے یا محمود عباسی کی کتاب
سے نقل کر دیا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اگر ہمت ہے تو مندرجہ بالا دونوں کتابیں حکیم قمرالدین صاحب کے پاس لے آئیں اور ہمیں دکھائیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ کفر تو اتنی شہرت رکھتا ہے کہ علمائے عقائد نے جب اسی مسئلہ پر بحث فرمائی تو انہوں نے امام کا مذہب نقل فرمایا جیسا کہ شرح عقائد نسفی سے ظاہر ہے اور دیگر کتب تفاسیر سے ظاہر ہے مگر یہ روایت کبھی نہیں آئی۔

اور اگر امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں محبت یزید ہوتی تو وہ کیسے قرآن مجید سے اس کے لیے لعنت ثابت کرتے اور مولف کی طرح مجاہدین کی فضیلت کے تحت یزید سے محبت کرنے کی زیادہ تاکید فرماتے۔

بندہ جب بھی کلام کرے تو اس طرح کرے کہ دانا اس پر نہ ہنسیں۔ عجیب استدلال ہے کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے کہ رات کو دن کہنا ہی اندھوں کا کام ہے۔

ص 36 پر مؤلف معائب یزید کو حنبلی ہونے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اور ساتھ لکھتے ہیں خادم بھی آپ کے ساتھ ہوگا۔ واہ واہ! کل تک تو تقلید شخصی کو شرک فی الرسالت قرار دیا جاتا رہا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب تمام عمر اس پر بحثیں کرتے رہے۔ محمد جوناگڑھی تقلید کو شرک قرار دیتا رہا۔ مولف مذکور بھی بحیثیت اہل حدیث ہونے کے اس کو برا اور مکروہ اور بدعت سیئہ اور شرک سے تعبیر کرتا رہا۔ اور آج اس میں شامل ہونے کو تیار ہے۔ اب ناظرین ہی فیصلہ فرمائیں۔ کہ ایسا عنادی جو ایک فعل کو شرک تک قرار دے۔ اور پھر وہی کرنے کو تیار ہو جائے۔ وہ ایمان کے نور سے بہرہ مند ہو سکتا ہے؟

اور پھر وہ ص 36 پر پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غوثِ صمدانی لکھتا ہے۔ اور یہ لفظ غیر اللہ کے لیے بولنا ابن تیمیہ سے لے کر مولوی ثناء اللہ تک اور مولوی ثناء اللہ سے لے کر محمد امین تک شرکِ خالص ہے۔ جس میں ایمان کی بو تک بھی نہیں تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مولف پر خدا تعالیٰ کی پھٹکار پڑی۔ اور اس نے جو اس کے اکابر کے نزدیک شرک خالص تھا لکھا اور مشرک ہو گیا۔

موجودہ دور کے غیر مقلد اہل حدیث سے فتویٰ لے کر شائع کرو۔ کہ جو پیر عبد القادر جیلانی کو غوث کہے وہ مسلمان ہی ہے؟ اور اگر نہ کر سکو تو اپنی توبہ شائع کرو۔ میں نے اسی لیے کہا تھا کہ جس طرح مولف کا امام نفاق کا پتلا ہے اسی طرح مولف بھی نہ سنی ہے نہ وہابی بلکہ پکا منافق۔

شاید سید عبد الغنی شاہ صاحب خطیب جامع اہل حدیث اسی لیے معارف یزید والے سے ناراض رہتے ہیں۔ جیسا کہ معارف یزید حصہ دوم سے ظاہر ہے۔

پھر ص 37 پر لکھا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید کو امیر المومنین کہنے والے پر کوڑے مارے یہ روایت غلط ہے۔ اور اس پر کچھ مؤلف معائب یزید پر طعن و تشنیع بھی کیا ہے۔ اور مشورہ دیا ہے کہ کسی صاحب علم سے پوچھ لیتے۔ مولف اتنا بے علم اور جاہل ہے کہ اسے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں۔

پہلی وجہ کہ لفظ قیل سے جو روایت ہو وہ قابل استدلال نہیں ہو سکتی۔ مولف معارف یزید کو خود تو پتہ نہیں۔ ہاں کسی مدرسہ عربیہ کے طالب علم یا مفتی سے سنا ہو گا مگر میں دعوت دیتا ہوں کہ اگر یہ اصول دکھا دو کہ جو روایت بھی قیل سے بیان کی جائے وہ قابل استدلال نہیں ہوتی۔ تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ یہ اصول فقہ کا مسئلہ ہے یا اصول حدیث کا۔ یا ہر وہ بات مطلق خواہ فقہ کی روایت ہو یا حدیث کی یا قرآن میں ہی قیل سے روایت ہو وہ قابل قبول نہیں۔

علم سے کورے اور علم کے مدعی اگر دھوکہ کسی مدرسہ عربیہ کے طالب علم نے دیا تھا تو مدرسہ مذکور کے ممدوح مولوی سرفراز خان صاحب جو کہ مدرس بھی ہیں اور جماعت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دیوبند میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کے پاس گکھڑ چلا جاتا تھا وہ اچھی طرح سمجھا دیتے کہ یہ کوئی اصول نہیں کہ قیل ہر جگہ استدلال کو رد کر دیتا ہے۔ اس پر تو کئی بحثیں کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ اور فتاوی قاضی خان میں کئی مسئلے قیل سے مذکور ہیں اور وہ احناف کے نزدیک مقبول ہیں۔

بہر حال مولف اس فن سے بالکل جاہل اور کورا ہے کہ وہ ہر جگہ قیل سے بات کو مردود قرار دیتا ہے۔ کاش پہلا پارہ ہی پڑھا ہوتا۔ یا سورۃ یس شریف کی تلاوت کی ہوتی تو پتہ چلتا۔ یا اہل حدیث ہونے کا مدعی تو ہے کوئی حدیث ہی پڑھتا جس میں حشر کا بیان ہوتا۔ اور وہاں سرور عالم ﷺ قیل کا استعمال کرتے۔ وہ بحث تو خالص مقلدوں کی ہے۔ کہ فتاوی میں جو فتویٰ قیل سے دیا جائے اس پر عمل کرنا چاہیے یا نہ

بندۂ حذا! جو بات کہ جس فن کی ہو اس میں اس کی اصطلاح کام آتی ہے۔

جناب یہ روایت اللہ تعالی کے فیض سے مجھے معلوم ہے۔ کہ کہاں ہے۔ اور اس روایت کے راوی کون ہیں۔ اور ثقہ ہیں یا کہ نہیں۔ میں صرف دیکھ کر نقل نہیں کر رہا۔ بلکہ اسی مسئلہ پر آگے اہل سنت و جماعت نے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی یہ تو محض ایک شر کو فرد کرنے کے لیے کتب متداولہ کا مطالعہ کرنا پڑا۔ اور یزید پلید عید ملعون فاسق و فاجر کا پردہ چاک کرنے کے لیے محنت کرنی پڑی۔

بھول گئے بھول گئے

ص 38 پر اسی روایت کو حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا۔ مگر آخر پر لکھا کہ امام نے اس روایت کو لسان المیزان میں رد کر دیا۔ مگر عبارت کا نام و نشان نہیں۔ یہ ہے دیانت اور ایمانداری۔ ذرا دیکھیں تو سہی کہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی کیا فرماتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قال يحيى بن عبد المالك ابن ابى غنيه احد الثقاة
حدثنا نوفل بن ابى عقرب ثقته قال كنت عند عمر
بن عبد العزيز فذكرر جل يزيد بن معاويه فقال قال
امير المومنين يزيد فقال عمر تقول امير المومنين
يزيد و امربه فضرب عشرين سوطًا

تہذیب التہذیب جلد 11 ص 360-361 یحیٰ بن عبدالمالک ابن ابی غنیۃ جو ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں بیان کیا کہ ہمیں نوفل بن ابی عقرب نے بیان کیا۔ جو ثقہ راوی ہیں کہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر تھا۔ کہ ایک شخص نے یزید بن معاویہ کا ذکر کیا اور کہا کہ امیر المومنین یزید نے یہ کہا خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے اور کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس کو بیس 20 کوڑے مارے گئے۔

کیوں جناب! نظر تو جب آئے کہ ایمان کی ضرورت ہو۔ اور اگر صرف دھوکہ ہی دینا ہو اور اپنے معبود باطلہ کی پرستش ہی منظور ہو تو پھر کیوں کر نظر آئے۔ سورج تو موجود ہے مگر جب آنکھ میں نور نہیں تو کیا فائدہ۔ مگر اس میں قصور تو اپنا ہی ہے۔

گر نہ بیند بروز سپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

یہ عداوت امام حسین رضی اللہ عنہ اور محبت یزید پلید عنید ملعون مطرود مردود کا ثمرہ ہے۔ کہ ہر موقع پر ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ کہاں تک تحریر کیا جائے اب خادم اسلام محب اہل بیت خاکپائے اولیاء کرام و مدح خواں خلفائے اربعہ و صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ تفصیل سے مدینہ قیصر کی حدیث پر بحث کرتا ہے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ یزید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہرگز ہرگز اس بشارت کا مصداق نہیں اور نہ ہی یزید نے کبھی فرض نمازیں صحابہ کرام کو پڑھائیں اور نہ ہی صحابہ کرام نے بیعت تقویٰ یا بیعت اسلام یزید سے کی۔ ان کی بیعت صرف بیعت حکومت تھی۔ جو رخصت کے ماتحت تھی۔ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو قدم اٹھایا وہ حق تھا۔ اور وہ عزیمت کے ماتحت تھا۔ اور شرعاً وہ جائز تھا۔ اور علمائے حقانی نے یزید کو فاسق و فاجر و ظالم قرار دیا ہے۔ اور بعض اکابر نے کافر کہا ہے۔ اور بعض نے سکوت کیا نہ تو کافر کہا اور نہ مومن۔

مؤلف معارف یزید یونہی حدیث کا نام لے کر دھوکہ دیتا ہے اور محدثین سے نہیں پوچھتا کہ حدیث کے معنی کیا ہیں اور پوچھے بھی کیسے جبکہ سینہ میں محبت یزید ٹھاٹھیں مارتی ہے۔ اور محدثین اس کو مبشر گروہ سے خارج کر رہے ہیں۔ مولف کی نافہمی اور بے علمی کا کچھ ٹھکانہ ہو تو بھی کہا جائے یہ اتنا عمیق سمندر ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا۔

چنانچہ مؤلف نے معارف یزید حصہ دوم ص 30 پر لکھا ہے اگر اہل بدر کا خاتمہ اعمال پر ہے تو یزید کا بھی اعمال پر ہوگا۔ اور اگر اہل بدر کو صرف جہاد بدر ہی کافی ہے تو پھر یزید کو بھی جہاد قسطنطنیہ کافی ہے۔ جیسے بدری جنتی ہیں۔ ایسے یزید بھی جنتی ہے یہ ہے اس مولف کی قابلیت جو اپنے آپ کو ایک بہت بڑا علامہ، فاضل، دینیات اور چنیں و چناں قرار دیتا ہے۔ عقل کے اندھے اور علم سے نابلد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ بدری جنگ بدر میں شامل ہونے کے بعد جو گناہ کریں وہ معاف ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں یہ احادیث مذکور ہیں۔ بخاری شریف باب فضل من شہداء بدر (باب بدر کے نمازیوں کی فضیلت کا)۔

فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا ہے جو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(سوائے شرک کے) چاہو کرو۔ پس تحقیق تمہارے لیے جنت ضروری ہوگئی۔

اوراس کی شرح میں فتح الباری جلد 8 ص 307 حدیث صحیح مرفوع نقل فرمائی۔

لن یدخل النار احد شہید بدرا۔ جو بدر میں حاضر ہوا ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر لکھتے ہیں کہ اعملوا ما شئتم سے اجازت نکلتی ہے کہ جو گناہ چاہیں کریں۔ ان کے لیے مباح ہے اوراس کا جواب تحریر فرماتے ہیں۔

والمراد عدم المواخذة بما یصدر منهم بعد ذلك وانهم خصوا بذلك۔ اور مراد عدم سزا ہے جو ان سے ان کے بعد واقع ہو اور وہ اس میں مخصوص ہیں۔

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدریوں کے لیے جنت واجب فرمائی ہے۔ اور علامہ ابن حجر نے تحریر فرمایا کہ عدم مواخذہ ان کا خاصہ ہے۔ تو اب مولف نادان قسطنطنیہ کے مجاہدوں کو بھی بدریوں پر قیاس کرتا ہے۔ اگر جرأت ہے تو کوئی حدیث ایسی صحاح ستہ سے بیان کرو۔ جس میں ہو کہ قسطنطنیہ کے مجاہدوں کے لیے جنت واجب ہے۔ اگر نہ بیان کرسکو اور قیامت تک بیان نہ کرسکو گے۔ تو اپنی جہالت سے یزید پلید عنید ملعون موذی کو بدریوں کے ساتھ شریک نہ کرو۔ نیز ص 29 پر مؤلف تحریر فرماتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو منافق کہہ دیا اور خود معارف یزید حصہ اول ص 48 پر لکھتا ہے کہ اگر کوئی کسی کو کافر کہے اور جسکو کافر کہا جائے اگر وہ کفر کا مستحق نہ ہو تو وہی کفر کہنے والے پر لوٹتا ہے۔ مولف نے تمام جہان کے رافضیوں کو خوش کر دیا اور ایک حجت نامہ ان کے ہاتھ میں دے دی کہ مسلمان کو کافر اور منافق کہنا خود کافر اور منافق ہونا ہے۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قطعی جنتی حاطب بن ابی بلتعہ کو منافق اور واجب القتل کہہ دیا۔ لہٰذا مولف رسالہ کے اصول

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کافر ہو گئے۔ (معاذ اللہ)

زندہ باد! ایسا دوست کہاں میسر ہو سکتا ہے جو دشمنوں کے کیمپ کا اعلیٰ درجہ کا سپاہی ہو۔ یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی سزا ہے کہ مولف قدم قدم پر لغزش کھاتا ہے۔ اور بے شرمی سے پھر بھی سر اٹھاتا ہے۔ وہ اپنے اصول پر جو کہ مسلمان کو کافر یا منافق کہے وہ کافر اور منافق ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کو ثابت تو کر دے۔

مؤلف معارفِ یزید کی کم علمی اور حماقت کا مظاہرہ

معارف یزید حصہ دوم ص 33 پر معائب یزید ص 13 سے ایک غلطی نقل کر کے پھبتیاں اڑاتا اور تمسخر کرتا ہے۔ اور مولف معائب یزید پر طعن کرتا ہے۔ کہ انہیں امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ہی معلوم نہیں اور پھر اپنی علمی شیخی کا اظہار کرتے ہیں۔

حالانکہ اسی صفحہ پر امام احمد بن حنبل صحیح نام درج ہے اور پھر معائب یزید ص 14 پر صالح بن احمد بن حنبل موجود ہے۔ اگر مولف میں ایمان ہوتا صداقت اور دیانت ہوتی تو سمجھتا کہ یہ مولف کی کم علمی نہیں بلکہ کتابت کی غلطی ہے جو اکثر مطبوعہ کتابوں میں موجود ہوتی ہے۔

مگر ایمان اور دیانت تو اسے برائیوں سے باز رکھے۔ جو حسین رضی اللہ عنہ کا مطیع ہو یزید کے ساتھی کو ایمان سے کیا کام جس کی قابلیت معارف یزید حصہ دوم ص 41 سے ہویدا ہے۔ اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ کسی پر بسبب کتابت کی غلطی کے طعن کرے۔

لیاقت ملاحظہ ہو۔

”کار طفلاں چو رفض از ہرمی خیزد کجا ماند مسلمانی“

یہ شاعری اور علم و فضل اور اس پر فخر۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اب مؤلف سے ہی پوچھئے کیوں جناب! مولف معائب یزید نے تو شہادت پیش کردی کہ وہ امام ذی شان کے نام سے واقف ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا فرمائی ہے۔ کہ وہ اصل کتاب دیکھ کر لکھیں۔

مگر آپ تو بتائیں کہ یہ حاطب ابن بلتہ کون ہے اور یہ نام ابن بلتہ کہاں ہے۔ اگر کسی کتاب سے یہ نام پیش کردیں اور حکیم قمرالدین تصدیق فرمادیں کہ ہاں یہ نام کتابوں میں ہے تو مولف کے علم کی داد دی جائیگی۔ اور اگر پیش نہ کرسکو اور قیامت تک پیش نہ کرسکو گے تو محض کتابت کے سبب جو غلطی ہو اس پر لعن کرنا چھوڑ دو۔

اصل نام بخاری شریف اور مسلم شریف و دیگر کتب حدیث موجود ہے۔

صرف رسالوں سے دیکھ کر لکھنا بے عزتی کا موجب ہوتا ہے پہلے اصل کتاب کو دیکھو پھر لکھو۔ اگر میں کتابت کی غلطیوں پر گرفت کرتا تو معارفِ یزید حصہ اول و دوم سے بیسیوں غلطیاں دکھا سکتا۔ مگر اہل علم جانتے ہیں کہ یہ ایک عام بات ہے جو ہر کتاب میں ہوا کرتی ہے۔

خیر مقصود تو مولف کو سمجھانا ہے کہ ایسی حماقت نہ کیا کریں۔ اور اگر جرأت ہے تو اپنے اصول پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت کرو۔

اسی لیے معائب یزید ص 30 پر لکھا گیا تھا ''دیکھئے اپنی جہالت کے سبب کسی غار میں گرے ہو کہ قیامت تک نکلنا ہی مشکل۔

اگر شرم و حیا رکھتے ہو تو یا اعلان کرو کہ حدیث کا مطلب ہم نہیں سمجھے یا یزید کو ملعون کہنے والے اور کافر کہنے والوں پر فتویٰ چھاپ کر شائع کرو۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

معائب یزید لاجواب رہی

الحمدللہ کہ معارف یزید حصہ دوم میں معائب یزید کے کسی مطالبہ کا جواب نہ ہو سکا۔اور تمام تحریرات اور شہادات بغیر جرح کے ہی رہیں۔صرف ایک شہادت پر جرح کی گئی۔کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوڑے مروائے۔

یہ روایت موضوع ہے مگر مولف جو محمود عباسی کا پس خوردہ کھانے کا عادی ہے۔ اور ناصبیوں کی تحریروں پر اتنا اعتماد کرتا ہے اسے کیا معلوم کہ مولف معائب یزید اصل کتابیں دیکھتا ہے اور یہ اس کی اپنی کوشش اور ہمت ہے۔کیونکہ اس عنوان پر آج تک کوئی مستقل کتاب نہیں چھپی۔علمائے ربانی کے اقوال جو بڑی بڑی بسیط کتب میں مذکور تھے تلاش کر کے ایک جگہ جمع کیے گئے ہیں اصل عبارت پیچھے گذر چکی ہے۔اور اس کی صحت علامہ ابن حجر سے مذکور ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ مؤلف بے نصیب کو جرأت اور ہمت نہیں ہوئی۔کہ کسی روایت پر جرح کرے اور کوئی مطالبہ پورا کرے۔

معائب یزید میں یہ تنبیہ کی گئی تھی کہ کسی پر غلط افتراء نہ کیا جائے۔مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید کو کہیں مومن اور جنتی نہیں لکھا اور نہ ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جنتی اور مومن ہونے کا اقرار کیا ہے۔مگر مؤلف معارف یزید میں پھر یہی جھوٹ الاپتا ہے اگر ہمت ہے تو ان حضرات کی کوئی تحریر پیش کرو جس میں انہوں نے یزید کو مومن اور جنتی کہا ہو۔

اسی طرح یہ افتراء کہ مولف نے یزید کو ملعون نہیں لکھا۔اس کا ثبوت بھی پیش کرے اور اگر نہ کر سکے اور تا قیامت نہیں کر سکو گے انشاء اللہ تو پھر اگر اناپ شناپ کرتے رہیں تو اس کا کیا علاج!

حصہ دوم کا جواب بفضل تعالیٰ معائب یزید میں موجود ہے جیسا کہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ضروری اعلان!

معائب یزید کی اشاعت سے غرض یہ تھی کہ یزید' پلید' عنید مردود کی حمایت نہیں کرنی چاہئے۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر جن کی جلالت' عظمت' وجاہت' عنداللہ اور عندالرسول ﷺ اور عندالعلماء اہل سنت و جماعت ثابت ہے۔ رکیک حملے نہیں کرنے چاہئیں سووہ الحمدللہ پورا ہو گیا۔ اور معائب یزید کے دلائل نے بدگو کولا جواب کر دیا۔ لہٰذا۔

غیر ضروری باتوں کو معرض بحث لانا مقصد نہیں۔

اور اگر اس کے بعد بھی کوئی بدگو اپنی ہانکتا جائے تو اسے کہہ دیا جائے گا۔ لکم دین کم ولی دین تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

حق واضح ہو چکا اگر اب بھی کوئی خاموش نہ ہو تو صولت فاروقی تو ہے ہی نہیں کہ اس خبیث کا سر اڑا دیا جائے۔ تو جواب جاہلاں باشد خاموشی پر عمل کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

اب حدیث جس پر تمام عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ کی تشریح علمائے ربانی کی قلم سے نقل کی جاتی ہے۔ لیکن یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی کے دو حصے فرمائے ہیں۔

ایک میں فرمایا کہ جو بحری جہاد کرے گا اور ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں شامل ہوگی۔ اس پر جنت واجب ہوگی۔

اور دوسرے گروہ کے لیے جس میں ام حرام شامل نہیں ہوں گی اور جو قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا اس کی بخشش ہوگی۔

معارف یزید حصہ دوم ص 7 اب قابل غور یہ بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

عنوان کیوں مقرر کیے۔ قد اوجبوا اور مغفور لھم ط پہلے گروہ کے لیے جنت واجب قرار دی۔ تو اس کا ہر ہر فرد ضرور جنتی ہوگا۔ اور دوسرے گروہ کے لیے بخشش بیان فرمائی۔

جس سے ثابت ہوا کہ مغفور لہم صرف گناہ سابقہ کی بخشش کرتا ہے نہ کہ قطعی جنتی ہونا جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جو مانے ہوئے محدث اور طائفہ محدثہ کے استاد ہیں۔ لکھتے ہیں قوله مغفورلهم تمسك بعض الناس بهذا الحديث فى نجات يزيد لانه كان من جملة الجيش الثانى من كان راسهم ورئيسهم على ما يشهد به التواريخ والصحيح انه لا يثبت لهذاالحديث۔

معائب یزید ص 44 ملاحظہ کریں یعنی شاہ صاحب فرماتے ہیں بعض آدمیوں نے (جیسے ابن تیمیہ' المہلب وغیرہ) اس حدیث سے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ وہ اس دوسرے گروہ میں شامل تھا بلکہ ان کا امیر اور رئیس تھا۔ جیسا کہ تاریخ نے اس پر گواہی دی۔ اور صحیح یہ ہے کہ یزید کی نجات اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔

امام العلماء' رئیس المحد ثین' حکیم امت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمارہے ہیں۔ کہ بعض کا قول ثابت نہیں ہوتا۔ اور دلیل بیان فرماتے ہیں کہ جہاد سابقہ گناہ کے لیے کفارہ ہوتا ہے۔ نہ کہ لاحقہ گناہ کا۔ اور نیز فرماتے ہیں کہ حدیث میں الی یوم القیامتہ کا لفظ نہیں۔ کہ اس گروہ کے تمام لاحقہ گناہ بھی معاف ہو جائیں۔

مولف معارف یزید اگر حق کی تلاش میں ہوتا تو شاہ صاحب کے فرمان کے بعد خاموش ہو جاتا مگر اپنی ہی ہانکتا گذر گیا۔ اس جیسے آدمی سے یہ توقع رکھنا کہ حق کو قبول کرلے گا۔ محال ہے۔

علامہ عینی نے حدیث کی تشریح میں فرمایا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ششم ص 649)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

قلت الاظهر ان هولاء السادات من الصحابة کانوامع سفیان بن عوف هذا ولم یکونوا مع یزید بن معاویة لانه لم یکن اهلا ان یکون هؤلاء السادات فی خدمته

میں کہتا ہوں یہ ظاہر ہے کہ یہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سفیان بن عوف کی سرکردگی میں تھے۔ نہ کہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں۔ کیونکہ وہ اس کا اہل نہ تھا۔ کہ یہ بزرگوار اس کے تحت ہوں۔

پھر لکھتے ہیں۔ کہ المہلب نے کہا ہے کہ اس میں یزید کی منقبت ہے کیونکہ اس نے مدینہ قیصر پر جہاد کیا ہے۔

قلت ای منقبت کانت یزید

میں کہتا ہوں کہ کونسی خوبی یزید کی تھی پھر فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس گروہ کے لیے مغفورلھم؁ فرمایا ہے تو جواب دیتے ہیں۔

قلت لا یلزم من دخوله فی ذلك العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله صلی الله علیه وسلم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة؁............ فدل ان المراد مغفورلهم لمن وجد شرط المغفرة؁

میں کہتا ہوں اس کا اس عموم میں داخل ہونا لازم نہیں آتا۔ کہ وہ دلیل خاص سے خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ تمام اہل علم متفق ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ کا قول مشروط ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو۔ اس کے بعد لکھتے ہیں پس مغفور سے مراد وہ مغفور ہیں جن کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

لیے شرط مغفرت پائی جائے۔اور عمدۃ القاری جلد گیارہ ص 334 پر فرماتے ہیں۔

اوّلھم یزید علیه ما یستحقه وکان غالبا ینزع الشیوخ من الامارة البلد ان الکبار ویولیھا الاصاغر من اقاربه۔

(یعنی جن کے لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی تباہی قریشی لونڈے کے ہاتھ سے ہوگی) ان سب سے پہلا یزید اس پر جو اس کا حق ہے وہ نازل ہوا اور وہ بڑے شہروں کی حکومت سے بزرگوں کو علیحدہ کرتا تھا۔اور ان کا والی اپنے رشتوں میں سے چھوٹوں کو بناتا تھا۔

علامہ ابن حجر نے فتح الباری جلد سولہ ص 116 پر یہی لکھا ہے جیسا کہ معائب یزید ص 10 پر پوری عبارت درج ہے۔اور فتح الباری جلد ششم ص 443 پر وہی عبارت جو اوپر مذکور ہوئی تحریر فرمائی اور پیشگوئی کو مشروط قرار دیا۔جیسا کہ معائب یزید ص 11 پر عبارت درج کی گئی ہے۔

قسطلانی جلد پنجم ص 85-84 پر علامہ قسطلانی المہلب کے جواب میں یہی عبارت نقل فرماتے ہیں۔کہ پیشگوئی مشروط ہے اور لکھتے ہیں کہ المہلب نے بنی امیہ کی حمایت میں یہ استدلال کیا ہے۔ورنہ کوئی اہل علم اس حدیث سے یزید کی تعریف کا قائل نہیں۔پھر ایک لمبی عبارت نقل فرمائی ہے جس میں یزید پر لعنت کا جواز تحریر کیا ہے۔اور آخر پر نقل فرماتے ہیں۔

فَنَحْنُ لانتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه وعلی انصاره وعلی اعوانه۔

پس ہم اس کی شان میں سکوت نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں شک کرتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہیں اس پر اس کے مددگاروں پر اور اس کے یاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

کیوں مولف معارف یزید پتہ چلا۔ کہ اس حدیث کے تینوں جلیل القدر محدث یزید کی منقبت ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ منقصت بیان فرمارہے ہیں۔

عینی' ابن حجر' اور قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سا بخاری کا کوئی شارح کوئی پیش کرو۔ تینوں حضرات متفقہ طور پر یزید کو امت کا تباہ کرنے والا' فاسق فاجر تحریر کررہے ہیں۔ اور بشارت سے خارج کررہے ہیں۔

معارف یزید کے مؤلف کا وہ فتویٰ جو یزید کے جنتی ہونے کا انکار کرے۔ وہ کافر ہے۔ یہاں بھی کام دے گا؟ اگر سچے ہو تو اعلان کرو کہ یہ بزرگوار ننگے' چٹے کافر ہیں؟

مولف معائب یزید نے تو انہی بزرگواروں کا دامن تھاما ہوا ہے۔ اسی لیے یزید کو مردود' ملعون' فاسق فاجر یقین کرتا ہے۔

مگر بیچارے مولف کو یزید کی حمایت میں اپنے مانے ہوئے محدث سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ جیسے جلد اول معارف یزید ص 25 پر آسمان سر پر اٹھایا تھا۔ اور ص 27 پر لکھا۔

بہرحال حضرت مولانا بڑے بزرگ ہو گذرے ہیں اور انہوں نے اسلام کی بہت بڑی خدمات کی ہیں۔ جن کی مثال مشکل ہے۔ جب سنا کہ جناب عبدالغنی شاہ صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث کا مونگے تو یہ کہتے ہیں کہ مولوی وحید الزمان تو اس کے خلاف ہیں اور یزید کو جہنمی قرار دیتے ہیں تو گھبرا گئے اور جھٹ حصہ دوم میں لکھ دیا کہ وہ تو شیعہ تھے سچ ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے

مولف رسالہ کو حصہ اول کی اشاعت کے وقت یہ عبارات یاد نہیں تھیں اگر یاد تھیں اور یقیناً یاد تھیں تو کیا سبب ہے کہ انہیں بڑا بزرگ فرمایا اور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا۔ کیا جو رافضی ہو کر مرے وہ بھی بزرگ اور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہوتا ہے۔

یہ تمام شور و شر محض وجاہت اور نام کی خاطر ہے۔ کہ رافضی کو بڑا بزرگ کہتے ہو۔ یا یوں کہو کہ مولف نے ناظرین کو دھوکہ دیا۔ یہ اتنا بڑا فریب مؤلف نے دیا کہ جس سے تا قیامت بری نہیں ہوسکتا۔ حصہ دوم ص 66 پر وحید الزمان رحمتہ اللہ ص 62 پر وہ شیعہ تھے۔ سچ ہے

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

مولوی وحید الزمان حیدر آبادی دکنی جو مشہور اہل حدیث ہیں اپنی کتاب تیسیر الباری شرح صحیح بخاری پارہ گیارہ ص 96 کتاب الجہاد والسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ دوسرا جہاد قسطنطنیہ پر ہوا۔ یزید بن معاویہ اس لشکر کا سردار تھا۔ اس میں بہت سے صحابہ شریک تھے جیسے حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری یہ 58ھ میں ہوا۔

اس حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ بہشتی ہے میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ! اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک حضرت معاویہ زندہ تھے۔ ان کی خلافت تھی۔ اور ان کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ کس لیے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے لازم نہیں آتا۔ کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ جیسے اوپر حدیث سے گزر چکا ہے۔

یزید نے پہلے بڑا اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ۔

1. امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرایا۔
2. اہل بیت کی اہانت کی۔
3. جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا۔ میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔
4. مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔
5. محترم حرم میں گھوڑے باندھے۔
6. مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔

ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا ہے۔ کہ یزید امام حسین کے قتل سے خوش اور راضی تھا۔ اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اس لیے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔

ناظرین پر واضح ہو گیا کہ مولف معارف یزید کے مانے ہوئے محدث یزید کو لعنتی، فاسق، فاجر قرار دے رہے ہیں۔ اور قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو بغیر کسی حیل و حجت کے یزید کو جہنم رسید کر رہے ہیں۔ اور مولوی وحید الزمان اس کے ہمنوا ہیں۔

اگر اب بھی کوئی نہ مانے تو اس کی نادانی ہے۔ اور یہ عذر کرنا کہ وحید الزمان صاحب شیعہ ہو گئے تھے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کوئی رافضی خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نہیں سمجھتا اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنتی مانتا ہے۔ اور نہ کوئی رافضی اس طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مداح ہوسکتا ہے۔

اگر کسی میں جرات ہے تو ثابت کرے کہ مولوی وحید الزمان صاحب مذکور نے اپنی تبدیلی مذہب کا اقرار کیا ہو۔ اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غاصب قرار دیا ہو۔ یا قرآن مجید کو محرف مانا ہو یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اتہامات عائد کیے ہوں۔ جو خلفائے ثلاثہ کو جنتی مانے جو قرآن کو محفوظ قرار دے اور جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنتی لکھے وہ کبھی رافضی نہیں ہوسکتا۔

ایسا کوئی رافضی پیش کرو۔ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق بنتا ہے۔ مولوی صاحب کی عبارت معارف یزید ہر دو حصہ کا مکمل رد ہے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب چند اور جلیل القدر علماء کی رائیں درج کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ قاضی محمد سلمان صاحب منصور پوری رحمتہ للعالمین جلد سوم ص 201 پر لکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لو یہ کنجی سنبھالو ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا۔ مگر وہی جو ظالم ہوگا۔ پھر اس پیش گوئی کو نمبروار تقسیم کیا۔ اور لکھا نمبر 3 کی بابت مورخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔

ناظرین! قاضی صاحب جماعت اہل حدیث میں صرف مورخ ہی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں اور صرف محدث ہی نہیں بلکہ ولی صاحب کرامات ہیں۔ جیسا کہ مولوی عبد المجید صاحب سوہدروی نے جو کہ مشہور اہل حدیث عالم تھے۔ کرامات اہل حدیث میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بیان کیا اور نیز اس کتاب رحمتہ للعلمین کو انہوں نے ہی شائع کیا ہے اور سید سلمان دیو بندی نے جو مشہور مورخ ہیں اس کتاب کی بے حد تعریف کی ہے اور مقدمہ لکھا ہے۔ لہٰذا یہ تحریران تینوں علماء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے یزید کو ظالم قرار دیا ہے۔ اور ظالم پر قرآن مجید میں لعنت مذکور ہے۔

مولف رسالہ معارف یزید اب بھی لعنت میں توقف کرے گا؟

علامہ قسطلانی کے ساتھ مل جائے۔ اور زور سے کہے۔ لعنت یزید پر۔

کیوں کیا توقف ہے۔ مگر مولف بے چارے کا تو یہ حال ہے۔

پاؤنہ پڑھی تے وخت نوں پھڑی۔ پڑھی نہ لکھی نام محمد فاضل۔

دِنے دِسے نہ تے ناں نور بھری

بد نہ بولے زیر گردوں اگر کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

ابن تیمیہ اور ثناء اللہ امرتسری کا حوالہ پیش کرنا چہ معنی۔ کیونکہ ثناء اللہ امرتسری کو تو جماعت اہل حدیث غزنوی پارٹی نے اسلام سے ہی خارج کر دیا تھا۔ اور اربعین اور فتویٰ مکہ شائع کیا تھا جس میں مکہ کے اہل حدیث کا فتویٰ درج ہے کہ ثناء اللہ جماعت اہل حدیث سے ہی خارج نہیں بلکہ اسلام سے خارج ہے۔

ابن تیمیہ مشہور خارجی اور ناصبی ہی ہے اور اس بات کا ثبوت اگر دیکھنا ہو تو جماعت اہل حدیث میں خارجی پیدا ہو گئے ہیں جو اہل بیت سے دشمنی کرتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ اور اپنے مولوی محمد ابراہیم صاحب پر جو نہایت جلیل القدر عالم جماعت اہل حدیث میں تھے) کا رسالہ احیاء المیت مولوی صاحب کی مسجد سیالکوٹ محلہ سیانہ پورہ سے منگوا کر دیکھ لیں۔ ناصبیت اور خارجیت چھوڑ دیں یزید کی جماعت کام نہیں آئے گی۔ لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت قبر اور محشر میں ذریعہ نجات بنے گی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی سورۃ محمد میں فرماتے ہیں۔عربی عبارت کا ترجمہ درج ہے۔اصل عربی عبارت جس نے دیکھنی ہو میرے پاس دیکھ لے۔"یزید پر لعن کرنے میں کوئی توقف نہیں۔اس کے اوصاف خبیثہ کثیرہ اور کبائر کے ارتکاب کی وجہ سے جو اس نے اپنے عہد حکومت میں کیے اور اس کے خبیث ہونے کے لیے یہی کافی ہے جو اس نے اہل مکہ اور مدینہ پر اپنا تسلط قائم کیا۔طبرانی نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔اے اللہ! جو مدینے والوں پر ظلم کرے اور انہیں خوفزدہ کرے تو اسے خوف میں رکھ۔اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی "لعنت" ہو اس کی نہ فرض نماز قبول ہو اور نہ نفل۔اور قیامت کبریٰ یہ ہے کہ اس نے اہل بیت کے ساتھ ظلم کیا۔اور قتل حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر راضی ہوا۔اور خوشی کا اظہار کیا۔اور اہل بیت' نبوت کی اہانت کی' اگرچہ لفظوں کے اعتبار سے اخبار احاد ہیں۔ لیکن معنی کی رو سے یہ خبریں تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔

حدیث پاک میں ہے۔چھ شخصیتوں پر میں لعنت کرتا ہوں۔اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔یزید کے کفر پر جزم۔اور اس پر لعنت کی تصریح علماء کی ایک جماعت نے کی ہے۔اور اپنا فیصلہ یوں لکھتے ہیں۔

"میں کہتا ہوں اور میرا ظن غالب یہی ہے کہ یزید خبیث نبی کریم ﷺ کی رسالت پاک کا مصدق بھی نہ تھا اور وہ مجموعہ افعال جو اہل مکہ اور اہل مدینہ اور نبی کریم ﷺ کی طیب اور طاہر اہل پاک کے ساتھ اس نے کیے اور جو رسوائیاں اس سے سرزد ہوئیں اس کی عدم تصدیق رسالت پر دلالت کرتی ہیں۔

کیوں جناب! اس بیان کے بعد بھی یزید کو جنتی کہتے رہو گے۔

مولف رسالہ معارف یزید علمائے دیوبند کے بہت گن گاتا ہے۔تو اسے معلوم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہونا چاہئے کہ مولوی اشرف علی تھانوی' علامہ الوسی کو اپنی تفسیر میں اور حاشیہ قرآن میں شیخ الاسلام علامہ الوسی تحریر فرماتے ہیں۔ اور کسی دیو بندی مولوی سے علامہ مذکور کے متعلق پتہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ رافضی تھے یا اہل سنت و جماعت۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری سورہ نور زیر آیت استخلاف و من کفر بعد ذلك کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں و من کفر بعد ذلک سے مراد یزید ابن معاویہ بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس نے نبی کریم ﷺ کے نواسے اور دیگر اہل بیت نبوت کو قتل کیا اور حضور کی آل امجاد کی اہانت کی اور فخر کرتے ہوئے کہا۔

کہ آج کا دن بدر کے دن کا انتقام ہے۔

اور مدینۃ الرسول پر فوج کشی کی۔ اور واقعہ حرہ کے موقع پر اس میں جو کچھ کیا کسی پر مخفی نہیں۔ اصل عربی عبارت جو دیکھنا چاہئے تفسیر مظہری سورہ نور ص 553 مطبوعہ ہمدرد پریس دہلی دیکھ لے۔ کچھ عبارات معائب یزید میں درج ہو چکی ہیں۔

ناظرین پر واضح ہو گیا ہے کہ یزید پلید کے متعلق علمائے ربانی نے کیا کچھ تحریر کیا ہے۔ اتنے بڑے بڑے مفسر' محدث' حدیث قسطنطنیہ کو نہ سمجھ سکے اگر کوئی سمجھا ہے تو کاموں کے منڈی میں ایک گستاخِ حسین رضی اللہ عنہ۔

حالانکہ ولی کا دشمن خدا کا مغضوب ہوتا ہے اور مغضوب کو فہم حدیث کس طرح۔

ہاں ایک مغالطہ باقی ہے۔ کہ صحابہ نے یزید کی بیعت کی۔ لہٰذا وہ متقی اور جنتی ہے۔ لہٰذا اس مغالطے کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور کیا جاتا ہے۔ ناظرین پر صاف واضح ہو جائے گا۔ بیعت حکومت سے کسی کی بزرگی یا تقویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ خلفائے اربعہ کی بیعت کا مسئلہ مخصوص ہے۔ اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ خلافت تیس سالہ منصوص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی بشارت کے ماتحت قائم ہوئی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور نبی کریم ﷺ نے ان خلفاء کے مناقب نام بنام امت کو بتا دیئے۔ خلافت راشدہ کے بعد جو حکومتیں قائم ہوئیں۔ اس کے سربراہ ظالم بھی ہو سکتے ہیں۔ فاسق بھی۔ اور نیک و دین دار بھی۔ جیسا کہ ثابت کیا جائے گا۔

خلافت راشدہ مخصوص ہے اور اس کے بعد حکومت جور ہے

بخاری نے بروایت ابو ہریرہ بیان کیا ہے قال قال رسول اللہ ﷺ ہلکت امتی علی یدی غلمت من قریش۔ یعنی میری امت کی ہلاکت قریشی نو جوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ اس کی شرح میں فتح الباری کتاب الفتن میں لکھا ہے۔

اخرج علی بن معبدو ابن ابی شیبة من وجه اٰخر عن ابوهريرة رفعهٗ اعوذ بالله من امارة الصبيان قالوا وما امارة الصبيان قال ان اطعتموهم هلكتم اى فى دينكم وان عصيتموهم اهلكوكم اى فى دينا كم باذهاق النفس او باذهاب المال او بهما و فى روايت ابن ابى شيبة ان ابا هريرة كان يمشى فى السوق ويقول اللهم لا تدركنى سنة سِتّيْنَ ولا امامة الصبيان وفى هذا اشارة الى ان اول الاغيلمة كان فى سنة ستين وهو كذلك فان يزيد بن معاوية استخلف فيها علی بن معبد۔

اور ابن ابی شیبہ نے دوسری سند سے ابو ہریرہ سے مرفوع بیان کیا ہے کہ نو جوانوں کی حکومت سے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ انہوں نے کہا نو جوانوں کی امارت سے کیا مراد ہے۔ کہا اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یعنی دین کی رو سے اور اگر نافرمانبرداری کرو گے تو تمہیں تباہ کر دیں گے۔ دنیا کی رو سے۔ جان کی ہلاکت سے یا مال کے غصب سے یا دونوں کی رو سے۔

اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے۔ کہ ابو ہریرہ بازار میں چلتے اور کہتے یا اللہ! میں نہ پاؤں ساٹھ کا سن اور نوجوانوں کی حکومت۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ پہلا قریشی نوجوان ساٹھ سال میں ہوگا۔ اور وہ ایسا ہی ہوا۔ پس تحقیق یزید بن معاویہ اسی سال صاحب حکومت ہوا۔

ان احادیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ یزید کی حکومت ظالمانہ تھی اور سب سے اول خلافت راشدہ کے بعد یزید ظالم بادشاہ ثابت ہوا ہے۔ فتح الباری جلد سولہ ص 116 اور اسی صفحہ پر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

ان اولهم يزيد كما دل عليه قول ابى هريرة راس ستين و امارة الصبيان

ان ظالموں میں سے پہلا ظالم یزید ہے جس طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول اس کی دلالت کرتا ہے۔

اگر انصاف ہو تو اس کے بعد کوئی شک نہیں رہتا۔ کہ امت کی تباہی و ہلاکت کے متعلق جو پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور جن کے متعلق ارشاد فرمایا ان سب کا رئیس اور سردار اور صف اول میں سب سے بڑا ظالم یزید ہے۔

کاش! مولف معارف یزید اتنے بڑے جلیل القدر محدث اور اہل سنت کے مایہ ناز امام جن کی خدمت حدیث اور حدیث دانی سورج کی طرح چمکتی ہے۔ کا فیصلہ قبول کر لیتا۔ اور خارجی و ناصبی گروہ کی پیروی نہ کرتا۔

اور ایسا ہی علامہ عینی اور علامہ قسطلانی اسی حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کہ یزید ظالم تھا۔اور اس کی حکومت خلافت راشدہ کے بعد سب سے پہلی ظالم حکومت تھی۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ یزید کی حکومت ظالمانہ تھی تو اب بات صاف ہوگئی کہ ظالم بادشاہ کی حکومت کو قبول کر لینا جبکہ اس کے مقابلے کی سکت نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کے بیان سے چونکہ ثابت تھا۔لہٰذا بعض صحابہ اور اخیار نے ظالم کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

چنانچہ اس مغالطہ کی قلعی کہ یزید جماعت اخیار کو نماز پڑھاتا تھا۔ بخاری شریف کی اس حدیث سے کھل گئی۔

عبیداللہ عدی روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان کے پاس گئے۔ جبکہ وہ گھر میں بند تھے۔اور کہا کہ آپ امام ہیں اور آپ پر بلا نازل ہوگئی ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں۔اور ہمیں امام فتنہ نماز پڑھاتا ہے۔اور ہم اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز اچھا عمل ہے جو آدمی کرتے ہیں۔ جب آدمی اچھا کام کریں ان کے ساتھ اچھا کام کرلو۔اور جب برا کریں تو ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔

کیوں مؤلف صاحب! قاتلان عثمان کے پیچھے اخیار نے نماز پڑھی یا کہ نہیں اور ان صحابہ کی اقتداء کی وجہ سے وہ نیک ہو گئے؟ ہرگز نہیں۔

اسی طرح یزید کا امیر لشکر ہونا' صحابہ کا نماز میں اس کی اقتداء کرنا' اس کو ظلم سے بری نہیں کرسکتا۔اس کے فسق کو دور نہیں کرسکتا۔ کاش! بے جا حمایت کی بجائے عدل کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ کتاب الامارۃ دیکھ لیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ظالم بادشاہ ہوں گے۔ انکے دور حکومت میں جو وہ نیکی کریں ان کے ساتھ مل جانا اور جو برائی کریں ان سے علیحدہ رہنا۔ بہر حال یزید کی حکومت ظلم سے پر تھی۔ جیسا کہ معائب یزید میں ثابت کیا گیا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور جنہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کیا وہ شرعاً حق بجانب تھے۔ کیونکہ شریعت کا حکم ہی یہی ہے۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قدم ہی دوسری طرف اٹھا۔ اور وہ بھی رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق۔ وہ رخصت تھی اور یہ عزیمت ہے۔ مقام اپنا اپنا ہے جتنی کوئی طاقت رکھے اتنا بوجھ اٹھائے۔

مولف کو یاد ہی ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ راہِ خدا میں تیسرا حصہ صرف کیا جائے۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مال و متاع راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ ان کی یہ طاقت تھی لہٰذا ان پر کوئی زور نہیں۔ اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ہرقل کی طرز پر جو حکومت بنی اس کی بیخ و بن اکھیڑنے کا تہیہ کر لیا۔ اور سر دے کر سب کچھ قربان کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

مولف نے ابوالکلام آزاد کا نام لیا ہے مگر نا سمجھ کو اتنا معلوم نہیں کہ ابوالکلام رئیس اہل حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی یزید کے ساتھ مجرم گردانتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ امیر معاویہ نے جمہوریت کی جگہ شخصی حکومت قائم کر دی۔ اور اپنے بیٹے کی حکومت خوف و طمع سے قائم کر دی جو اسلام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ دیکھو الہلال۔

حدیث کی تصریحات سے ثابت ہو چکا ہے کہ یزید ظالم بادشاہ تھا اور ظالم بادشاہ کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشاد سنئے۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ میں ابی سعید سے روایت ہے۔

وان ابغض الناس الی اللہ یوم القیامۃ واشد ھم عذابا وفیہ روایۃ وابعدھم منہ مجلسا امام جائز رواۃ ترمذی وقال ھذا حدیث حسن۔

یعنی قیامت کے دن آدمیوں میں سے زیادہ مغضوب اور زیادہ معذب ظالم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بادشاہ ہوگا اور خدا کی رحمت سے دور ہوگا۔ ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا۔ کہ حدیث حسن ہے۔

مولف اہل حدیث ہونے کا مدعی ہے تو بموجب احادیث مندرجہ بالا اور ابن حجر' علامہ عینی' علامہ قسطلانی اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی تصریحات کے ضد کو چھوڑ دے اور یزید پلید کو ظالم بادشاہوں میں سے شمار کرے۔

اس سے پہلے معائب یزید میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے بھی یزید کا ظالم بادشاہ ہونا مذکور ہو چکا ہے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو مجروح کرنے کی ناپاک کوشش نہ کرے یہ کہہ دینا کہ مؤلف نے امام رضی اللہ عنہ کو باغی نہیں لکھا۔ اور نہ واجب القتل لکھا ہے۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ ہے۔ جب یہ رسالہ معارف یزید حصہ اول دوم میں موجود ہے۔

1. یزید خلیفہ برحق تھا۔ 2. جناب حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پر خروج کیا۔

2. یزید کی حکومت اجماعی تھی۔ تو اب جو ان تین امور سے نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس سے انکار کیوں۔ ان حدیثوں کو نگاہ میں رکھئے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منہما رواہ مسلم۔

جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو ان دونوں میں سے جو پچھلا ہوا سے قتل کر دیا جائے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔

فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامت وھی جمیع فاضر بوہٗ بالسیف کائنا من کان (رواہ مسلم)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور جو ارادہ کرے کہ اس امت کے کام میں تفریق کرے اور وہ اکٹھے ہوں اس کی گردن تلوار سے اڑادو۔ خواہ کوئی ہو۔ (مسلم)

مسلم شریف کی یہ دونوں صحیح روایتیں موجود ہیں اور مولف رسالہ معارف یزید کا اقرار بھی موجود ہے۔ کہ یزید کی خلافت اجتماعی تھی۔ اور حق تھی تو پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کا اس کے نزدیک باغی اور واجب القتل ہونا کیوں ثابت نہیں۔

مولف رسالہ اپنے عقیدہ پر قائم رہ کر ان دو احادیث کی رو سے تا قیامت عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ اگر ہمت ہو تو اپنی قسمت آزمائی کر دیکھے اور یہ عذر کہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے توبہ کر لی تھی۔ تو معائب یزید میں بھی تو یہی مطالبہ تھا کہ خروج سے لیکر توبہ تک مولف کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ واجب القتل تھے اور باغی تھے؟

اور مولف معارف یزید کا یہ کہنا کہ خروج بغاوت نہیں۔ کیوں صاحب بغاوت کس کا نام ہے؟

لغت میں جب خروج بصلہ علی آتا ہے تو اس کے معنی باغی ہونا ظاہر ہوتے ہیں۔

دیکھو فیروز اللغات عربی ص 150 حرف خروج۔

کیوں ان پڑھ مولف اور جاہل مفتی پتہ چلا کہ خروج کا صلہ علیہ ہو تو باغی ہی معنی ہوتے ہیں۔

ذرا سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی شان حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شان میں دیکھ لیا ہوتا۔

تقتلك فِئة الباغية یعنی تجھے باغی فرقہ قتل کرے گا۔

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج ہی تو کیا تھا۔ جسے نبی کریم ﷺ نے بغاوت سے تعبیر فرمایا۔ مگر چونکہ اس بغاوت سے مراد طلب دم عثمان تھا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جو حق تھی لہٰذا یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے مذموم کہ جس پر جہنم واجب ہو نہ ہوئی۔ اور آپ کے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خروج طلب ناحق کے لیے تھا جس پر قتل واجب۔

تو بندۂ خدا! ذرا خدا سے شرم کرو۔ اپنی تحریروں کے مفہومات اور مدلولات کے منکر ہو کر رسوائی اور ذلت حاصل نہ کرو۔ خود کہنا اور خود مکرنا یہی تو منافقین کی خصلت ہے۔ اگر کچھ دم ہے تو اپنی تمام پارٹی سمیت اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے کہ یزید کی خلافت حقہ اور اجتماعیہ اور منعقدہ تھی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بری تو ثابت کرو۔ تا قیامت ایسا نہیں کر سکو گے۔ یا توبہ کرو اور اس ملعونہ مردودہ عقیدہ سے باز آ جاؤ۔ اور یا اعلان کر دو کہ مولف معائب یزید نے صحیح لکھا تھا کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور واجب القتل ہی مانتے ہیں۔

مگر جب انہوں نے توبہ کر لی تو اس سے بری ہو گئے۔ اور توبہ کی سند تو پیش نہ کر سکے اور نہ کر سکو گے صرف یہ لکھ دینا کہ فلاں فلاں کی کتاب میں روایت موجود ہے یہ کافی نہیں جب تک اس کی صحیح سند پیش نہ کرو۔

تم لکھ چکے ہو کہ روایت موجود ہوتی ہے مگر سند نہیں لہٰذا قبول نہیں کی جاتی۔ تو اب سند پیش کرو۔ اور تا قیامت پیش نہیں کر سکو گے۔ صرف تاریخی روایت نقل کر دینا کافی ہو سکتا ہے؟ اور وہ بھی بنو امیہ کے حامیوں کی۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی سند پیش کرو۔ ایک ہی صحیح سند کے ساتھ۔

اگر روایت پیش کر دو تو منظور کر لی جائے گی چند کتابوں سے نقل کر دینا کافی نہیں۔ جبکہ اتنے بڑے بڑے محدث اور مفسر یزید کو ظالم، فاسق، شرابی، تارک الصلوٰۃ اور ایک جماعت بہ سبب قتل حسین رضی اللہ عنہ اور اہانت حرمین مکرمین کا فر قرار دے رہی ہو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دین کی کتابوں اور علماء کے درخشندہ اقوال کو چھوڑ کر تاریخ کی خرافات کو کون مانے۔ یزید کا فسق و فجور علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک مسلمہ ہے۔ اور کفر میں بعض نے سکوت کیا ہے اور بعض نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

مگر سکوت کا منشا بھی تو یہی ہے کہ یزید کا ایمان اور جنتی ہونا دلائل قویہ سے ثابت نہیں۔ اگر ثابت ہوتا جیسا کہ مولف کا کہنا ہے۔ تو پھر ائمہ سکوت کیوں فرماتے۔ اگر کوئی ناصبی، خارجی، محمودی ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تصریح دکھادے کہ کسی امام نے یزید کو جنتی لکھا ہے اور مومن کہا ہے برخلاف اس کے یزید کی مذمت امام احمد بن حنبل سے نقل ہو چکی ہے۔ اور مسند ابو یعلی اور تفسیر روح المعانی تفسیر مظہری اور شرح عقائد سے عبارتیں معائب یزید میں درج کر دی گئی ہے۔

مگر انکار کا کیا علاج؟

مسک الختام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور شان قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

1. آیت مباہلہ جب نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا اور آپ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ میرا بیٹا ہے۔ عامہ تفاسیر اور کتب احادیث۔

2. اور جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اہل بیت میں شمار فرمایا۔ عامہ تفاسیر اور کتب احادیث۔

3. اور جب آپ سے پوچھا گیا کہ جناب وہ قریبی کون ہیں۔ جن کی مودت اور دوستی آپ نے طلب کی ہے۔ تو آپ نے حضرت حسن و حضرت حسین اور حضرت علی و فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت اپنی محبت قرار دی۔ اور ترمذی میں سعید بن جبیر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سے روایت ہے کہ جن کی دوستی طلب کی گئی ہے وہ آل محمد ہے۔

4. خطبوں میں حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا گیا۔

5. اپنی زندگی کا پھول فرمایا۔

6. ہاتھ پکڑ کر فرمایا میں ان سے پیار کرتا ہوں یا اللہ! جو ان سے پیار کرے ان سے پیار کر اور جو ان سے بغض رکھے ان سے بغض رکھ۔

7. فرمایا کہ یہ بھوکے پیاسے شہید ہوں گے۔ جو وہاں موجود تھے اس پر ان کی نصرت واجب ہے۔

8. فرمایا! کہ جبریل نے مجھے ان کے شہید ہونے کی اطلاع دی ہے اور ان کے مقتل کی مٹی لا کر دی ہے۔

9. فرمایا! میری نسل ان سے چلے گی۔

10. فرمایا جس طرح ذریت حضرت مریم شیطان سے محفوظ ہے اسی طرح میری ذریت فاطمہ بھی شیطان سے محفوظ ہے اور نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے موقع پر پانی دم کر کے حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر چھڑکا گیا۔ اور دعا فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کی ذریت کو شیطان سے محفوظ رکھے۔

11. امام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ کہ آپ کے ہاتھ میں شیشی ہے اور اس میں لہو ہے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ ابھی مقتل حسین رضی اللہ عنہ سے آیا ہوں اور یہ ان کا خون ہے۔

12. آپ سے پہلے انبیاء نے پیش گوئی کی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوں گے اور ان کے قاتل سید المرسلین کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

13. نبی کریم ﷺ نے قاتل حسین رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان فرمایا۔

14. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہزادی فارس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا اور کہا یہ شہزادۂ اسلام ہے۔

15. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وظائف مقرر کرتے ہوئے دگنے وظائف مقرر کیے۔

16. علمائے اہل سنت نے ان کی محبت کو جزو ایمان قرار دیا اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔

17. علمائے اہل سنت نے آپ کے مخالف یزید کو ظالم قرار دیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو حق پر ثابت فرمایا۔

18. حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید کو مستحق لعنت قرار دیا اور فرمایا کہ اس بدنصیب نے جو کام کیا ہے وہ کوئی کافر فرنگ نہیں کرسکتا۔

19. علامہ ابن حجر' عینی' قسطلانی' شیخ عبدالحق' قاضی ثناء اللہ پانی پتی' علامہ الوسی' سید امیر علی' وحید الزمان حیدر آبادی اہل حدیث' محمد سلیمان منصور پوری اہل حدیث' علامہ تفتازانی و دیگر جلیل القدر محدثین' مفسرین اور مؤرخین نے یزید کو امت کا تباہ کرنے والا' شرابی' تارک الصلوٰۃ اور عیبوں کا مجموعہ تحریر فرمایا ہے۔

20. حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ یزید مرجیئہ تھا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مرجیئہ کو قیامت سے کچھ حصہ نہیں۔ (البدایہ والنہایہ اور ازالۃ الخفا)

21. حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ یزید حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث سن کر گمراہ ہوگیا اور فسق و فجور میں نڈر۔ (البدایہ والنہایہ)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

22. حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ یزید نماز کو برباد کرتا تھا۔ اور قرآن مجید کی آیت کہ انہوں نے نمازیں ضائع کیں اور خواہشات کی پیروی کی کا مصداق تھا۔

(البدایہ والنہایہ)

23. حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ جنگ حرہ میں یزید پلید کے لشکروں نے کئی سو قاری قتل کیے۔ اور صحابہ کرام جنگ حرہ میں شہید کیے گئے۔ اور لوگوں کا اتنا خون گرایا کہ پتھر خون میں ڈوب گئے۔ (البدایہ والنہایہ)

24. حافظ علامہ قسطلانی نے بھی ایسا ہی تحریر فرمایا۔

ناظرین! دیکھ چکے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کے ولی رسول کریم ﷺ کے محبوب اور نیکی کا مجسمہ ہیں اور یزید فسق و فجور کا مجموعہ اور مغضوبِ خدا ہے۔ لہٰذا ناصبیوں، خارجیوں سے بچو اور محبّ اہل بیت ہو جاؤ۔

جنگ حرہ

معارف یزید حصہ دوم ص 43 پر جنگ حرہ کے متعلق بھی تحقیق پیش کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ جنگ تو تین دن ہوئی اور مقتول اتنے ہوئے۔ حالانکہ پاکستان اور ہندوستان کی جنگ میں اتنے لوگ قتل نہیں ہوئے۔ اور ص 16 پر لکھا یہ سب کا سب ایک مکذوبہ افسانہ ہے اور پھر حدیث سے ثابت کیا۔ کہ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہوگا اور مدینہ کو خراب کرنے والا تباہ ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

مولف رسالہ کا غلط استدلال اور اس کا صحیح جواب!

رسالہ معارف یزید کے مولف کو یہ بھی تمیز نہیں کہ دجال کا مدینہ شریف میں داخل نہ ہونا قضیہ شخصیہ وقتیہ ہے نہ کہ کوئی بھی دشمن مدینہ منورہ پر حملہ نہیں کر سکتا اور مدینہ والوں کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مولف کی حدیث سے جہالت!

مولف کو یہ بھی پتہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خود جنگ حرہ کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔

ذرا ابوداؤد کتاب الفتن اٹھا کر دیکھیں۔ نبی کریم ﷺ ابی ذر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں۔

قال کیف انت اذا رایت احجار الزیت قد غرقت بالدم۔

ابی ذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تو دیکھے گا کہ زیت کے پتھر خون میں ڈوب جائیں گے۔

اور مشکوٰۃ کی شرح میں ہے زین العرب نے فرمایا کہ احجار زیت مدینہ میں ایک جگہ ہے جسے حرہ کہتے ہیں اور ایسا ہی ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا اور ایسا ہی شیخ عبدالحق صاحب نے شرح میں لکھا تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ حرہ کی پیش گوئی پہلے سے صحابہ کرام کو سنائی تھی اور اس وقت جو کچھ مدینہ منورہ میں ہونا تھا بیان کر دیا تھا۔

مولف نے نہ تو حدیث کو دیکھنے کی زحمت گوارا کی اور نہ اس کی شرح پر نظر کی۔ یزید کے چیلے چانٹوں نے حدیث کو چھوڑ کر پاکستان اور ہندوستان کی جنگ کو پیش کر دیا۔

حالانکہ اِس جنگ اور اُس جنگ کی نوعیت علیحدہ تھی۔ اس میں حفاظت کا سامان مدینہ منورہ والے نہ کر سکے صرف خندق کھدوائی گئی۔ نیز مدینہ منورہ والوں کے پاس اتنی فوج ہی کہاں تھی جو مسلم بن عقبہ کے ظلم کو روک سکتی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی تصدیق دیگر محدثین نے بھی کی ہے حتی کہ جماعت اہل حدیث کے جلیل القدر عالم۔ جو اس جماعت میں بہترین مناظر' محدث' اور مصنف مانے گئے ہیں جس کا انکار مولف سے نہیں ہو سکے گا۔ کی شہادت سنئے!

مولوی میر محمد ابراہیم صاحب مرحوم سیالکوٹی کی شہادت

آپ اپنی کتاب احیاء المیت ص34 پر لکھتے ہیں۔

مسلم بن عقبہ نے یزید کے حکم سے (علیهما ما یستحقان) دس ہزار شامی فساق سے مدینہ شریف کی بے حرمتی کو مباح کیا۔ اور بہت سے صحابہ بدریوں اور مہاجرین اور انصار کے بیٹوں کو قتل کر دیا۔ اور ایک ہزار خواتین اسلام کی بے حرمتی کروائی۔

جناب محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں صحابہ کو قتل کیا گیا اور ان کی بہو بیٹیوں کی عصمت دری کی گئی۔ اور مدینہ کی عظمت کو بری طرح پامال کیا گیا۔

مولف کی کج روی ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح اپنوں کو ابن سبا کی پارٹی گردانتا ہے۔ میر صاحب تو اہل حدیث تھے اور مولف رسالہ ایک تو علم سے نابلد ہے۔ اور دوسرے اس کے ساتھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد ہیں۔ جن کے اکابر مولوی رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی جماعت اہل حدیث کو ترکِ تقلید کے سبب مفسد اور فاسق قرار دیتے تھے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور ان کی اقتداء کو شرعاً ناجائز بتاتے تھے۔ جیسا کہ میرے پاس ان کا فتویٰ چھپا ہوا۔

جامع الشواہد موجود ہے۔ اسی سبب سے وہ اسے ذلیل وخوار اور رسوا کرار ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہیں اس چاہئے کہ محدثین کی تحقیق کو اپنائے۔

علامہ قسطلانی

شرح بخاری جلد دہم میں لکھتے ہیں۔ جب یزید کو اطلاع ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت کا قلادہ گلے سے اتار پھینکا ہے تو اس کی جنگ کے لیے ایک لشکر مسلم بن عقبہ مری کی سرکردگی میں تیار کیا اور اسے حکم دیا کہ اہل مدینہ کو تین بار بیعت کی دعوت دینا مان جائیں تو عمدہ ورنہ ان سے جنگ کرنا جب تک غالب ہو تو اپنے لشکر کو اپنی من مانی کرنے کی تین دن اجازت دے دینا۔ پھر رک جائیں تو وہ مسلم بن عقبہ مدینہ کی طرف روانہ ہو کر ماہ ذوالحجہ میں 63ھ میں پہنچا۔ اہل مدینہ نے خندقیں کھود رکھی تھیں وہ اس کے ساتھ لڑے۔ مدینہ والے لشکر سے شکست کھا گئے۔ اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ کو قتل کر دیا گیا۔ مسلم بن عقبہ نے تین دن مظالم مدینہ میں جاری رکھے۔ مہاجرین و انصار الاخیار تابعین کی جماعت جن کی تعداد سترہ سو ہے کو قتل کیا۔ اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ عام آدمیوں سے 10,000 دس ہزار آدمی اور حافظ القرآن کی ایک جماعت اور صابرین کی ایک جماعت کو جن میں معقل ابن سنان اور محمد بن ابی الجہم ابن حذیفہ تھے قتل کیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے دوڑائے۔ باقیوں نے مجبور و مقہور ہو کر بیعت کر لی۔

علامہ ابن حجر

فتح الباری جلد سولہ ص 182 پر لکھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یزید کی بیعت سے خلع کا سبب وہ ہے جو طبری نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ یزید نے مدینہ منورہ پر اپنے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد بن ابی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سفیان کو گورنر کیا۔ اور اس نے مدینہ سے ایک جماعت کو وفد بنا کر یزید کی طرف بھیجا۔ ان میں سے عبداللہ بن حنظلہ اور عبداللہ بن ابی عمرو اور کچھ دوسرے لوگ تھے۔

یزید نے ان کی عزت کی اور تحفے دیئے واپس لوٹے تو انہوں نے اس کے عیب ظاہر کیے۔ اور شراب نوشی و دیگر جرائم اس کی طرف منسوب کیے۔ پھر عثمان پر حملہ کیا اور اسے نکال دیا۔ اور یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی۔

یہ بات یزید تک پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ مری کی قیادت میں لشکر بھیجا اور اسے کہا کہ تین بار انہیں بیعت کی طرف بلائیں اگر مانیں، نہیں تو ان سے جنگ کرنا۔ اور اگر فتحیاب ہو تو لشکر کو تین دن اجازت دے دینا اور پھر انہیں روک دینا۔

پھر وہ مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور یزید کی حکومت کے تیسرے سال ماہ ذی الحجہ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ تو مدینے والے اس سے لڑے۔ ان کا امیر انصار پر عبداللہ بن حنظلہ اور قریش پر عبداللہ بن مطیع اور دوسرے قبیلوں پر معقل بن یسار تھا۔ انہوں نے خندق کھدوائی جب لڑائی ہوئی مدینہ والے شکست کھا گئے اور ابن حنظلہ قتل ہوئے اور ابن مطیع دوڑ گئے اور مسلم بن عقبہ نے تین روز مدینہ میں خرابی کو مباح کیا۔

اور جماعت صابرین بھی قتل کی گئی۔ ان میں سے معقل بن سنان، محمد بن ابی الجہم۔ یزید بن عبداللہ تھے۔

اور دوسروں نے مجبوری سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ابو بکر بن ابی خثیمہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ مسلم بن عقبہ نے اہل مدینہ کو قتل کیا۔

ایسا ہی طبرانی اور عروہ بن زبیر سے اس واقعہ کو نقل فرمایا اور فرمایا ہے۔ کہ یعقوب بن سفیان اپنی تاریخ میں سند صحیح سے بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ سورۃ احزاب کی صحیح تفسیر یوم حرہ کے دن ظاہر ہوئی اور واقعہ حرہ 63ھ میں ہوا تھا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

علامہ بدرالدین عینی

شرح بخاری میں بھی ایسا ہی تحریر فرماتے ہیں۔(مولف مشکوٰۃ بھی نہ دیکھ سکا) کاش! مولف مشکوٰۃ ہی پڑھ لیتا۔حالانکہ جماعت اہل حدیث کے تمام خطیب اور مولوی صرف مشکوٰۃ ہی پڑھ کر وعظ کیا کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ باب الکرامات میں سید التابعین جناب سعید بن عبدالعزیز سے روایت موجود ہے۔

وہ مفتی شام ہیں امام اوزاعی کے زمانہ میں اور امام احمد نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر شام میں حدیث میں کوئی سچا نہیں اور ہمیشہ خوف میں رہتے ہیں۔

قال لما کان یوم الحرۃ لم یُؤذَّنُ فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثا ولم یرح سعید بن المسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوۃ الا ھمھمۃ یسمعھا من قبرا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ط

یعنی فرمایا کہ جب یوم حرہ واقعہ ہوا تین دن مسجد نبوی علیہ تحیۃ والثناء میں آذان نہ ہوئی اور سعید بن المسیب مسجد سے باہر نہ گئے۔اور وقت نماز نہ پہچانتے تھے مگر نبی کریم ﷺ کی قبر سے خفیہ آواز سنتے۔

ناظرین باتمکین انصاف فرمائیں کہ جنگ حرہ ایک جھوٹی حکایت ہے یا کہ معتبر محدثین اور مورخین اور اولیاء اللہ اور سید التابعین مفتی سعید بن عبدالعزیز کی سچی اور پختہ روایت ہے۔

مولف میں یزیدی روح حلول کر گئی ہے۔کیونکہ میر محمد ابراہیم سیالکوٹی احیاء المیت ص 34 پر لکھتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

''یزیدی روح اور خارجی ذہنیت کی اصلاح''

اہل حدیث جماعت اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض ہیں۔اور بعض کانگریسی ہیں۔

مولوی صاحب نے کتاب اس وقت لکھی جب جماعت اہل حدیث کے بعض خارجی اور بے علم، غیر محتاط مولویوں نے اہل بیت کی گستاخی میں مضمون شائع کیے۔ کاش! معارف یزید کا مولف بھی مولوی ابراہیم صاحب کی ہدایت پر عمل کرے۔اور اپنے خارجی، بے علم اور غیر محتاط ہونے کا ثبوت نہ دے۔

مولوی صاحب کی کتاب سیالکوٹ مسجد اہل حدیث مبانہ پورہ میں چھپی تھی۔ خادم اہل سنت نے بڑی کوشش سے یہ کتاب حاصل کر کے پورا حوالہ درج کردیا ہے۔ اگر کوئی حوالہ غلط ثابت کرے تو ایک ہزار روپیہ انعام کا حقدار ہوگا۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر

البدایہ والنہایہ جلد ششم میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں اور دیگر مورخین اس واقعہ کی تصدیق فرماتے ہیں۔اور اس ظلم عظیم کی خبر مخبر صادق ﷺ نے فرمائی تھی۔ جو حرف بحرف پوری ہوئی۔

لیکن یزید کے حمایتی یزید کی برائیوں کے چھپانے کے لیے اس سچی خبر کے منکر ہوکر خسر الدنیا والاخرۃ کے مصداق ہو رہے ہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مولف مذکور کتابچہ لکھنے سے پہلے مسجد اہل حدیث لائن پار میں جمعہ کا خطبہ دیتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تھا۔اب اہل بیت کی توہین کی رجعت پڑی۔اور مسجد سے علیحدہ کردیا گیا اگر اس پر بھی نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حب اولیاء عطا فرمائے اور بغض صالحین سے دور رکھے۔ آمین۔

مولف نے معارف یزید حصہ دوم میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو مدینہ والوں کے ساتھ برائی کرے گا۔وہ اس طرح تباہ ہو جائے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (معارف یزید حصہ دوم ص 16)

معارف یزید والے کی کج فہمی

یہ حدیث بخاری اور مسلم میں موجود ہے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں بدی کرنے والا تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔اور یزید کے لشکر نے بحکم یزید مدینہ منورہ میں تباہی کی جیسا کہ آگے جنگ حرہ کے بیان میں آیا ہے۔لہٰذا بموجب ارشاد رسول کریم ﷺ یزید اور اس کا لشکر تباہ ہو گیا۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد دوم ص 395 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

چنانچہ ظاہر شد از حال یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ دراندک فرصت ہلاک شد۔ وبعقاب الٰہی والم دق وسل بگزاخت وفانی شد۔

یعنی جس طرح یزید بے بخت کے حال سے ظاہر ہوا کہ حرہ کے واقعہ کے بعد تھوڑی مدت میں ہلاک ہوا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سل دق کے درد سے پگلا اور مر گیا۔

اور نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا تھا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فمن احدث فيها حدثا اَوُاوٰی محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يقبل منه صرف ولا عدل

یعنی جو مدینہ منورہ میں نئی بدعت پیدا کرے یا نئی بدعت پیدا کرنے والے کی مدد اور اعانت کرے۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو۔ اور اس کا فرض اور نفل قبول نہ کیا جائے گا۔

اور بعض نے حرف سے مراد شفاعت لی ہے۔ یعنی اس بدبخت کی قیامت کے روز شفاعت نہیں ہوگی۔

یزید نے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں مدینہ منورہ پر لشکر بھیج کر اور تین دن تک اس کی بے حرمتی کروائی۔ اور اس میں جنگ کی اجازت دی تو اس حدیث کے مطابق ملعون ہو کر نمک کی طرح گھل گیا۔

علامہ ابن حجر

فتح الباری جلد چہارم ص 466 اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

ويحتمل ان يكون المراد لمن ارادها في الدنيا بسوء وانه لا يمهل بل يذهب سلطانه عن قرب كما وقع لمسلم بن عقبه وغيره فانه عوجل عن قرب و كذلك الذى ارسله ط

اور احتمال ہے کہ یہ مراد اس کے لیے ہو جس نے دنیا میں مدینہ والوں سے بدی کا ارادہ کیا ہو۔ وہ مہلت نہیں دیا جائیگا بلکہ اس کی حکومت جلدی تباہ ہو جائیگی۔ جیسا مسلم بن عقبہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ وہ جلدی عذاب دیئے گئے۔ اور اسی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

طرح وہ بھی جس نے اس کو بھیجا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان سے واضح ہو گیا کہ نمک کی طرح گھل جانے والی حدیث مسلم بن عقبہ اور یزید کے متعلق پیش گوئی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی اور ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی صفحہ پر نسائی شریف اور صحیح ابن حبان سائب بن خلاد اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو اہل مدینہ کو ظلم سے ہراساں کرے اللہ تعالیٰ اسے خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

مولف تو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اہل حدیث ہے اور محدثین کا متبع ہے۔ خوب آنکھ کھول کر دیکھے کہ ابن حجر، نسائی، ابن حبان، مسلم بن عقبہ کو اور اس کے بھیجنے والے کو لعنتی قرار دے رہے ہیں۔

مگر یہ محمود عباسی کی اتباع میں یزید کی بریت کے بہانے تلاش کر رہا ہے۔ اور اپنی کم علمی اور ضد کے سبب اور توہین اہل بیت کے سبب جہنم میں پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ انجام بد سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اور ایسا ہی اسی حدیث کے تحت علامہ محی الدین نے شرح مسلم جلد اول ص 441 مطبع دہلی پر لکھا ہے۔ اور یہ اس کے لیے ہوگا جو دنیا میں مدینہ والوں سے برائی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہیں دے گا اور اس کی حکومت نہیں چلے گی۔ بلکہ جلدی تباہ ہو جائے گی جیسا کہ بنی امیہ کے زمانہ میں مسلم بن عقبہ کے ساتھ ہوا وہ جلدی ہلاک ہو گیا۔ اور پھر یزید بن معاویہ جس نے اسے بھیجا ہلاک ہوا۔ علامہ نووی کی تصریح کے بعد بھی اگر یزید کو مغضوب نہ مانو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے مکانوں پر نگاہ ڈالی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور فرمایا۔

''کیا جو میں دیکھتا ہوں تم دیکھتے ہو؟ تحقیق میں فتنہ کے موقع کو دیکھتا ہوں۔ جہاں وہ گرتا ہے۔''

اس کی شرح میں ابن حجر فتح الباری جلد چہارم ص 467 پر لکھتے ہیں۔

هذا من علامات النبوة لاخباره بما سيكون وقد ظهر مصداق ذلك من قتل عثمان وَهَلُمَّ جرًّا لا سِيَمَا يوم الحرة۔

یہ نبوت کے معجزوں میں سے ہیں۔ اس کی خبروں کے سبب جو ہوگا اور تحقیق ظاہر ہوا مصداق اس کا عثمان کا قتل اور یوم الحرہ۔

نبی کریم ﷺ نے حرہ کی جنگ کے متعلق پہلے ہی سے خبر فرما دی تھی۔ مگر ناصبی اتنی بڑی خبر کا انکار کر کے نبی کریم ﷺ کے علم کا منکر بنتا ہے۔ اور ''خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت'' کا مصداق بن کر کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کا انکار قرآن کے انکار کی طرح کفر ہے اور چٹا ننگا کافر ہوتا ہے۔ یہ ہے علم و دیانت کا مظاہرہ''

یزید کی حمایت اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی دشمنی بدبختی کا نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے آمین یا مولےٰ کریم بحرمت النبی الامی ﷺ۔

یزید کے ساتھ صحابہ کبار کا جہاد میں جانا یزید کو متقی ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے الجهاد واجب عليكم مع كل امير برا او فاجرا ابوداؤد کتاب الجہاد۔ تم پر جہاد ضروری ہے مگر امیر کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا برا۔

لہٰذا امیر لشکر ہونے سے نیک اور متقی ہونا لازم نہیں آتا۔ مرحوم و مغفور سے قطعی جنتی ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے امتی هذا امة مرحومة ليس عليها عذاب في الاخرة میری یہ امت امت مرحومہ ہے۔ اس پر آخرت میں عذاب نہیں۔

(ابوداؤد کتاب الفتن)

کیا! جو امت میں داخل ہو گیا وہ اس حدیث کی رو سے قطعی جنتی ہو جائے گا۔ اور عذاب سے مامون ہو گا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ جنت اچھے خاتمہ پر ملے گی۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ ط

مشہور حدیث ہے جس کا مولف معارف یزید منکر نظر آتا ہے۔ اگر کوئی ان شرائط کے ساتھ فوت ہوا جو امت کے لیے لازم ہیں اس پر آخرت میں عذاب نہیں ہو گا۔

اسی طرح مجاہدین قسطنطنیہ میں جو صحابہ کے علاوہ ہیں اگر ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا ہوگا تو وہ جنت میں جائیں گے اور جس کا خاتمہ یزید سا ہو اس کا قطعی جنتی ہونا کس طرح مان لیا جائے گا۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ سبحان اللہ وبحمدہ واتوب الیہ ط

ارشادات غوث صمدانی محبوب ربانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مولف رسالہ معارف یزید حصہ دوم ص 34 پر لکھتا ہے۔ نمبر 2 پیر صاحب کا مذہب اور آپکا نمبر 3 وہ امام صاحب کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ نمبر 4 رفع یدین کریں۔ نمبر 5 بلند آواز سے آمین نمبر 6 فرقہ بریلی کو گمراہ کہیں۔

ناظرین ! مولف کی اس عبارت کو پڑھ کر مولف کی داد دیں۔ کہ کوئی جملہ مکمل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے؟۔ ماشاء اللہ مولف اتنا بڑا عالم ہے کہ اپنی مافی الضمیر کو صحیح جملوں میں ادا نہیں کر سکتا۔

پھر لکھتے ہیں نمبر 7 سید عبد القادر جیلانی تو حنفیوں کو صحیح العقیدہ مسلمان ہی نہیں جانتے۔ نمبر 8 ایمان میں انشاء اللہ نہ کہنے کی وجہ سے حنفیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ پھر آپ کو پیر صاحب سے کیا ہم ان کے وہ ہمارے۔

اس سے پہلے کہ ان ہفوات کا جواب لکھا جائے۔ ناظرین! سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں اور مولف دروغ گو سے پوچھیں کہ کیوں جناب! پیر صاحب تمہارے ہیں کہ سنیوں بریلویوں کے۔

1. غنیۃ الطالبین ص 28 اللھم انی اتوجه الیك بِنَبِیِّكَ علیه سلامك نبی الرحمة یا رسول الله انی اتوجه بك الی ربی لیغفرلی ذنوبی اللھم انی اسئلك بحقه ان تغفرلی وترحمنی

یا اللہ! میں تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ تیرے نبی کے وسیلے سے اس پر تیری سلام ہو۔ جو نبی الرحمتہ ہے۔ یا رسول اللہ! میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ کے ساتھ طرف اپنے رب کے۔ تا کہ میرے گناہ معاف کرے۔ یا اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس حق کے ساتھ یہ کہ مجھے معاف کرے تو اور مجھ پر رحم کرے تو۔

2. ان النبی صلی الله علیه وسلم رای ربه عزوجل لیلة الاسریٰ۔ بعین راسه لابفواده وفی المنام

یعنی نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو معراج کی رات اپنے سر کی آنکھ سے دیکھا نہ کہ دل کی آنکھ سے اور نہ نیند میں۔ ص 150

3. وان احب ان یتمسح بالمنبر تبر کاً اور منبر نبوی کو تبرک کے طور پر چھونا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مرغوب ہے۔ص 29

4. ولی کے متعلق لکھتے ہیں۔ العالم بما کان وما هوآتٍ والخبير بالسرائر والخفيات وما تتحرك به الجوارح وما تضمرح القلوب والنيات۔

یعنی ماضی اور آئندہ کا جاننے والا۔ پوشیدہ باتوں کا خبر رکھنے والا۔ اور جو اعضاء کرتے ہیں اور جو دل پوشیدہ کرتے ہیں اور نیتوں سے خبردار۔ ص 83

5. اطلعهم على ما اضمرت قلوب العباد و انطوت عليه النيات اذ جعل هم ربى جواسيس القلوب۔ ص 823

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلی رازوں پر انہیں مطلع کیا ہے اور نیتوں پر واقف کر دیا۔ کیوں کہ میرے رب نے انہیں دلوں کا ٹٹو لنے والا بنایا ہے۔

6. وخوطب كل واحد منهم بالانفراد فى حالته فلا يحتاجون فيها الى اذن فانهم صارُوا كا لمُفوَّضِ اليهم امرهم۔

ان میں سے ہر ایک کو افراد کہا جاتا ہے وہ اس حالت میں اجازت کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ وہ مختار کی مانند ہوتے ہیں۔ ص 833

7. فلا بد لكل مريد لله عزوجل من شيخ

یعنی خدا کے طالب کے لیے پیر کا ہونا ضروری ہے۔ ص 844

8. وقيل اذا طلبت الله بالصدق! عطاك مرأة تبصر فيها كل شى من عجائب الدنيا والاخرة

اور کہا گیا ہے کہ جب تو اللہ تعالیٰ کا طالب سچے دل سے ہوگا خدا تعالیٰ تجھے آئینہ دے گا تو اس میں ہر چیز دنیا اور آخرت کی دیکھے گا۔

9. جناب پیر صاحب نماز تراویح سنت فرماتے ہیں۔ اور بیس رکعت لکھتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہیں۔ وھی عشرون رکعۃ یہ بیس رکعت ہیں۔ (غنیۃ ص 489)

10. جناب پیر عبدالقادر جیلانی کی دوسری کتاب فتوح الغیب ہے اس کے مقالہ نمبر 16 حاشیہ غنیۃ الطالبین ص 219 میں فرماتے ہیں۔

اطعنی اجعلك تقول لشئی کن فیکون وقد فعل ذلك کثیر من انبیاءہ واولیاءہ وخواص بنی ادم

یعنی اے ابن آدم میری اطاعت کر۔ میں تجھے کروں گا۔ کہ تو کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا تو وہ جائے گی اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے یہ بہت سے انبیاؤں اور اولیاؤں اور خاص بنی آدم کے ساتھ کام کیا ہے۔

11. اور مقالہ نمبر 40 میں فرماتے ہیں یرد علیك التکوین وخرق العادات التی ھی من قبیل القدرۃ التی تکون للمومنین فی الجنۃ فتکون فی ھذہ الحالۃ کا لك احییت بعد الموت فی الاخرۃ فتکون کلیتك قدرۃ

اور تیرے سپرد کی جائے گی تکوین اور خرق عادت وہ جو جنت میں مومن کے لیے ہوگی پس ہو جائے گا تو اس حالت میں کہ مرنے کے بعد زندہ کیا گیا ہے۔ پس تیرا سارا وجود مظہر ذات الٰہی ہوگا۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ گیارہ ارشادات ایمان افروز ناصبیت سوز، نجدیت شکن دیکھ کر مولف کو چاہیئے کہ وہابیت سے توبہ کرے اور مقلد ہو کر ایمان کو مضبوط بنائے۔ اور غوث پاک کے ارشاد کے موجب کسی پیر کامل کا بیعت ہو کر مجاہدہ کرے تاکہ خبث باطنی سے نجات ملے۔

اور انصاف سے سوچے کہ جناب سید عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کس طرح یا رسول اللہ ﷺ کہنے کی تعلیم فرما رہے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وسیلہ کے صحیح ہونے' متبرک اشیاء کو چھونے' رویت باری معراج کی رات میں حاصل ہونے' ولیوں کے علوم غیب کے جاننے' اعلیٰ درجہ کے ولی کو مختار جاننے' پیر کی بیعت ہونے اور ایک قلبی شیشہ ملنے جس سے تمام اشیاء کا علم حاصل ہو جائے اور ولی کے لیے طاقت کن فیکون کا حاصل ہونا اور ولی کے لیے جنت کی قدرت ملنا ثبوت فرما رہے ہیں۔

الحمدللہ یہی عقیدہ علمائے حقہ کا ہے جسے ناسمجھ مولف بریلوی کہہ رہا ہے اور تراویح بیس رکعت ثابت فرماتے ہیں۔ شاید اس رمضان میں مولف پیر صاحب کی اقتداء میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھے گا اور بیس رکعت تراویح کا اعلان بھی کرے گا۔

باقی پیر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا آمین بالجہر کہنا' رفع یدین کرنا' امام کے پیچھے الحمد پڑھنا' نہ تو مولف کے نزدیک مفید اور نہ خادم کے لیے مضر۔ کیونکہ کبھی بھی کسی اہل سنت و جماعت نے یہ نہیں کہا کہ جو آدمی یہ کام کرے اس کی نماز باطل ہوتی ہے یا وہ گناہ گار ہے۔

صرف اولیٰ اور غیر اولیٰ کی بحث ہے اور پیر صاحب خود غنیۃ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ نماز کے ارکان اور شرائط اور واجبات سے نہیں بلکہ آداب میں سے ہیں اگر کوئی نہ کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

وان ترك سنة او كليته لم يبطل ولم يسجد

یعنی اگر سنت زائدہ یا ہیئت ترک کرے گا تو نماز باطل نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی سجدہ سہو کیا جائیگا۔ غنیۃ ص 11۔

کیوں صاحب! پیر صاحب کا ارشاد سن لیا اس پر ایمان لے آؤ۔ اور ان مسائل میں بحث نہ کیا کرو۔ کیوں کہ یہ اگر نہ کریں تو نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور یہ کہنا کہ پیر صاحب حنفیوں کو گمراہ اور بے دین کہتے ہیں۔ سراسر دجل اور فریب ہے۔ غنیۃ الطالبین میں امام صاحب کو امام تسلیم کیا گیا ہے اور ان کی فقہ کو درست مانا گیا ہے۔ اور انا مومن انشاء اللہ کہنا اور جو یہ نہ کہے اس کی تکفیر فرمانا نا سمجھی کے سبب ہے۔

حنفیوں اور پیر صاحب میں کوئی منافات نہیں کیونکہ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ انجام کا پتہ نہیں کہ کیا ہے اور ایمان کا دارومدار انجام پر ہے۔ لہٰذا انشاء اللہ کہنا چاہئے۔ اور احناف کہتے ہیں کہ بالفعل ایمان موجود ہے۔ اور اس میں شک کرنا کفر ہے۔ لہٰذا ایمان بالفعل کے لیے انشاء اللہ نہ کہے ہاں اگر تبرکاً انشاء اللہ کہہ لے تو حرج نہیں۔ لہٰذا پیر صاحب انجام کے لیے انشاء اللہ کہتے ہیں اور حنفی بالفعل ایمان موجود ہونے کے سبب انشاء اللہ نہیں کہتے اور انجام پر نظر کر کے اگر کوئی انشاء اللہ کہہ لے تو جائز ہے۔

جیسا کہ فقہ اکبر، شرح عقائد نسفی، تکمیل الایمان، وغیرہ میں مفصل موجود ہے۔

لیکن! مولف نے بیان میں دھوکہ دیا۔ غنیۃ میں ہے۔

خلاف ماقالت المعتزلہ یعنی یہ اس کے خلاف ہے جو معتزلہ نے کہا اب کوئی اس خائن سے پوچھے کہ پیر صاحب تو معتزلہ کا رد فرما رہے ہیں اور تو اپنے خبث باطنی کا ثبوت دیتے ہوئے انہیں حنفی لکھ رہا ہے۔ اس ساری بحث میں حنفی کا نام تک نہیں۔

کاش! امین ہو کر خائن نہ بنتا۔

ایسا ہی دوسری جگہ مرجیئہ کا بیان ہے۔ نہ کہ حنفیوں کا۔ کیونکہ علمائے احناف بیان فرماتے ہیں کہ عمل بد سے مسلمان جہنم میں جائے گا اور مرجیئہ کہتے ہیں کہ مومن کو عمل بد کوئی ضرر نہیں دیتا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مگر مولف بے علم مغالطہ دیتا ہے اور اسے امام صاحب کا عقیدہ سمجھتا ہے۔
حالانکہ امام صاحب گنہگار کا جہنم میں جانا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور اگر کچھ لوگ اپنے آپ کو کسی نیک سے نسبت کریں تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ منسوب بھی ان جیسا ہو گیا ہے۔
جیسا کہ مولف معارف یزید اپنے آپ کو اصحاب حدیث سے منسوب کرتا ہے اور خود گندے عقیدے کا ہے۔
تو اس سے لازم نہیں آتا کہ امام بخاری، مسلم وغیرہ وغیرہ محدثین گندے عقیدے کے تھے۔
اب غنیۃ سے کیاد اور مکار کی پردہ دری کی جاتی ہے قال الامام ابو حنیفه لا یقتل ولکن یحبس یموت او یمون فی الحبس وقال الامام الشافعی یقتل۔
اور امام ابوحنیفہ نے کہا نہ قتل کیا جائے اور لیکن قید کیا جائے۔ پس توبہ کرے یا مر جائے قید میں اور امام شافعی نے کہا قتل کیا جائے۔
ناظرین انصاف فرمائیں کہ اگر ایماندار کو انشاء اللہ نہ کہنے سے کافر پیر صاحب حنفیوں کو لکھتے ہیں تو امام صاحب ابوحنیفہ کو امام کیوں مانتے' کیا کافر بھی شریعت میں امام ہوتے ہیں؟
یہ ہے مولف کی دیانت اور ایمان' کہ دھوکہ پر دھوکہ دیتا ہے۔
اور ایسا ہی بریلوی کو گمراہ کہنا اگر مولف غنیۃ الطالبین میں بریلوی کا لفظ دکھا دے یا ایسا لفظ جس کا معنی بریلوی ہو تو اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اور اگر نہ دکھا سکے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے پر دم کرے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

انشاء اللہ اس وظیفہ سے جھوٹ کی عادت چھوٹ جائے گی۔ عمل شرط ہے۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یزید کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے قائل ہیں۔

چنانچہ عاشورہ کی فضیلت میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ اور مجھے اس مقتل کی مٹی دکھائی۔ جو جبریل علیہ السلام لے کر آئے۔ اور فرماتے ہیں کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن عبد الملک سے روایت کی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور آنحضرت ﷺ نے ان سے خوشی کا اظہار کیا۔ اور انہیں بشارت دی اور صبح کو آپ نے امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا شاید تو نے اہل بیت سے کچھ نیکی کی ہو۔ تو اس نے کہا ہاں! میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر خزانہ یزید بن معاویہ میں پایا۔ تو میں نے اسے پانچ کفن ریشم پہنائے۔ اور اس پر اپنے دوستوں سمیت نماز جنازہ پڑھی۔ اور میں نے اسے قبر میں رکھا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! اس سبب سے نبی کریم ﷺ تم سے راضی ہوئے۔

اور ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ اور اس پر قیامت تک روتے رہیں گے۔ غنیۃ الطالبین۔ ص 584-585

کیوں ناصبی ذہن کے شیفتہ! پیر صاحب کو مان کر ان روایتوں کو بھی مانو گے اور اقرار کرو گے کہ یزید پلید نے "امام حسین" کے سر کو بطور غنیمت خزانہ میں رکھ لیا۔ اور سلیمان بن عبد الملک نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دیکھو! پیر صاحب کو مان کر مکر نہ جانا ضرور مان لینا کہ واقعی یزید پلید نے واقعی امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا اور آپ کا سر بطور غنیمت خزانہ میں رکھا اور بغیر کفن و دفن کے بطور یادگار اسے محفوظ رکھا۔ تا کہ آئندہ آنے والے مجھے حسین کا فاتح تصور کریں۔

روایت پر جرح کا اب تو کوئی حق نہیں کیونکہ تحریری اقرار موجود ہے۔ کہ پیر صاحب ہمارے اور ہم پیر صاحب کے ہیں۔

آج سے اعلان کردیں کہ مولف معارف یزید نے تبدیلیٔ عقیدہ کرلی ہے۔ اور جناب غوث اعظم کے ارشادات کو قبول کرلیا ہے اور اعلان کردو کہ یزید پلید کے حکم سے ہی امام حسین رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ اور ان کا سر مبارک بطور غنیمت خزانہ یزید میں رکھا گیا۔

ارشادات گرامی حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

1. اہل بیت کی محبت اہل سنت کے نزدیک ایمان کا جزو ہے۔ اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے۔ مکتوبات جلد دوم نمبر 36

2. جمہور اہل سنت اس دلیل سے جو ان پر ظاہر ہوئی ہوگی۔ اس بات پر ہیں کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ حق پر تھے' اور ان کے مخالف خطاء پر' لیکن یہ خطا اجتہادی کی طرح لعنت و ملامت سے دور اور تشنیع و تحقیر سے مبرا اور پاک ہے۔ جلد دوم مکتوبات 36۔

3. اہل سنت اہل بیت کے دشمن کو دشمن جانتے ہیں۔ جلد دوم مکتوبات 36۔

4. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے علی کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

5. دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے "صراط" پر وہ ثابت قدم رہے گا جس کو میرے اہل بیت سے اور اصحاب کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی۔" جلد دوم مکتوبات نمبر 36۔

6. حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ اپنے "وجود خاکی" کے ظہور سے پہلے بھی عالم ارواح میں مدد کیا کرتے تھے۔ اگر کاملین کے ارواح کو یہ طاقت عطا کی جائے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ جلد دوم مکتوب نمبر 58

7. دوسرا وہ راستہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام قطب اور اوتاد اور ابدال اور نجیب اور عام اولیاء اللہ سب اسی راستے سے واصل ہوئے ہیں۔ راہِ سلوک اسی راہ سے مراد ہے۔ بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اسی راستہ میں واسطہ اور حیلولہ ثابت ہے اسی راستہ کے واصلوں کے پیشوا اور ان کے سرکردہ اور ان بزرگواروں کے فیض کا سرچشمہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

اس مقام میں گویا آنحضرت ﷺ کے دونوں مبارک قدم حضرت علی المرتضیٰ کے سر مبارک پر ہیں۔ اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ میرے خیال میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ وجود عنصری یعنی پیدائش سے پہلے بھی اسی مقام کی پناہ میں رہے ہیں۔ جیسے کہ وجود عنصری کے بعد ہیں اور اس راہ سے جس کسی کو فیض اور ہدایت پہنچتا ہے انہی کے وسیلے سے پہنچتا ہے کیوں کہ اس راہ کا آخری نقطہ یہی ہیں۔ مکتوبات حصہ سوم مکتوب نمبر 123۔

8. جب حضرت امیر کا دورہ ختم ہوا یہ عظیم الشان مرتبہ ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد ہوا۔ اور ان کے بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ترتیب وار و تفصیل وار قرار پایا۔ ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان کے انتقال فرما چکنے کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا۔ ان بزرگواروں کے واسطے ہی سے پہنچتا رہا۔ جلد سوم مکتوبات نمبر 123۔

9. کم بخت یزید اصحاب سے نہیں۔ اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے۔ جو کام اس بدبخت نے کیا کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔ جلد اول مکتوب 54۔

10. اہل سنت و جماعت میں سے بعض علماء نے اس کی لعنت کرنے میں توقف کیا ہے۔ تو اس لحاظ سے نہیں کیا کہ اس سے راضی ہیں۔ بلکہ اس کی رجوع اور توجہ کے احتمال پر ہے۔ جلد اول مکتوب 54۔

11. لعنت کا مستحق اگر یزید کے حق میں کہتا تو بے شک جائز تھا۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کہنا برا ہے۔ جلد اول مکتوب 251۔

حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات سے واضح ہو گیا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور ان کی ذریت طیبہ کے ساتھ محبت جزو ایمان ہے اور ان کا وجود منبع رشد و ہدایت اور ذریعہ حصول ولایت ہے بغیر ان کے اور ان کی ذریت طیبہ کے برکات ولایت حاصل ہونا محال اور ناممکن ہے۔

اور آج بھی ان کے ذریعہ تمام برکات حاصل ہو رہی ہیں۔ اور یزید مستحق لعنت ہے۔ اور اس کا کارنامہ اتنا برا ہے کہ کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کر سکتا معارف یزید والا اگر مجدد سرہندی کو نہیں مانتا تو مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو تو مان لے۔ وہ منصب نبوت ص 57 پر لکھتے ہیں۔

بالجملہ تقرب الی اللہ یترک توسل ایشان جنا لے است پر اختلال و وہمے ست سراسر باطل و محال۔ یعنی ان کے وسیلے کو ترک کر کے اللہ کی نزدیکی تلاش کرنا سراسر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

باطل اور محال ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ گردد ورق

اللہ اور اس کے خاص بندوں کی عنایات کے بغیر فرشتہ بھی برباد ہو جاتا ہے۔

قال النبی ﷺ حُبُّ عَلِيٍّ حسنةٌ لا تضر معهاسيئة وبغضُ عَلِيٍّ سَيِّئَةٌ لَا تنفع بها حسنة وقال علیه لسلام الا ان مثل اهل بيتى فيكم كمثل سفينة نوح من ركبها نجى ومن تخلف عنها هلك۔

کیوں جناب! مولوی اسماعیل صاحب کی ضرور مانئے۔ اگر اپنے شہیدوں کی بھی نہ مانو گے تو خلق کیا کہے گی اور دونوں حدیثوں پر غور کیجئے۔

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حب ایسی نیکی ہے کہ تمام گناہ کو محو فرماتی ہے۔ اور بغض حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسی برائی ہے کہ تمام نیکیوں کو ملیا میٹ کرتی ہے۔ اور آل محمد کشتی نوح ہے جو سوار ہوا بچ گیا اور جس نے انحراف کیا غرق ہوا۔

اللہ تعالیٰ ناصبیت اور خارجیت سے بچائے اور حب اہل بیت عطا فرمائے۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون۔ وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

امیدوار شفاعت

محمد شفیع خطیب جامع مسجد صدیقی کاموں کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیسائیوں کو دین حق کی تبلیغ اور الوہیت مسیح کے

باطل عقیدہ کا رد مسمٰی

دعوت الحق

مبلغ اسلام مولانا محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد عمر ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

ناشر

فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دعوت الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

الحمد للہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

اس پرفتن دور میں گمراہیاں اور تاریکیاں اپنی پوری قوت اور زور سے پھیل رہی ہیں۔ ہر بدی پورے جوبن پر ہے۔ اور اپنے بنانے والے خالق کو خلقت بھولتی جا رہی ہے۔ دنیا میں آخری صداقت کا پیغام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آیا۔ اس کا ہر ایک حکم انسان کی بھلائی اور ترقی کا ضامن ہے۔ اور جب بادیہ نشینوں نے اس حکم پر عمل کیا۔ تو وہ تمام دنیا میں عالم، راہ نما اور باخدا بن گئے۔ ان احکام میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار بھی ہے۔ اور اس توحید کو تمام ادیان سماویہ میں مرکزی حیثیت ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کا پورا پورا اقرار کر لے۔ تو پھر اس کے پاس وہ بے پناہ دولت ہاتھ آ جاتی ہے۔ جس کے سبب سے وہ کسی کا اپنے آپ کو محتاج نہیں سمجھتا۔ اور بڑی سے بڑی قوت سے ٹکرا جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ جب اسلام آیا۔ تو مسلمان بے سروسامان تھے۔ اور ان کے مقابل روما اور ایران کی سلطنتیں تھیں۔ جو اپنے شان وشکوہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ مگر مسلمان نے صرف واحد یکتا کی ذات پر بھروسہ کیا۔ اور اسی کے نام پر اٹھے۔ اور ان عظیم الشان سلطنتوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ جب تک مسلمان نے اس دولت بے پایاں کو ضائع نہیں کیا۔ وہ ہر میدان میں کامیاب رہا۔ اور اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے اللہ تعالیٰ کے نبی آئے سب نے اپنی دعوت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو مرکزی حیثیت دی۔ اور ہر نبی ورسول علیہم الصلوۃ والسلام نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یہی فرمایا کہ عملی فروگذاشتوں کو تو معاف کیا جا سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی وحدت کے منکر اور اس کی ذات وصفات وعبادت میں غیر کو شریک کرنے والا ہرگز ہرگز قابل معافی نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ آسمانی کتابوں کے مطالعہ سے واضح ہے۔ مگر جتنا یہ فکر اہم اور ضروری تھا اور اس پر انبیاء علیہم السلام نے جس قدر زیادہ زور دیا اسی قدر دنیا والوں نے اس سے غفلت برتی۔ کبھی سورج کے سامنے جھکے اور کبھی چاند کے۔ کبھی تاروں کو خدا کا شریک بنایا اور کبھی مورتیوں کو۔ بعضوں نے انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔ جیسے یہودی اور عیسائی ہیں یہودیوں نے حضرت عزیز علیہ السلام کو اللہ کہا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی خدا کہا۔ اور کبھی خدا کا بیٹا۔ اس پر ہی صبر نہ کیا بلکہ اقوام عالم کو اس امر کے ماننے کی دعوت شروع کر دی۔ اور خلق کثیر کو مختلف دھوکوں اور فریبوں سے گمراہ کیا۔ مملکت پاکستان جو کہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور اس کے حصول کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کے قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نفاذ ہے میں بھی اس فتنہ نے سر اٹھایا جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہے۔ بعض احباب کے اصرار پر عیسائیت کے اس غلط فکر سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچانے کے لیے یہ رسالہ تحریر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اور ذریعہ آخرت ہو۔ آمین یا الہ العالمین!

فصل اول

قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مقام اور ان کی حیثیت کو بالکل واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اور عیسائیوں کے غلو کو بھی کھول کر بیان کیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس غلو کی تردید کے دلائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم و لا تقولوا علیٰ اللہ الا الحق. انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القھا الی مریم و

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

روح منه فامنوا باالله و رسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خیرا لکم انما اللہ اله واحده سبحنه ان یکون له ولد له ما فی السموت وما فی الارض. و کفی باللّٰہ و کیلا۔ (سورہ النساء:۱۷۱)

ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے نہ کہو۔ عیسیٰ بیٹا مریم کا صرف اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے۔ جو مریم کی طرف ڈالا گیا ہے اور روح اس کی طرف سے ہے۔ پس اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور تین خدا مت بناؤ۔ باز رہو۔ تمھارے واسطے اچھا ہے۔ معبود صرف اللہ یکتا ہی ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا ہو۔ زمین اور آسمانوں کی ہر چیز اسی کی ملک ہے اور اللہ ہی کافی کارساز ہے۔

ان آیات کے ترجمہ پر غور سے نظر کرنے سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) اہل کتاب اپنے دین میں غلو کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر سچی بات نہیں کہتے۔ (۲) عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول اور اسی کا کلمہ اور اسی کی پیدا کردہ روح ہیں۔ (۳) تثلیث کا قائل نہ ہونا چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔ (۴) زمین و آسمان میں اسی کا حکم نافذ ہے۔ اور ہر چیز اس کی ملک۔

کتاب کے پڑھنے والوں کو آگے ہر چیز واضح ہو جائے گی۔ کہ یہ حقائق بالکل حق ہیں۔ اور مسیح علیہ السلام کا مرتبہ اس سے بڑھ کر ذرا بھی نہیں۔ اور اسی کی تعلیم انھوں نے دی جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوگا مگر عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کے متعلق غلو کیا۔ اور انہیں خدائی میں شریک کر کے کبھی خدا تعالیٰ۔ اور کبھی خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا ہو اور اللہ تعالیٰ پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو۔ یہ دونوں باتیں بالکل واضح ہیں۔ چونکہ زمین اور آسمان کی ہر شے کا وہی خالق ہے۔ لہذا وہی مالک ہے۔ اگر کوئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کسی چیز کا مالک بادی النظر میں آتا ہے۔ تو وہ نیابتاً ہے نہ کہ اصالتاً۔ دنیا میں اگر کسی کے پاس کچھ ہے۔ تو وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ "میرے باپ کی طرف سے مجھے سب کچھ سونپا گیا۔ متی ۲۷/۱۱ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کرسکتا۔ یوحنا ۱۹/۵ اگر کوئی شریک ہوتا تو وہ ذاتی طور مالک بھی ہوتا۔ مگر کوئی نہیں۔ جو کسی شے پر ہاتھ رکھ کر بتائے کہ یہ فلاں چیز فلاں کی بنائی ہوئی ہے۔ جب خالق ایک ہے۔ تو مالک بھی ایک ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس میں جو کچھ ہے۔ وہ اس کی عطا ہے۔ باقی بیٹا ہونا وہ بھی ایک عیب ہے۔ کیونکہ بیٹا اس لیے ہوتا ہے کہ کسی مصیبت کو دور کرنے کے کام آئے۔ یا باپ کی وفات کے بعد اس سے باپ کا نام باقی رہے۔ جب وہ صمد اور غنی ہے کہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اور جب اسے فنا بھی نہیں۔ تو پھر بیٹا ہونا کس لیے، اگر خدا تعالیٰ کے لیے یہ خوبی ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ تو پھر ایک کیوں؟ اور اگر خوبی نہیں۔ تو پھر ایک بھی کیوں؟ کوئی عیسائی اس بات کا جواب تسلی بخش نہیں دے سکتا۔ مخلوق کو دوسرا خدا بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جبکہ وہ ہی کافی کارساز ہے۔ دنیا ئے تمام انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظام اسی کی درگاہ سے بھیک مانگتے ہیں۔ اور اسی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ ہماری جبین اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں جھکی ہوئی ہے خود مسیح علیہ السلام جس کے متعلق پادریوں نے یہ شور مچایا ہوا ہے کہ وہ خدا اور خدا کا بیٹا ہیں۔ اسی خدا سے دریوزہ گری فرمارہے ہیں اور امت کو تعلیم فرماتے ہیں کہ اندھیری کوٹھڑیوں میں جا کر اللہ تعالیٰ قادر مطلق سے دعا کرو۔ وہ تمھاری ضرورتیں پوری کرے گا۔ کہیں نہیں فرمایا کہ مجھ سے مانگو میں قادر مطلق ہوں تمھیں دوں گا۔ چنانچہ یوحنا ۲۳/۴ میں ہے سچے پرستار باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کریں گے۔ کیونکہ باپ اپنے لیے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔ خدا روح ہے۔ ضرور ہے کہ اس کے پرستار روح اور سچائی سے پرستش کریں۔ متی ۳۹/۲۶ پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے، قادر مطلق صرف وہی ہے۔ باقی سب مخلوق اس کی عطا سے اس کے ارادے کے ماتحت اور اس کے اذن سے کسی کو کچھ دے سکتی ہے۔ وگرنہ نہیں۔ لہذا سوائے ایک خدا کے باقی کوئی حق نہیں رکھتا کہ وہ معبود بن سکے۔ اسی لیے صرف قرآن مجید میں ہی نہیں۔ بلکہ عہد نامہ قدیم و جدید میں بھی یہ مضمون کھلم کھلا ہے کہ ایک واحد لاشریک کی عبادت کرنی چاہیے۔ اور اس کی ذات و صفات اور عبادت میں کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ خروج ۳ تا ۵/۲۰ میرے حضور میں تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔ تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔ تو ان کے سامنے سجدہ نہ کرنا۔ نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں۔

۲۔ خروج ۲۳/۲۰ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ یعنی چاندی یا سونے کی دیوتا اپنے لیے نہ گھڑ لینا۔

۳۔ استثنا ۶ تا ۱۳/۱۰ اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جس کو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے۔ تجھ کو چپکے چپکے پھسلا کر کہے۔ کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں ...... تو اس پر اس کے ساتھ رضامند نہ ہونا۔ اور نہ ان کی بات سننا۔ تو اس پر ترس بھی نہ کھانا۔ ان کی رعائت بھی نہ کرنا۔ اور نہ اسے چھپاتا۔ بلکہ تو اسے ضرور قتل کرنا۔ اور اس کے قتل کرتے وقت پہلا ہاتھ تیرا پڑے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

۴۔ سموئیل ۲/۲ خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں۔

۵۔ یسعیاہ ۱۰/۴۳ مجھ سے پہلے کوئی خدا نہ ہوا۔ اور میرے بعد کوئی نہ ہوگا۔ میں ہی یہوداہ ہوں۔ میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

۶۔ یسعیاہ ۶ و ۷/۴۴۔ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں۔ اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔

۷۔ یسعیاہ ۸/۴۴ کیا میرے سوا کوئی اور خدا ہے؟ نہیں

۸۔ مرقس ۲۹، ۳۰/۱۲۔ یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا ایک ہی خداوند ہے۔

۹۔ مرقس ۳۲، ۳۳/۱۲ فقیہ نے کہا۔ اے استاد! بہت خوب، تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی نہیں۔

۱۰۔ لوقا ۸/۴۔ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر۔ اور صرف اس کی عبادت کر۔

پڑھنے والے حضرات مندرجہ بالا حوالہ جات کو پڑھ کر قرآن مجید کے سابقہ مذکورہ بیان کو ملاحظہ فرمائیں گے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے یہی تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے۔ صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے کوئی بت۔ انسان۔ نبی ذاتی طور پر یہ استعداد ہی نہیں رکھتا کہ خدا تعالیٰ کی عبدیت کو چھوڑ کر اپنی الوہیت کی دعوت دے۔ کیونکہ تمام مخلوق اسی الہ العلمین کی محتاج ہے۔ اپنے کسی کمال میں وہ خود مختار نہیں۔ لہذا وہ قابل پرستش ہو نہیں سکتے۔ چنانچہ قرآن مجید نے الوہیت مسیح کے رد میں فرمایا کہ مسیح علیہ السلام اور ان کی ماں روٹی کھایا کرتے تھے۔ تو جو روٹی کھائے۔ وہ تو کھانے کا محتاج ہوا۔ اور جو محتاج ہے وہ اپنی حاجت کے لیے دوسرے کے پاس جائے گا۔ لہذا وہ قادر مطلق کسی طرح بھی نہ ہوگا لیکن پادریوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور منادوں نے مختلف شکوک پیش کئے کہ فلاں فلاں سبب سے مسیح علیہ السلام میں الوہیت آگئی۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم ان شکوک کا ازالہ کریں تا کہ ناظرین سمجھ جائیں کہ مخلوق کسی بھی سبب سے خدا نہیں بن سکتی۔

فصل دوم

اس سے پہلے کہ پادریوں کے شکوک دفع کئے جائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو انجیلی رو سے ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تا کہ حقیقت اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

(۱) مسیح علیہ السلام ذاتی طور پر عالم الغیب نہ تھے۔ متی ۸/۲۱۔ اور جب صبح کو پھر شہر کو جا رہا تھا۔ اسے بھوک لگی۔ اور راہ کے کنارے انجیر کا درخت دیکھ کر اس کے پاس گیا۔ اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پایا۔ اور یہی مضمون مرقس ۱۳/۱۱ میں ہے۔ ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کا علم محیط نہ تھا۔ جس کا علم ذاتی طور پر محیط نہ ہو۔ وہ اللہ نہیں کہلا سکتا۔

(۲) مسیح علیہ السلام قادر مطلق بھی نہ تھے۔ یوحنا ۱۴/ ۵ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اور متی ۲۸/۱۴ میں ہے کہ خدا کی روح کی مدد سے کام کرتا ہوں۔

(۳) مسیح حی و قیوم نہیں کیونکہ پہلے وہ دنیا میں نہ تھا۔ اور پھر وہ صلیب پر سولی دیا گیا۔ اناجیل اربعہ۔

(۴) مسیح سوتا تھا۔ لوقا ۲۳/ ۸ کشتی میں سوار تھا۔ اور وہیں سو گیا۔

(۵) مسیح نے ختنہ کرایا۔ لوقا ۲/۳۱

(۶) مسیح علیہ السلام نے رو رو کر دعائیں مانگیں۔ متی ۴۶/ ۲۶۔

اب خیال فرماؤ کہ جو نہ تو علم محیط ذاتی طور پر رکھے۔ اور نہ ہی قدرت ذاتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

طور پر رکھے اور جو سوئے۔ اور ختنہ کرائے۔ اور صلیب پر کھینچا جائے۔ اور اس وقت کے ٹالنے کے لیے رورو کر دعائیں مانگے۔ کیا وہ کبھی اپنے آپ کو خدا کہہ سکتا ہے۔ یا ایسی تعلیم دے سکتا ہے کہ تم مجھے خدا یا خدا کا بیٹا کہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورہ المائدہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کو (عیسائیوں پر حجت ثابت کرنے کے لیے) کہیں گے۔ کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو۔ وہ اپنی بریت ظاہر فرمائیں گے کہ میں وہ کلمہ کیسے کہہ سکتا ہوں جس کے میں لائق نہیں۔ میں نے تو وہی کہا جو تو نے مجھے حکم دیا۔ تو ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ رفع مسیح علیہ السلام الی السماء کے بعد گمراہوں نے اختراع کیا۔ ورنہ اصل تعلیم وہی تھی جس پر قرآن شریف اور عہد نامہ قدیم وجدید سے دلائل بیان ہوئے ہیں۔

عیسائیوں کے شبہات کا ازالہ

شبہ نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل میں اپنا بیٹا قرار دیا ہے۔

ازالہ۔ عہد نامہ قدیم وجدید میں استعارہ کا بہت زیادہ استعمال ہے۔ کہیں یوروشلیم کو خدا کی زوجہ قرار دیا ہے کہیں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کا خدا قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آگے بیان ہوتا ہے۔ اسی طرح استعارہ کے رنگ میں یہ بھی ہے۔ اور خاص مسیح علیہ السلام کے متعلق نہیں۔ بلکہ ہر راستباز اور نیک کے لیے ہے۔

۱۔ پیدائش ۴/۶ اور بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے۔

۲۔ ہوسیع ۱/۱۱ جب اسرائیل بھی بچہ ہی تھا۔ میں نے اس سے محبت رکھی اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔

۳۔ تواریخ ۶/۲۸ سلیمان میرے گھر اور بارگاہوں کو بنائے گا۔ کیونکہ میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نے اسے چن لیا ہے کہ وہ بیٹا ہو۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا۔

۴۔ زبور ۱/۸۲ خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔ وہ انھوں نے درمیان عدالت کرتا ہے۔

۵۔ سموئیل ۱۲ تا ۱۴/ او ہی میرے نام کا ایک گھر بنائے گا۔ اور میں اس کی سلطنت کا تخت ہمیشہ کے لیے قائم کروں گا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا۔ اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔

۶۔ متی ۹/ ۵ مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلائیں گے۔

۷۔ یوحنا ۳۴/ ۱۰ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمھاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہوئے۔

۸۔ خروج ۲۲/۴ ۱ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے۔

۹۔ خروج ۱/ ۷ فرعون کے لیے گویا ٹھیرا۔

۱۰۔ یوحنا ۳/ ۱۷ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا واحد برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب، موسیٰ، سلیمان بلکہ ہر راستباز کو اپنا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور ہمیشہ کی زندگی صرف خدا واحد برحق کو ماننا اور مسیح علیہ السلام کو اس کا رسول ماننا ہے۔ حیرانگی ہے کہ عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کی تعلیم کے برخلاف آپ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا تو کہا اور رسول نہیں کہتے حالانکہ رسول کا مرتبہ بلند ہے۔ اور خدا کا بیٹا کہلوانا تو بروئے بائبل ہر راستباز کا حق ہے۔

شبہ دوم۔ مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا ہوا۔ اس لیے خدا تعالیٰ کا فرزند ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ازالہ۔ اگر مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ تو آدم علیہ السلام تو بغیر باپ اور ماں کے تھے۔ جیسا کہ پیدائش ۲/۷ سے ثابت ہے اور ملک صدق شالیم بھی بغیر ماں اور باپ کے تھا۔ اور مسیح کے مشابہ ۳/۷ مہیر شاہ لال عماش نیز بھی اسی طرح پیدا ہوا۔ یسعیاہ ۱۴/۷ اور پھر خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ متی ۹/۳ میں ہے کہ خدا تعالیٰ پتھروں سے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔

برسات کے موسم میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہزارہا جانور بغیر باپ اور ماں کے پیدا کرتا ہے۔

میں بحیثیت مسلمان مانتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے انہیں پیدا فرمایا۔ مگر یہ کمال تو مولیٰ تعالیٰ کا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام پر تو یہی الزام کا سبب بن گیا۔ اور قرآن مجید میں بڑے زور سے اس الزام کی تردید کی گئی۔ اور مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزگی بیان کی گئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا وہ مقولہ پورا ہوا جو انجیل برناس میں ہے کہ جب وہ روح حق آئے گا۔ تو مجھے بے گناہ ٹھہرائے گا۔ اگر کسی کا بے باپ ہونا اس کی الوہیت اور ابنیت کی دلیل ہے۔ تو پھر آدم وحوا ملک صدق شالیم۔ مہیر شاہ لال عاش بز اور سینکڑوں فرشتوں اور کیڑوں کو بھی اللہ قرار دو۔ پھر ایک مسیح علیہ السلام کی کیا خصوصیت؟

شبہ سوم۔ مسیح علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا۔ لہٰذا وہ اللہ ہیں۔

ازالہ۔ پیچھے میں انجیل سے ثابت کر چکا ہوں کہ مسیح علیہ السلام قادر مطلق نہیں تھے۔ اور وہ جو کچھ دکھاتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے اور دعا کے ذریعہ جیسا کہ متی ۱۲/۲۸ میں ہے۔ اگر میں خدا کی روح کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہوں تو خدا کی بادشاہی تمہارے پاس آ پہنچی۔ اور لعزر کو دعا کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ذریعہ زندہ کیا گیا۔ یوحنا۔ ۴۱/۱۱ پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا۔ اے باپ! تیرا میں شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی۔

ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام روح القدس اور دعا کے ذریعہ مردہ زندہ کیا کرتے تھے۔ ذاتی طور پر ان میں یہ قابلیت نہ تھی۔ اور یہ صفت سوائے رب کریم کے دوسرے میں آ سکتی ہی نہیں۔ اور عطائی طور پر اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء علیہ السلام کو بھی یہ صفت عطا کی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت ہے۔

۱۔ سلاطین اول ۲۳/۱۷ خداوند نے ایلیاہ کی فریاد سنی۔ اور لڑکے کی جان اس میں پھر آ گئی۔ اور وہ جی اٹھا۔

۲۔ سلاطین دوم ۳۲/۴ جب الیسع اس گھر میں آیا۔ تو دیکھا وہ لڑکا مرا ہوا اس کے پلنگ پر پڑا ہوا تھا...... بچے نے آنکھیں کھول دیں۔

۳۔ ۲۱/۱۳ سلاطین دوم اور وہ شخص الیسع کی ہڈیوں سے ٹکراتے ہی جی اٹھا۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔

۴۔ خرقیل ۱۰/۳۷ پس میں نے حکم کے مطابق نبوت کی۔ اور ان میں دم آیا اور وہ زندہ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئیں۔

۵۔ اعمال ۸ تا ۱۲/۲۰ پولوس رسول نے مردہ زندہ کیا۔ جو کھڑکی سے گر گیا تھا۔

اب جبکہ ایلیاہ اور الیسع۔ خرقیل اور پولوس نے مردے زندہ کئے۔ تو پھر مسیح علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کی صفت سے خدا مان لینا۔ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ تو درکنار نیک اور بے عیب بھی نہ ماننا تعجب نہیں تو اور کیا ہے؟

شبہ چہارم۔ عیسٰی علیہ السلام اپنے آپ کو سجدہ کرواتے تھے۔ جیسا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

زبدیٰ کے بیٹوں نے کہا۔ اگر وہ خدا نہ تھے۔ تو انہیں سجدہ کیسے جائز ہوا؟

ازالہ۔ پہلی کتابوں میں سجدہ ایک تعظیمی فعل ہے۔ جو بزرگوں سے کیا جاتا تھا۔ اس سے الوہیت ثابت نہیں ہوسکتی۔ جبکہ مسیح علیہ السلام نے واشگاف طور پر اپنے آپ کو روح اور جسم قرار دیا۔ اور خدا واحد کو صرف روح کہا۔ جیسا کہ اناجیل سے ثابت ہے۔ اور اپنے تمام کمالات کو باپ کی طرف منسوب کیا۔ اور کہا جو کچھ ہے۔ باپ کا ہے۔ بیٹا کا کچھ بھی نہیں۔ تو پھر کس طرح مان لیا جائے کہ صرف سجدہ کروانے سے وہ خدا بن جائیں دیکھو قرآن مجید میں ثابت ہے۔ کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی بیوی اور بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ باوجود ثبوت سجدہ کے قرآن مجید نے آدم اور یوسف علیہما السلام کی رسالت ہی ثابت کی۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تعظیم ہی قرار دی جائے گی۔ اس سے الوہیت ثابت نہیں ہوسکتی۔ دیکھو دانیال کے سامنے بنوکدنضر نے منہ کے بل گر کر سجدہ کیا۔ دانیال ۴۶/۲ اور روت نے بوعاز کے سامنے سجدہ کیا۔ روت ۱۰/۲ ایسا ہی کوشی نے یواب کو سجدہ کیا۔ ۲ سموائیل۔ تو کیا دانیال، بوعاز۔ یواب کو عیسائی خدا مان لیں گے۔ یہ تو بڑی مصیبت کا مقام ہوگا کہ آگے تو صرف تین خدا مانتے تھے۔ اب دوسرے بھی اس میں دخیل ہوئے۔

شبہ پنجم۔ مسیح علیہ السلام کی قدرت سے اس کے حواریوں نے مردے زندہ کیے۔

ازالہ۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی صلیب کے وقت تو سب حواری بھاگ گئے تھے۔ اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ گئے تھے۔ صرف چند عورتیں رہ گئیں۔ جو دور سے کھڑی دیکھ رہی تھیں۔ اور جب مسیح قبر سے جی اٹھا۔

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بقول اناجیل اربعہ۔ تو پھر مسیح علیہ السلام نے انہیں بار بار یقین دلایا۔ کہ مجھے دیکھو میں ہی ہوں۔ مگر انہیں اس پر بھی تسلی نہ ہوئی۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ میں اب جاتا ہوں۔ اور تم پر روح القدس نازل ہوگا۔ اور وہ تمھیں برکت سے معمور کرے گا۔ اس کے بعد حواری کرامات دکھانے لگے۔ دیکھو یوحنا ۲۵ تا ۱۴/۲۶۔ اور اعمال میں ہے۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ اعمال ۱/۵۔ تو ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی میں تو حواری کم اعتقاد رہے جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے۔ اے کم اعتقادو! اگر تم میں رائی کے دانہ بھر ایمان ہو۔ تو اگر پہاڑ کو کہو۔ تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ متی ۸/ ۱۶۔ ۲۰/ ۱۷ اور مسیح علیہ السلام کی زندگی میں حواریوں نے کوئی عجیب کام نہیں دکھایا۔ تو اب یہ دعویٰ کرنا کہ مسیح علیہ السلام نے انہیں قدرت دی۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ روح القدس کی برکت سے جو انہیں اللہ نے دی تھی۔ وہ فیض یاب ہوئے۔ اسی لیے مسیح علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں روح کی مدد سے کرتا ہوں۔ اور بیٹے کے متعلق گستاخی تو معاف ہوسکتی ہے۔ مگر روح القدس کے گستاخ کی کبھی بھی بخشش نہ ہو گی۔ لوقا ۱۲/۱۰

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغام قرآن مجید میں بالکل واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ بے نیاز ہے۔ اس کی اولاد نہیں۔ اور وہ کسی کی اولاد نہیں۔ اور اس کا کوئی کنبہ اور برادری نہیں۔ وہی حی و قیوم ہے۔ سونا نہیں۔ اس کو اونگھ تک نہیں آتی۔ زمین اور آسمانوں میں اسی کی حکومت ہے۔ اس کے سامنے اس کے اذن کے سوا کوئی سفارش نہیں کرسکتا۔ اور کوئی اس کے علم محیط کو گھیر نہیں سکتا۔ ہاں جتنا چاہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور وہی سب سے بڑا اور عظمت والا ہے۔ نبیوں میں سے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کہیں کہ ہماری عبادت کریں۔ یا خدا کے سوا کسی اور کو خدا بنائیں۔ مسیح علیہ السلام بھی پہلے رسولوں کی طرح رسول تھے۔ اور ان کی ماں سچی تھیں۔ وہ ماں اور بیٹا دونوں کھانا کھایا کرتے۔ قرآن مجید نے توحید باری تعالیٰ کو بالکل صاف صاف بیان کیا ہے اور کہیں بھی ایسا استعارہ استعمال نہیں کیا کہ جہاں سے ثابت ہو۔ کہ کوئی نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شریک بیٹا یا جز ہو سکتا ہے۔ اور کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرا محبوب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ مظہر کمالات صمدیہ ہیں۔ وہ میرے بیٹے یا شریک ہیں۔ بلکہ فرمایا کہ اگر زمین اور آسمانوں میں متعدد خدا ہوتے۔ تو فساد برپا ہو جاتا۔ اور نظام عالم قائم نہ رہ سکتا۔

خاتمہ

مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو بحیثیت نبی پیش کیا۔ اور حواریوں نے بھی انہیں نبی مانا۔ اور انھوں نے معجزے دکھائے تو لوگوں نے بھی انہیں ایک عظیم الشان نبی کہہ کر پکارا۔ چنانچہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا۔ تو سب ڈر گئے۔ اور خدا تعالیٰ کی تعریف کر کے بولے۔ کہ بڑا نبی ہم میں پیدا ہوا۔ لوقا ۱۱ تا ۱۶/ ۷ء اور یوحنا ۱۴/ ۶ میں ہے۔ پس جو معجزہ اس نے دکھایا۔ وہ لوگ اسے دیکھ کر کہنے لگے۔ جو نبی دنیا میں آنے والا تھا۔ فی الحقیقت یہی ہے۔ اور یوحنا ۱۷/ ۹ انھوں نے پھر اس اندھے سے کہا کہ اس نے جو تیری آنکھیں کھول دیں۔ تو اس کے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا۔ وہ نبی ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو نبی مانا۔ جیسا کہ لوقا ۳۳/ ۱۳ میں ہے۔ نہیں ہو سکتا کہ نبی یوروشیلم کے باہر ہلاک ہو۔ اور ایسا ہی متی ۵۷/ ۱۳۔ لوقا ۲۴/ ۴۔ یوحنا ۴۴/ ۴ اور مرقس ۴/ ۶ میں ہے۔ کہ نبی بے عزت نہیں۔ مگر اپنے وطن میں۔ اور یہ اپنے متعلق کہا۔ اور حواریوں نے بھی نبی ہی مانا۔ چنانچہ لوقا ۱۹/ ۲۴ پر ہے۔ یسوع

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ناصری کے ماجرے جو نبی تھا۔

اب ذرا متی ۲۱ تا ۲۲/ ۷ پڑھو۔ جو مجھ سے اے خداوند۔ اے خداوند کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔

اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت معجزے نہیں دکھائے؟ اس وقت میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت ہی نہ تھی۔ اے بدکارو! میرے پاس سے چلے جاؤ۔

معلوم ہوا۔ جو آسمانی باپ کی مرضی پر چلے۔ وہ مسیح کا ہے اور جو آسمانی باپ کی مرضی پر نہیں چلتا۔ خواہ وہ مسیحی ہونے کا دعویٰ کرے۔ وہ مسیح کا نہیں۔ بلکہ بدکار ہے۔ اور آسمانی باپ کی مرضی یہی ہے کہ اس کے سامنے دوسرا خدا نہ بنایا جائے اور کسی کے سامنے سجدہ نہ کیا جائے۔ اور اسی واحد برحق کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول مسیح علیہ السلام کو مانا جائے۔ تو الحمد للہ مسلمان خدا کی اس مرضی پر چلتا ہے۔ اور مسیح علیہ السلام پر جو کنواری بتول مریم علیہا السلام سے پیدا ہوا۔ اور تین سال قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیتا رہا۔ ور پھر بغیر مصلوبی کے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور اخیر زمانہ میں نازل ہو کر شریعت محمدیہ علیہ تحیۃ والثنا کی اشاعت فرمائے گا۔ پورا پورا ایمان لاتا ہے اور دائمی نجات کا حقدار ہے۔

باپ کی مرضی شریعت پر عمل کرنا ہے۔

متی ۱۷۔۲۰/ ۷ ا یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں۔ بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرلے گا اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔

متی ۲و۳/۲۳۔ اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمھیں بتائیں۔ وہ سب کرو۔ اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ اور کرتے نہیں۔ ایسا ہی متی ۲۳/۲۳ میں ہے کہ تمام شریعت پر عمل کیا جائے یہ نہیں کہ ایک پر عمل اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے۔

یوحنا ۵۱/ ۱۸ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے گا۔ تو ابد تک کبھی موت نہ دیکھے گا۔

مرقس ۱۸ تا ۲۴/ ۱۰۔ نیک استاد! میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اس سے کہا۔ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا۔ تو ظلموں کو تو جانتا ہے۔ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ فریب دے کر نقصان نہ کر۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر۔

لوقا۔ ۴۶/ ۶۔ جب کہ تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے۔ تو کیوں مجھے خداوند خداوند کہتے ہو۔ جو کوئی میرے پاس آتا اور میری باتیں سن کر عمل کرتا ہے۔ میں تمھیں جتاتا ہوں کہ وہ کس کی مانند ہے وہ اس کی مانند ہے جس نے گھر بناتے وقت زمین گہری کھود کر چٹان پر بنیاد ڈالی۔

مندرجہ بالا کلام سے واضح ہو گیا کہ ابدی نجات شریعت پر عمل کرنے سے ہے۔ اور جو شریعت کو لعنت قرار دے کر چھوڑتا ہے۔ اس کی نجات نہیں۔ اسی کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تائید قرآن مجید میں ہے۔ ''قسم ہے زمانہ کی انسان گھاٹے میں ہے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور اس نے نیک اعمال (شریعت کے مطابق) کئے۔ اور سچائی کی وصیت (تبلیغ) کی۔ اور صبر کی تلقین کی''۔ (العصر)

اے بنی آدم کر باندھ لو۔ اور آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی پر ایمان لاکر قرآن مجید کو دستور العمل بنالو۔ کیونکہ تمام سماوی شریعت اس میں مندرج ہے تمھاری نجات ہوجائے گی۔

دینی بھائیوں سے اپیل

آخر میں اپنے دینی بھائیوں سے دردمندانہ اپیل کروں گا۔ کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ باطل کے پجاری کتنی بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور اپنے غلط نظریات کو پھیلانے میں ہر طرح کوشاں ہیں۔ کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم اپنے رب کے دین حق کو پھیلائیں۔ اور اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کی تبلیغ کریں۔ تبلیغ دینی مسلمان کا ہی فرض ہے اس لیے اٹھئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کمر باندھ لیجئے۔ قرآن وسنت واخلاق کا پرچار فرمایئے۔ اور اپنے بگڑتے ہوئے معاشرے پر قابو پاکر از سرنو اللہ کے دین کے سپاہی بن کر اسلام کی خدمت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔ اگر آپ نے انجمن تبلیغ اسلام کی معاونت فرمائی۔ تو انشاء اللہ یکے بعد دیگرے کفارہ۔ مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت پر تبصرہ اور اسلام ہی سچا اور آخری مذہب ہے کے عنوان پر رسائل شائع کئے جائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ. وما تشائون الا ان یشاء اللہ

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم.

شکریہ

ان احباب اور اہل اسلام کا میں بے حد شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھ جیسے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہیچمدان اور کم ہمت انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام چاہیے۔ اور مسلمانوں کی روز بروز اخلاقی پستی جو بڑھ رہی ہے۔ اس کا علاج کیا جائے۔ خصوصاً حضرت الحاج شیخ محمد حسین صاحب جو دینی تبلیغ میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنھوں نے مجھے اس کام پر مجبور کر دیا۔ اب آپ حضرات کا فرض ہے کہ آپ عمل میں کوشش فرما کر اس نیک کام کی تکمیل کریں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تکسب کل نفسٍ الا علیھا. ولا تزر وازرۃ وزر اخری ثم الیٰ ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون۔

(سورۃ انعام: آیت نمبر ۱۶۴)

جوکوئی بھی برا کام کرے گا۔ وہ اسی کے ذمہ پر ہے۔ اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا۔ پھر وہ تم کو بتائے گا۔ جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔

الحمد للہ یہ رسالہ فیض مقالہ ضرورت عمل کو واضح کرنے والا۔ اور عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کا مکمل اور مسکت رد المسمی بہ۔

تائید الحق

مرتبہ مبلغ اسلام الحاج جناب مولوی محمد شفیع صاحب

خطیب جامع مسجد عمرؓ چشمہ فیض محمدی کاموں کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ سب تعریفوں کا سزاوار ہے۔ کیونکہ وہ عیبوں سے پاک ہے اور تمام خوبیوں کا مالک۔ وہی تمام جہاں کا کارساز ہے۔ وہی اکیلا قادر مطلق ہے۔ اس کے سامنے کسی کا زور نہیں۔ اس کا نہ کوئی بیٹا نہ بیوی نہ کنبہ۔ وہ حی و قیوم ہے۔ تمام جہان کی ظاہری اور باطنی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ جس طرح جسمانی ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔ اسی طرح روحانی ضرورتیں بھی پوری فرماتا ہے۔ اور اسی سلسلہ کی تکمیل کے لیے انبیاء علیہم السلام پیدا فرمائے۔ اور ان پر اپنی طرف سے احکام اور فرمان نازل فرمائے تاکہ بنی آدم ان برگزیدوں کے ذریعہ سے نیکی اور بدی کی پہچان میں کامیاب ہو سکیں۔ اور نجات دارین کے طریقے معلوم کر سکیں۔

پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری نبی فخر آدم، سید عرب و عجم، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تمام انبیاء علیہم السلام معصوم، بے عیب نجات دلانے والے اور اپنی اپنی امت کے شفیع ہیں مگر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اور سید کل ہیں۔ لہٰذا تمام بنی آدم آپ کی ہی شفاعت کے محتاج ہیں۔

آنکہ آمد نہ فلک معراج او   انبیاء و اولیا محتاج او

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

مگر مسیحی لوگ جہاں آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان کے نجات دینے والے اور تمام جہان کے گناہوں کا فدیہ گردان کر لوگوں کو عیسائی ہونے کی ترغیب دیتے ہیں اور اپنے اس عقیدہ کی بنیاد ان مفروضوں پر رکھتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

۱۔ جہاں میں جو عورت سے پیدا ہوا ہے۔ وہ گناہگار ہے۔

۲۔ لہذا ہر شخص اپنے گناہ کی سزا پائے گا۔ اگر خدا سزا نہ دے تو وہ عادل نہیں۔

۳۔ خدا کو مخلوق سے بے پناہ محبت ہے اور اس محبت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلقت کو بخش دے۔

۴۔ لہذا عدل کو قائم رکھنے اور محبت کے اظہار کے لیے اپنے اکلوتے بیٹے کو سولی دے کر خلقت کے تمام گناہوں کا کفارہ دے دیا۔

ان اوراق میں خادم دین متین انہی مفروضوں کی تردید کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے۔ اور ذریعہ نجات، سعادت دارین عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے۔ وہ گناہگار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) ہم جانتے ہیں کہ جو خدا سے پیدا ہوا ہے۔ وہ گناہ نہیں کرتا۔ بلکہ جو خدا سے پیدا ہوا ہے۔ وہ اپنی حفاظت کرتا ہے۔ اور وہ شریر اسے چھونے نہیں پاتا۔ یوحنا ۱۸/۵ (۲) تاکہ تم اپنے باپ سے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے۔ اور راستبازوں اور فاسقوں پر مینہ برساتا ہے۔ متی ۴۵/۵۔

اس کے علاوہ نبیوں کو اللہ تعالیٰ نمونہ بنا کر بھیجتا ہے۔ اگر وہ خود گناہگار ہوں تو پھر لوگ کس طرح راست باز ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ تب بھی تو بہت برس تک ان کی برداشت کرتا رہا۔ اور اپنی روح سے ان کی برداشت کرتا رہا۔ اور اپنی روح سے یعنی نبیوں کی معرفت انہیں سمجھاتا رہا۔ نحمیاہ ۳۰/۹۔ ایسا ہی انجیل اور دیگر مقدس کتابوں کی گواہی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوحنا ہابیل بن آدم۔ دانیال۔ یوسیع۔ زکریا اور اس کی بیوی خرقیاہ، سمسون بن منوحہ صموئیل۔ شمعون۔ یوسف شوہر مریم کو پارسا اور راستباز اور بے عیب پیدا کیا۔ اور دنیا میں ان کے ذمہ کتاب مقدس کوئی عیب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نہ لگا سکی۔ اور ایسا ہی قرآن مجید نے انسان کی تقسیم نیک و بد کی فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ "قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولا غوینھم اجمعین الا عبادک المخلصین قال ھذا صراط علی مستقیم. ان عبادی لیس لک علیھم سلطان ۔" (سورہ الحجر آیت نمبر ۳۹ تا ۴۲) ابلیس نے بعد از مرجوم ہونے کے گمراہ کرنے کی مہلت مانگی۔ رب تبارک تعالیٰ نے مہلت عطا فرمائی۔ تو اس نے کہا۔ اے رب بسبب اس کے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور انہیں دنیا میں زینت دوں گا۔ اور ضرور ان تمام کو گمراہ کروں گا۔ مگر تیرے مخلص بندوں کو نہیں گمراہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی سیدھا راستہ ہے کہ میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں۔

پس ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ ایک بے عیب، راستباز۔ شیطان کے پھندوں سے آزاد۔ اور دوسرا عیبی، اب جو تمام کتابوں سے منہ پھیر کر کہہ دے کہ دنیا میں بے عیب اور گناہ سے پاک کوئی نہیں۔ تو پھر اسے کہاں سے بصیرت حاصل ہو؟ دیکھو یوحنا کہتا ہے۔

خدا بیٹا اس لیے ظاہر ہوا تھا کہ ابلیس کے کاموں کو مٹائے جو کہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ وہ گناہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا تخم اس میں بنا رہتا ہے۔ بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں۔ ایوحنا ۸ تا ۳/۱۰۔ یوحنا دعویٰ کرتا ہے کہ ہم خدا سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ایوحنا ا تا ۳/۳ میں ہے کہ ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں اور نیز کہتا ہے کہ مسیح میں وہی ہے جو گناہ نہیں کرتا۔ "جو کوئی گناہ کرتا ہے۔ نہ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اور نہ جانا ہے۔" جو کوئی اس میں قائم ہے۔ وہ گناہ نہیں کرتا۔ ایوحنا ۵ تا ۳/۶۔

پس معلوم ہو گیا کہ دنیا میں ایک گروہ ایسا موجود ہے جسے قرآن مجید مخلصین کا

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

گروہ کہتا ہے۔اور انجیل اسے خدائی گروہ یا خدا کے فرزند کہہ کر پکارتی ہے وہ بے عیب ہیں۔اب اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ جو عورت سے پیدا ہوا۔وہ گناہگار ہے۔ تو اس کلیہ سے مسیح علیہ السلام کس طرح بچ جائیں گے کیونکہ وہ بھی عورت سے پیدا ہوئے ہیں۔ بلکہ دوسرے بنی آدم سے وہ زیادہ گناہگار ٹھہریں گے۔کیونکہ ان میں تو عورت کا حصہ ہی ہے مرد کا نہیں بائبل کی رو سے عورت نے مرد کو اغوا کیا ہے۔اور مسیح علیہ السلام کو تو عورت سے دگنا حصہ ملنا چاہیے۔لہذا معاذ اللہ وہ دگنے گنہگار ہوئے۔مگر محققین کے نزدیک ایوب کی آیت الحاقی ہے۔

دیکھئے خرقیل اول ۲۰ تا ۲۳/۱۸ ”جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔صادق کی صداقت اسی کے لیے ہوگی۔اور شریر کی شرارت شریر کے لیے لیکن شریر اگر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کئے ہیں باز آئے۔اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا کرے۔تو وہ یقیناً زندہ رہے گا۔وہ نہ مرے گا۔وہ سب گناہ جو اس نے کئے ہیں اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے۔“

اس عبارت سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ توبہ سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے۔اور کفارہ بایں معنیٰ کہ ایک کے گناہ دوسرے پر ڈالے جائیں۔یہ ناجائز۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مخالف،تو اب یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ گناہوں کی معافی مسیح کی مصلوبی سے ہی ہے۔حالانکہ آدم علیہ السلام سے لے کر مسیح کی مصلوبی تک بنی آدم سے گناہ سرزد ہوئے۔اور اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کے بعد معاف کر دیا جیسا کہ احبار ۳۰/۱۶ میں لکھا ہے۔” کیونکہ اس روز تمہارے واسطے تم کو پاک کرنے کے لیے کفارہ دیا جائے گا۔سو تم سب گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہرو گے۔“اور ایسا ہی مسیح علیہ السلام نے اس گناہگار عورت کو جس نے آپ کے پاؤں پر عطر ملا تھا۔گناہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سے پاک کیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ابن آدم کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ تمھیں گناہ سے پاک کرے۔ اناجیل اربعہ۔ اور آپ نے اپنے حواریوں کو بھی اختیار دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گناہ سے پاک کریں حالانکہ ابھی تک مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے تھے۔ اور اس امیر کو جس نے نجات کی راہ تلاش کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تمام اسباب کو صدقہ کر کے اللہ کی جنت میں داخل ہو جا۔ تو معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام نے بھی نجات اعمال حسنہ اور توبہ اور ایمان کے ذریعہ سے ہی ارشاد فرمائی ہے نہ کہ اپنے مصلوب ہونے سے۔

اگر مسیح کا مصلوب ہونا انسانی نجات کے لیے تھا۔ تو پھر یہودا اسکریوطی کیوں شیطان بنایا گیا۔ جبکہ اس نے مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرایا۔ اس نے تو پھر بہت اچھا کام کیا۔ جس سے تمام دنیا کی نجات ہوگئی۔ حالانکہ متی ۲۶/۲۴ میں مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔ "اس شخص پر افسوس جس کے ہاتھوں ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہے۔ اگر وہ شخص پیدا نہ ہوتا تو اس کے لیے بہتر تھا۔"

یوحنا ۷/۶ میں یہودا اسکریوطی کو شیطان کہا۔ معلوم ہوا کہ یہ مصلوب ہونا رحمت کے لیے نہ تھا۔ اگر رحمت اور گناہوں کے کفارہ کے لیے ہوتا۔ تو یہودا اسکریوطی یہ کام کر کے شیطان نہ بنتا۔

یہ کفارہ تمام جہان کے لیے ہے۔ یا صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت پر ایمان لائے تھے۔ اگر صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت پر ایمان لائے تھے تو پھر خدا نے باقی جہان والوں سے کیا محبت کی۔ اور ان کے گناہوں کے سبب انہیں جہنم میں ڈالے گا۔ تو پھر کیا اس کی محبت پر بٹہ نہ ہوگا۔ اگر تمام جہان کے لیے کفارہ ہوگیا نہ کہ ایمانداروں کے لیے تو پھر اب ایمان اور اعمال صالحہ کی کیا ضرورت، جو چاہو۔ کرو۔ جنت تو مل چکی۔ اور اگر کفارہ صرف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ایمانداروں کے لیے ہوا ہے۔تو جو گناہ ایمان سے پہلے تھے۔وہی معاف ہوئے۔یا ایمان کے لانے کے بعد کے گناہ بھی معاف ہو گئے۔اگر بعد کے گناہ بھی معاف ہو گئے۔تو پھر بھی عمل کی ضرورت نہ رہی۔اور دینی مشقتیں اور ریاضتیں لغو ٹھہریں۔اور اگر ایمان کے بعد گناہ معاف نہ ہوئے۔تو کوئی بھی جنتی نہ ہوا۔کیونکہ کون ہے جو ایمان لانے کے بعد گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا۔اور جب گناہ کا مرتکب ہوا تو کفارہ کا فائدہ نہ ہوا۔جیسا کہ عبرانیوں ۲۶/۱۰ میں ہے۔"کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد ہم جان بوجھ کر گناہ کریں۔تو گناہوں کی کوئی اور قربانی نہیں رہی۔تو معلوم ہوا۔سرف گناہ چھوڑنا ہی نجات کا سبب ہے۔لاکھ دفعہ مسیح علیہ السلام کی مصلوبی پر ایمان لاؤ۔مگر جب تک گناہ ترک نہ کیے جائیں گے۔خلاصی نہیں ہوگی چنانچہ نجات کا راستہ توبہ۔قربانی۔ترک گناہ ہے۔نہ کہ مسیح علیہ السلام کی مصلوبی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو گناہ کی سزا ہبوط اور مشقت دے دی گئی۔جب انہیں سزا مل گئی۔تو پھر ان میں گناہ کیسا؟ کیا بعد سزا کے بھی گناہ قائم رہتا ہے۔اور یہ خدا تعالیٰ کا کیسا عدل ہوگا۔کہ سزا دینے کے بعد بھی گناہگار ہی شمار کرتا ہے۔حالانکہ دنیا کے کسی قانون میں یہ جائز نہیں کہ مجرم سزا بھگتنے کے بعد بھی مجرم ہی شمار کیا جائے۔

عدل۔عدل کا ڈنکہ بجانے والو! بتاؤ جب آدم علیہ السلام پر سزا کا اجراء ہو چکا۔تو پھر جرم کیسا۔اور جب جرم ہی نہ رہا۔تو پھر اس کو آگے تمام بنی آدم میں منتقل کرتے جانا عقل و عدل کے خلاف نہیں۔تو اور کیا ہے؟ اور اگر مسیح علیہ السلام آدم کے گناہ کی معافی کے لیے مصلوب ہوئے۔تو اس کی سزا تو موت اور دنیا کی مشقت اور عورت کا دردزہ تھا۔جیسا کہ پیدائش کی کتاب سے ثابت ہے۔تو کیا مسیح علیہ السلام کی مصلوبی سے موت موقوف ہوگئی۔عورت کا دردزہ اور دنیا کی مشقت جاتی رہی۔جب سزا برقرار ہے۔تو پھر کفارہ کیسا ہوا۔مسیحی بزرگوں کے نزدیک مسیح کامل انسان تھے۔اور کامل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ۔تو کفارہ کس جز سے پورا ہوا۔کیا کامل انسانیت مصلوب ہوئی۔تو گویا آدھا یعنی نامکمل کفارہ ہوا۔اور اگر کامل الوہیت بھی مصلوب ہوئی۔اور وہ بھی قبر میں گئی۔تو اس وقت نظام عالم کا کون مدبر تھا؟ میرے مسیحو! ذرا عقل سے کام لو۔اور دیکھو یہ کیا معاملہ ہے۔کہ ایک اللہ تعالیٰ کے نبی کو ملعون بھی بتاتے ہو۔اور پھر اس کی ملعونیت سے کچھ فائدہ بھی نہیں پاتے۔انجیل متی ۳۱ تا ۴۶/ ۲۵ سے ثابت ہے کہ نجات اعمال سے ہے۔نہ کہ مسیح کی مصلوبی سے۔داہنے والوں سے مالک الملک کہے گا۔کہ تم جنت میں داخل ہوؤ۔کیونکہ تم نے بھوکوں کو کھانا کھلایا۔اور ننگوں کو کپڑا پہنایا۔اور قیدیوں سے نیک سلوک کیا۔پھر بائیں طرف والوں کو کہے گا۔تم دوزخ میں جاؤ کیونکہ تم نے نہ تو بھوکوں کو کھانا کھلایا۔اور نہ ننگوں کو کپڑا پہنایا۔اور نہ قیدیوں سے اچھا سلوک کیا۔اور رومیوں باب ۳ آیت ۱۱ تا ۱۸ میں درج ہے کہ یہودی اپنی بدکرداریوں کے سبب ہی مجرم ٹھہرائے گئے۔اور اسی لیے وہ یوحنا سے گناہ کی معافی کا بپتسمہ پاتے تھے۔تو اب اگر مصلوبی مسیح کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تھی۔تو پھر یوحنا کے بپتسمہ کا کیا فائدہ ہوا۔اور اگر اللہ تعالیٰ یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کرنے سے گناہ معاف فرما کر عادل رہ سکتا ہے۔تو پھر اب بغیر مصلوبی مسیح کے صرف توبہ کرنے پر گناہ معاف کر دے۔تو اس پر کونسا دھبہ آتا ہے۔انسانی عقل میں یہ معمہ نہیں آتا۔کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر یوحنا علیہ السلام تک تو لوگوں کے گناہ معاف کئے اور توبہ اور نیک اعمال کی برکت سے لوگ جنت کے وارث ہوتے رہے۔اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے لے کر مسیح کی مصلوبی تک مسیح خود بھی اور اس کے شاگرد بھی لوگوں کے گناہ معاف کرتے رہے۔اور جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ عطا کرتے رہے۔لیکن اب وہی ذرائع بند ہو جائیں۔اور جبکہ مسیح علیہ السلام اس لیے دنیا میں آئے کہ وہ توریت کی تعلیم پھیلائیں۔جیسا کہ متی ۵/۱۷ پر ہے۔"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہیں ٹلے گا۔"
توریت کی کتاب احبار ۱۱/۱۷ میں لکھا ہے کہ وہ جو جان کا کفارہ دیتا ہے۔ وہ لہو ہے۔ اور احبار ۲۲/۱۷ میں ہے کہ بغیر لہو بہائے معافی نہیں ہوتی۔ مسیح علیہ السلام اسی قانون کو برقرار رکھتے ہیں۔ جیسا کہ متی سے ثابت ہے۔ اور کہنا کہ بغیر مسیح کی مصلوبی کے گناہ معاف نہیں ہوسکتے۔ یہ بھی متی ۱۵/۲۰ کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہاں لکھا ہے۔ "کیا یہ روا نہیں کہ میں اپنے مال میں جو چاہوں سو کروں۔"

مسیح علیہ السلام نے صلیب پر چور کے گناہ معاف کردیئے۔ لوقا ۴۳/۲۳۔ اور ایک زانیہ عورت کے گناہ بھی معاف کیے۔ یوحنا ۱ تا ۱۱/۸۔ اور ذکی کو نجات کی بشارت دی لوقا ۹/۱۹ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہمارے شاگردو! جن کے گناہ تم بخشو گے۔ ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ یوحنا ۲۳/۲۰۔ متی ۱۹/۱۶ اور حواریوں کو جنت کی کنجی بھی دے دی تھی۔ متی ۱۹/۱۶ قرنیتوں ۱۰/۲۔ ہر ایک عیسائی مرد اور عورت کو اپنے گنہگار شوہر یا عورت کو جہنم سے بچا لینے کا مرتبہ حاصل ہے۔ قرنیتوں ۱۷/۷۔ اور ہر شخص اپنی نجات کی آپ تدبیر کرسکتا ہے۔ لوقا ۲۵/۱۰ متی ۲۲/۱۰۔ مرقس ۳۳/۱۲۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ بائبل سے ثابت ہے کہ قربانی سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام گناہ معاف کرسکتا ہے۔ اس کے حواریوں کو گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔ عیسائی مرد و عورت اپنے جوڑے کی سفارش کرا کر گناہ معاف کرادے گا۔ اور نیک اعمال سے نجات بھی مل سکتی ہے۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت نجات کے لیے کیا ضروری تھی۔ اور کیا خدا تعالیٰ ہی اتنا مجبور ہوگیا تھا کہ وہ بغیر مسیح کے ملعون کرنے کے بقول عیسائیوں کے کسی کی نجات نہیں کرسکتا تھا۔ حالانکہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اللہ تعالیٰ نے توریت میں نجات کا طریقہ صرف عمل صالحہ کو قرار دیا اور مسیح علیہ السلام نے بھی اسی کی تصدیق کی۔ ملاحظہ ہو۔ احبار باب ۲۶۔ اگر تم میری شریعت پر چلو اور میرے حکموں کو مانو اور ان پر عمل کرو۔ تو میں تمھارے لیے بروقت مینہ برساؤں گا۔ اور زمین سے اناج پیدا ہوگا۔ اور میدان کے درخت پھلیں گے۔ میں ملک میں امن بخشوں گا۔ اور تم سوؤ گے تو تم کو کوئی نہیں ڈرائے گا۔ اور میں برے درندوں سے ملک کو نیست کردوں گا۔ اور تلوار تمھارے ملک میں نہیں چلے گی۔ میں تمھارا خدا ہوں گا اور تم میری قوم ہو گے لیکن اگر تم میری نہ سنو۔ اور ان سب حکموں پر عمل نہ کرو۔ اور میری شریعت ترک کرو اور تمھاری روحوں کو میرے فیصلوں سے نفرت ہو۔ اور میرے سب حکموں پر عمل نہ کرو۔ بلکہ میرے عہد کو توڑو۔ تو میں بھی تمھارے ساتھ اسی طرح پیش آؤں گا۔ اگر اتنی بات نہ مانو۔ تو پھر میں تمھارے گناہوں کے سبب سات گنی سزا دوں گا۔

احبار کے اس باب کو بار بار پڑھو۔ واضح ہو جائے گا کہ نجات صرف شریعت پر عمل کرنے سے ہے نہ کہ مسیح کی مصلوبی سے، جب تک انسان گناہ کو ترک نہیں کرتا۔ اور اچھے عمل بجا نہیں لاتا۔ تب تک اس کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا محال ہے۔ یوحنا ۱۲ تا ۱۵/۱۴ ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کرے گا۔ بلکہ ان سے بڑے کام کرے گا۔ کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے۔ میں وہی کام کروں گا۔ تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ اور متی ۱۷/۱۹ لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو حکموں پر عمل کر۔

پس نجات کا دارومدار نیک اعمال کا بجالانا اور ترک گناہ پر ہے۔ جب تک یہ میسر نہ ہو۔ مسیح علیہ السلام کی مصلوبی کا عقیدہ کبھی نجات نہیں دلا سکتا۔ جیسا کہ یعقوب کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

عام خط ۱۴/۲ میں ہے اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں مگر عمل نہ کرتا ہو۔ تو کیا فائدہ، کیا ایسا ایمان اسے نجات دے سکتا ہے۔ ایمان بھی اگر اس کے ساتھ اعمال نہ ہوں۔ تو اپنی ذات سے مردہ ہے۔ پس تم نے دیکھ لیا کہ انسان صرف ایمان سے نہیں بلکہ اعمال سے راستباز ٹھہرتا ہے جیسے بدن بغیر روح کے مردہ ہے ویسے ہی ایمان بھی بغیر اعمال کے مردہ ہے۔" یہ تعلیم عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کی ہے۔ یقیناً سچی تعلیم ہے۔ جو تعلیم پولوس نے دی کہ شریعت پر عمل کرنے سے نجات نہیں ملتی۔ اور صرف ایمان کے سبب سے نجات ہے سراسر غلط و تمام آسمانی کتابوں کے خلاف ہے۔ ہمیشہ کی زندگی اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو واحد برحق قادر مطلق مانا جائے اور اس کے رسولوں کو برگزیدہ مان کر ان کے احکام پر عمل کیا جائے۔ نہ کہ اس میں کہ ایک بیگناہ اور پاک برگزیدہ نبی کو معاذ اللہ لعنتی مانا جائے۔ جیسا کہ پولوس نے کہا کہ "وہ ہمارے لیے لعنتی ہوا" اور اس میں خدا کا عدل بھی قائم نہ رہ سکا۔ کہ ایک بے گناہ کو جو عزت کے قابل تھا سولی پر لٹکا کر دنیا میں اس کی بے عزتی کی۔ برخلاف اس کے قرآن مجید نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی شرارتوں سے بالکل محفوظ رکھا۔ اور وہ اسے ہرگز ہرگز گزند نہ پہنچا سکے۔ اور وہ دنیا میں بھی باعزت ہے اور آخرت میں بھی باعزت ہے اور یہ صلیبی قصہ جو انجیلوں میں مذکور ہے ہرگز ہرگز ثابت نہیں کیونکہ (۱) انجیل نویس کوئی اپنا عینی مشاہدہ بیان نہیں کرتا (۲) صلیب کے وقت بھی انجیلوں میں سخت اختلاف ہے (۳) صلیب اٹھانے والے کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ اگر تین انجیلوں کے بیان کو تسلیم کیا جائے تو شمعون نے صلیب اٹھائی۔ اگر یوحنا کے بیان کو تسلیم کیا جائے تو مسیح نے صلیب اٹھائی (۴) مسیح کے پھر زندہ ہونے کے گواہوں میں بھی اختلاف ہے (۵) صلیب پانے والے چوروں میں بھی اختلاف ہے (۶) مصلوب پر جو کتبہ لگایا گیا تھا اس میں بھی اختلاف ہے (۷) عورتیں جو دیکھتی تھیں ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

میں اختلاف ہے۔(۸) مسیح کی گرفتار میں اختلاف ہے(۹) صلیب جان دینے کے بعد انسانیت ویسے ہی تمام رہی (۱۰) اکثر عیسائیوں کا انکار مسیح مصلوب نہیں ہوا۔ پس جب اس واقعہ میں ہی اختلاف ہے جو عمارت اس پر قائم کی گئی وہ سرتا پا غلط ثابت ہو گی۔ مسیحی صاحبان غور فرمائیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو ملعون قرار دے کر کیا حاصل کر رہے ہیں۔ جبکہ مسیحی گناہ سے بچ نہیں سکتے ہیں اور نہ وہ فرشتے ہو سکتے ہیں۔ پھر انہیں اس فرضی صلیبی واقعہ نے کیا فائدہ دیا۔ بلکہ بقول پولوس وہ زیادہ گناہ گار ہو گئے۔ اور نجات مشکل ہوگئی کیونکہ انھوں یہودیوں کی طرح پھر مسیح کو صلیب پر کھینچا۔ عبرانیوں ۲۸ تا ۳۰/۲۶ ''جب موسیٰ کی شریعت کو نہ ماننے والا دو یا تین شخصوں کی گواہی سے بغیر رحم کئے مارا جاتا ہے تو خیال کرو کس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا جس نے خدا کے بیٹے کو پامال کیا۔ اور عہد کے خون جس سے پاک ہوا تھا ناپاک جانا۔ اور فضل کے روح کو بے عزت کیا۔ کیونکہ اسے ہم جانتے ہیں جس نے فرمایا انتقام لینا میرا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ایسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا جس نے قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے ڈرایا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے واقف کرایا۔ نہ ہی ہمیں نڈر بنایا کہ اب تم بخشے ہوئے ہو خواہ کچھ کرتے رہو اور نہ ہی ہمیں مایوس کیا کہ اللہ تعالیٰ پر تمھیں سزا دینا واجب ہے بلکہ ہمیں خوف و امید دونوں بتا کر عمل کی ضرورت جتائی۔ اور عمل پر سے بھروسہ اٹھا کر اللہ کی رحمت پر تکیہ رکھنے کی تعلیم عطا فرمائی، ارشاد باری ہے(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا بخشش کرنے والا مہربان ہے(۲) اِن ربکم لروف رحیم واقعی تمھارا رب بڑی شفقت والا اور رحمت والا ہے(النحل:۷)(۳) ان ربک لذو مغفرۃ للناس علی ظلمھم اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ تیرا لوگوں خطائیں باوجود ان کی بیجا حرکتوں کے معاف کر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دیتا ہے(الرعد:٦)(۴)و ان ربک لشدید العقاب اور یہ بات یقینی ہے کہ تیرا رب سخت سزا دیتا ہے(الرعد:٦)(۵)غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذی الطول گناہ بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا۔قدرت والا (المومن:٣)(٦)وھو الذی یقبل التوبة عن عبادہ و یعفو عن السیآت وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گزشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔(الشوریٰ):٢٥

اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال کا اظہار فرما کر بدی سے روکا۔اور اپنے جمال کا بیان فرما کر انسان کو اپنی محبت کی دعوت دی۔اور پیارا لفظ رب استعمال کیا۔رب وہ ہوتا ہے۔جو انسان کو اس کی تمام ضروریات عطا کرے۔جو اس کے نشو ونما ظاہری اور باطنی کو لازمی ہیں۔برخلاف باپ کے کہ وہ صرف ظہور کا سبب بنتا ہے۔مگر وہ تمام ضروریات کا متکفل نہیں ہوسکتا۔اسی لیے اسلام میں یا ربی کہہ کر پکارنا وارد ہوا ہے۔اے باپ نہیں کہہ سکتے۔مسیحی لوگ اللہ تعالیٰ کو باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔حالانکہ باپ بیٹے کا پورا پورا متکفل نہیں ہوسکتا۔اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا شفیع بنایا۔جو شخص آپ پر ایمان لائے گا۔اگر ایمان کے بعد اس کے عمل میں کمزوری ہوئی۔تو اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت سے گناہ معاف فرما کر جہنم سے نجات دے گا۔ارشاد ہوتا ہے۔ولسوف یعطیک ربک فترضی۔اور البتہ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے اس قدر دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔(سورہ والضحیٰ):۵

عسی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔یقیناً تیرا رب تجھے مقام شفاعت پر کھڑا کرے گا۔(سورہ بنی اسرائیل):٧٩

پس نجات کا طریقہ ایمان اور عمل صالحہ ہے۔اور اگر عمل صالحہ میں کمی رہی۔تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

انبیاء کی شفاعت سے نجات حاصل ہوگی۔

دینی بھائیوں سے اپیل

میرے دینی بھائیو! اس وقت ملک میں بے علمی اس قدر زیادہ ہوگئی ہے۔ اور ایمانی کمزوری اس قدر ترقی کر گئی ہے کہ کسی کو نیکی کے متعلق کہنا خطرہ مول لینا ہے۔ مگر چونکہ دین کی بنیاد ہی تبلیغ پر ہے۔ اس لیے اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے اور سوئے ہوئے بھائیوں کو بیدار کرنے کے لیے انجمن تبلیغ اسلام مسجد عمر ڈسکہ کلاں باوجود اپنی بے سروسامانی کے کام کر رہی ہے۔ اگر آپ اس نیک کام میں انجمن سے تعاون فرمائیں تو اشاعت دین اور تردید عیسائیت کا کام اچھی طرح سرانجام پا سکتا ہے۔ انجمن ہذا نے اس وقت تحفہ میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے بیان میں۔ دعوت الحق مسئلہ الوہیت مسیح پر سیر حاصل تبصرہ اور تنقید۔ اور تائید الحق رسالہ ہذا مسئلہ کفارہ کے رد میں شائع کیا۔ اور یہ رسائل ملک میں مفت تقسیم کئے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جن (معدودے چند) نے اعانت فرمائی۔ اجر عظیم عطا فرمائے اور باقی مسلمانوں کو تعاون کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد شفیع خطیب جامع مسجد عمر۔
ڈسکہ کلاں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب درویشاں کلید جنت است دشمن ایشاں سزائے لعنت است

زرے کند پر تو آں قلب سیاہ کیمیائے است کہ صحبت درویشاں است

راحت القلوب

یعنی

حالات قبلہ پیرومرشد حضرت پیر حیات محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سیالکوٹی

خلیفہ اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم مجددِ دوراں الحاج پیر جماعت علی

شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ علی پوری

از

الحاج علامہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی

بعدہٗ اما بعد

فقیر حقیر پر تقصیر محمد شفیع ولد مولوی غلام حسن صاحب ساکن لویری والہ ضلع گوجرانوالہ کہتا ہے کہ میرے حضرت قبلہ گاہی پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند اعنی جناب حضرت مولوی محمد خلیل صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیالکوٹ شہر نے ارشادہ فرمایا کہ جناب قبلہ گاہی نور اللہ مرقدہٗ کے حالات و عادات مبارکہ جس قدر ہو سکے۔ احاطہ تحریر میں آنا چاہیے۔ بموجب ارشاد عالیہ فقیر نے کوشش کی ہے۔ مگر بہت ہی کم حالات مسلک تحریر میں لا سکا ہوں۔ چونکہ حضور کے عقید تمندوں نے آپ کے حالات سے چنداں وابستگی پیدا نہیں کی۔ اسباق و اوراد جو آپ نے فرمائے۔ وہ تو مریدانِ باخلاص نے یاد کئے اور عمل بھی کیا۔ مگر آپ کے حالات سے چنداں باخبر نہ ہوئے۔ فقیر نے حضرت صاحب قبلہ گاہی سے جو کچھ سنا۔ وہ تحریر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ آمین۔ اور عقیدت مندوں کے لئے مشعلِ راہ ہو۔ اس کتاب کے لکھنے کا سبب مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔ (1) جو کوئی اس کتاب کو پڑھے گا۔ وہ مجھے دعائے خیر سے یاد کرے گا۔ اور اس کی دعا میری قبر کی کشادگی کا سبب ہو گئی۔ جیسے کہ حضرت یحیٰ کو جو کہ شیخ عبداللہ انصاری کے استاد تھے کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ اے یحیٰ! تیرے ساتھ میں سخت معاملہ کرتا۔ مگر ایک دن تو میری تعریف کر رہا تھا۔ میرے ایک دوست نے جب تیرے منہ سے میری تعریف سنی۔ تو اس نے تیرے حق میں دعا کی۔ اس دعا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کی برکت سے تجھے بخش دیا۔

(2) کسی نے شیخ بوعلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ بزرگوں کی باتیں سننے سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟ جب کہ ہم ان باتوں پر عمل نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں! دو فائدے پہونچتے ہیں۔ اول اگر سننے والا طالب ہے۔ تو وہ قوی ہمت ہو جاتا ہے۔ اور اگر سننے والا بددماغ اور متکبر ہے۔ تو غرور اس کے دماغ سے نکل جاتا ہے۔

(3) حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ بزرگوں کی حکایات وروایات میں مرید کو کیا فائدہ پہونچتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ بزرگوں کا کلام خداوند کریم کے لشکروں میں سے ہے جو شکستہ دلوں کو تقویت پہنچاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "وکلا نقص من انباء الرسل مایثبت به فوادك" یعنی کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے قصص ہم اس لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ تمہارا دل اس سے مضبوط ہو۔

(4) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(5) قرآن مجید اور حدیث شریف کے بعد اپنے شیخ کے حالات سے بڑھ کر کوئی چیز حالات کو ٹھیک کرنے والی نہیں۔ اس لیے حالاتِ شیخ کا یاد ہونا نہایت ضروری ہے۔

(6) بزرگوں کے کلام سے مدد اور فیض پہنچتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ فقیر کے لئے ذریعہ فیض وانبساط ہو۔

(7) ایک زمانہ آتا ہے۔ کہ جس میں لوگ بزرگوں کے بالکل منکر اور نیکی سے بالکل کورے ہوں گے۔ اس زمانہ میں سوائے نیکوں کی سیرت کے الحاد سے بچانے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

والی اور کوئی دوسری شے نہ ہوگی۔

مندرجہ بالا وجوہات کے سبب حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبتِ شیخ عطا فرمائے، اور نورِ ہدایت سے اس بندہ ناچیز کو بھی منور کردے۔ ربط بالشیخ سعادت کا سب سے بڑا سبب ہے۔ اور یہ سوائے محبت کے محال ہے۔ اور محبت حالات و عادات کے سننے سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت ازگفتار خیزد

جب تک محبّ محبوب کے حالات و عادات میں فنا نہ ہو۔ اس کی محبت کامل نہیں ہوتی، اور وہ اپنے مطلوب تک نہیں پہنچتا۔ بدیں وجہ مرید صادق پر لازم ہے کہ وہ حالات و عاداتِ شیخ سے پورا باخبر ہو۔ اور ان پر عمل کرے۔ اسی کی طرف سعدی رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سوانح حیات

حضرت مرشدی وملجائی پیر حیات محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلف الرشید پیر بہار شاہ صاحب مرحوم کشمیری تھے آپ کا اصلی وطن بیج بہارہ تحصیل اسلام آباد ہے۔ آپ کے دادا رحمۃ اللہ علیہ علاقہ پنجاب میں اپنے مریدوں میں سیر و سیاحت کے لئے آتے، اور اکثر سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے، یہاں آپ کے جدی مرید تھے، آپ کے دادا صاحب مرحوم نے سوہدرہ میں ہی انتقال فرمایا۔ اور مشہور مقبرہ مستان شاہ صاحب کے جوار میں مدفون ہوئے۔ پیر بہار شاہ صاحب اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد بمعہ اپنی اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے (یعنی حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) جن کی عمر اس وقت تین چار سال کی تھی۔ موضع سوہدرہ میں ہی اپنے مریدوں کے ہاں آباد ہو گئے۔ حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ قرآن مجید آپ نے سوہدرہ میں ہی شروع کیا۔ پھر جب پیر بہار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ مدت کے بعد سیالکوٹ محلہ کچی مسجد تشریف لے گئے، تو پیر صاحب قبلہ کی عمر آٹھ دس سال ہو گئی تھی، اور وہاں آپ نے جناب حضرت مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب مدفون کچی مسجد سیالکوٹ سے تعلیم شروع کی، آپ فرماتے تھے، کہ جناب مولانا صاحب مرحوم بہت ہی متشرع نیکوکار اور صوفی مشرب تھے۔ پیر صاحب قبلہ اکثر مولانا صاحب مرحوم کے ساتھ رہتے، اور قرآن شریف۔ اردو۔ فارسی۔ دینیات کی کتابیں پڑھتے۔

ذہانت

حضرت صاحب قبلہ گاہی بڑے ذہین اور معاملہ فہم تھے۔ ایک دفعہ کا معاملہ نقل فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب مولانا صاحب مرحوم ایک شخص کے ہاں جو بدعتی فقیروں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

میں سے تھا۔تشریف لے گئے۔اس کے ہاں اس کے پیر کی تقریب تھی اس بدعتی فقیر نے کہا۔کہ جب تک میرے دل کی بات کوئی نہ بتائے گا میں لنگر نہیں کھولوں گا۔ حاضرین بہت ششدر وحیران ہوئے اور فقیر کے اس خیال پر لعنت و ملامت کرنے لگے،حضرت پیر صاحب نے جناب مولانا عبدالحکیم صاحب سے عرض کیا۔کہ اگر مجھے اجازت ہو۔تو اس فقیر کو جواب دوں۔مولانا صاحب نے فرمایا کہ بیٹا یہاں اتنے لوگ ہیں۔ان میں سے کوئی بھی جواب نہیں دیتا۔تم بچے ہوکر کیا جواب دو گے۔آپ نے عرض کی کہ اجازت تو ہو۔مولانا صاحب نے اجازت دیدی۔آپ نے فوراً فقیر کے کان میں کچھ کہا۔فقیر فوراً اچھلا۔کودا،اور کہا۔اب اجازت ہے کہ لنگر تقسیم ہو۔تمام لوگ حیران ہو گئے۔مولانا صاحب نے پوچھا۔کہ آپ نے کیا جادو کیا ہے۔کہ فقیر فوراً ٹھیک ہوگیا ہے۔پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔کہ تیرے دل میں لا الہ الا اللہ ہے اس کا فقیر نہ تو انکار کرسکتا تھا اور نہ کچھ اس پر کہہ سکتا تھا۔اس لئے وہ مجبور ہو گیا ہے۔اس پر تمام حاضرین نے آپ کے فہم وفراست کی داد دی۔اور فقیر کے مکر سے لوگوں کو خلاصی ملی۔

تعلیم وتربیت

غرض حضرت صاحب قبلہ جناب مولانا صاحب سے مستفیض ہوتے رہے۔حتیٰ کہ آپ کو عملیات کا شوق ہوا۔اور فرمایا کرتے تھے۔کہ میرے ایک استاد تھے۔جو عملیات اور شعبدات میں کامل تھے۔ان کا قاعدہ تھا کہ کبڈیوں اور دنگلوں میں ایک فریق کو عموماً فتح ونصرت کا وعدہ دیتے۔شعبدہ اور عمل سے عموماً اپنے مخالفوں کو تنگ ہی کرتے کچھ عرصہ کے بعد آپ کی طبیعت ان عملیات سے بالکل متنفر ہوگئی۔اور آپ کشتی لڑنے کی طرف راغب ہو گئے۔کچھ عرصہ تک آپ اسی شغل میں مصروف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رہے۔ پھر خیال پیدا ہوا۔ کہ سب کاموں سے بہتر علم دینی ہے۔ لہٰذا اسے حاصل کرنا چاہیے والد صاحب کی صلاح مشورہ کے بغیر ہی آپ ہندوستان مدرسہ دیوبند میں چلے گئے۔ اور تین چار ماہ وہاں ٹھہرے۔ آپ کے والد ماجد آپ کی تلاش میں جویاں رہے۔ آخر آپ کو پتہ چل گیا۔ کہ جناب دیوبند مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے چلے گئے ہیں۔

والد صاحب کا وصال

اسی عرصہ میں آپ کے والد ماجد بہت بیمار ہو گئے، آپ نے ایک خط سخت الفاظ میں حضرت پیر صاحب قبلہ کو لکھا۔ جلدی واپس چلے آؤ۔ مجبوراً بفرمان والد بزرگوار آپ نے دیوبند کو خیر باد کہا اور واپس سیالکوٹ آ گئے۔ جناب پیر بہار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بیماری میں ہی رحلت فرمائی۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے مغرب کی طرف دفن ہوئے۔

مرحوم درویش طبیعت، خوش طبع، باکمال، اور گمنام فقیر تھے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ کی خدمت آپ کے ذمہ تھی اور آپ ابھی تک دنیاوی کاروبار میں مشغول نہیں ہوئے تھے۔ اب دنیاوی مشاغل میں بھی شامل ہونا پڑا چنانچہ اسی سلسلہ میں کپڑے کی خرید و فروخت بھی شروع کی اور ہندوستان علاقہ جبل پور میں بھی گئے۔

تلاش و بیعتِ مرشد

اللہ تعالیٰ نے آپ سے کچھ اور ہی کام لینا تھا اور آپ کی تخلیق کسی اور کام کے لئے تھی۔ اس لئے جلدی ہی قدرت نے آپ سے یہ کام بھی چھوڑا دیا۔ اس وقت آپ کو دل میں مرشد کامل کی تلاش کا خیال پیدا ہوا پہلے ہی آپ ایک درویش گھرانے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

میں پیدا ہوئے۔ اور درویشوں میں رہے بدیں سبب آپ کو امور خیر۔ نماز و وظائف وغیرہ کا کافی خیال تھا۔ آپ مرشد کی تلاش میں جو نکلے۔ تو قسمت نے یاوری کی۔ آپکی نگاہِ انتخاب جناب قبلہ عالم امیر ملت ہادی دوراں غوث زماں امام وقت فخر سادات حامئی شریعت ناصر ملت مولانا الحاج حافظ قاری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پور دامت برکاتہم علینا الیٰ یوم القیامۃ کو چنا اور آپ کی غلامی کا پٹہ گردن میں ڈال لیا۔ سبحان اللہ۔ جب شاگرد لائق ہو اور استاد بھی ماہر و کامل ہو تو سالوں کا کام دنوں میں ہو جاتا ہے۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

زرمی کند پر تو او قلب سیاہ
کیمیا ست کہ صحبتِ درویشاں است

یعنی درویشوں کی صحبت کیمیا ہے۔ جو کھوٹے سکے کو سونا کر دیتی ہے۔

محبتِ پیر صاحب

بیعت طریقت کے بعد حضرت صاحب قبلہ اکثر قبلہ عالم شاہ صاحب علی پوری کی خدمت عالیہ میں حاضر رہا کرتے۔ حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کمال مہربانی اور شفقت فرماتے۔ وضو کرواتے کھانا کھلاتے حاضری کے دنوں میں پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بستر بچھایا کرتے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت شاہ صاحب قبلہ نے حضور کو خلافت سے ممتاز فرمایا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب قبلہ عالم محدث علی پوری دامت برکاتہم نے اجازت نامہ دیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ پیر صاحب یاد رکھیں۔

سیر قلندر برائے دیدار است
ورنہ نان و نمک ہمہ جابسیار است

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یعنی درویشوں کی سیر وسیاحت مریدوں میں دورہ دیدار کے لئے ہے۔ ملاقات اصل ہے۔ روٹی ہر جگہ رزاق مطلق دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ اکثر تعویذ وغیرہ لکھنے کے لئے اپنی موجودگی میں فقیر ہی کو کہتے۔

آبائی وطن واپسی

اس کے بعد آپ کے دل مبارک میں اپنے آبائی وطن کشمیر کی سیر وسیاحت وتبلیغ کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ گرمیوں کے موسم میں کشمیر تشریف لے گئے کشمیر میں آپ کے خاندان کے جدی مرید تھے۔ دادا بزرگوار مرحوم واپس نہ گئے۔ تو وارثان بازگشت کے پیرزادگان نے تمام املاک وطبقہ مریداں پر تصرف کر لیا۔ آنجناب کی تشریف آوری کشمیر کا پتہ جبکہ سن رسیدہ اور راسخ الاعتقاد مریدوں کو ملا۔ تو وہ محبت سے حاضر ہوئے۔ تعارف ہونے کے بعد مریدین یکے بعد دیگرے تمام علاقہ سے جوق در جوق آنے لگے۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو کر اپنے دلوں کو منور کرنے لگے۔ آپ کی غیر متوقع آمد پر پیرزادگان بجاڑہ میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا اور آپ کی تازہ کامیابی پر حسد کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ انہوں نے اول تو پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ کہ یہ کوئی پنجابی آدمی ہے اور پیر بہار شاہ کا فرزند بن کر مریدوں کو ورغلاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان کی یہ شرارت اہل دل مریدوں کی موجودگی میں نہ چل سکی۔

بے اثر زہر کا اثر

تو پھر ان ہی میں سے کسی ایک نے یہ تجویز کی۔ کہ اس پیرزادہ کو یہاں ہی ختم کر دینا چاہیے بس انہوں نے محبت کے رنگ میں آپ کو دعوت دی اور آپ نے اسلامی اخلاق کی بنا پر دعوت کو قبول فرما لیا اور پیرزادگان نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کہ حضرت صاحب قبلہ کے وجود باجود میں زہر کا اثر نہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہوا۔حضرات خواجگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی برکت سے اس مہلک زہر کے اثرات زائل ہو گئے۔آپ صحیح وسلامت بچ گئے۔یہ واقعہ ایک زبردست کامیابی کا حامل ہوا۔ واقعہ چونکہ بربنائے شرارت وطبع نفسانی خلاف شرع واصول شریعت تھا۔حضرت صاحب قبلہ کا سلامت رہ جانا ان کی زبردست کرامت پر دلالت کرتا تھا۔اس وقوع کے مشہور ہو جانے کے بعد سابق مریدان کے علاوہ تمام اس علاقہ کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں آپ کی غلامی میں آ گئے۔اور فیض روحانی سے مستفیض ہونے لگ گئے،اس طرح زہر کا اثر ظاہر ہوا۔اس دورہ میں اکثر علماء کرام کی ملاقات کا موقع ملا۔ محض احباب کے ایماء اور مشورہ پر آپ نے علمائے کرام سے استفادہ وراثت آبائی فرماتے ہوئے فتویٰ حاصل کیا۔جس کی بناء پر آپ تمام جدی جائداد حاصل کر سکتے تھے۔آپ نے متذکرہ واقعہ زہر اور پیرزادگان کی تازہ شرارتوں سے متاثر ہو کر حصول جائداد کا ارادہ فرمایا۔اور پھر اس کے علاوہ اس طرف کے سینکڑوں عقیدت مندوں کے مجبور کرنے پر۔ورنہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا قطعاً حصول جائداد کا خیال نہ تھا۔ان کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر تھا۔فتویٰ حاصل کرنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔تاوقتیکہ میرے پیرومرشد بزرگوار کی اجازت نہ ہوگی۔حصول جائداد کے بارہ میں کوئی کاروائی نہ کرونگا۔

یہ فتویٰ واپسی پنجاب پر مقتدر اور مشرع علمائے کرام کو ملاحظہ کرایا۔جنہوں نے فتوے کو صحیح قرار دیتے ہوئے تصدیق فرمایا۔بالآخر آپ نے فتویٰ کو آخری حکم کے لئے اپنے ہادی برحق عظیم البرکت حضرت شاہ صاحب قبلہ عالم دامت برکاتہم علی پور شریف پیش کیا۔کہ آپ اس پر مہر تصدیق ثبت فرمادیں۔اور کشمیر کے پیش آمدہ واقعات بھی گزارش کر دیئے۔پیر کامل کی دوررس اور حقیقت آشنا نگاہ اپنے مقبول اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

منظورِ نظر خلیفہ کو حقیقت اور معرفت کے عروج پر دیکھتے ہوئے کب برداشت کرتی کہ وہ دنیاوی الجھنوں میں پھنس کر حصول جائداد کا جھگڑا شروع کر دیں۔ آپ نے فوراً فتویٰ کو چاک کر دیا۔ اور فرمایا پیر صاحب یہ تو مشرکوں کا سا کام ہے۔ جو آپ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رازق مطلق ہے۔ آپکو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر بھروسہ نہیں۔ پیر صاحب نے عرض کیا۔ کہ اگر میرا حق مجھے مل جائے تو اس میں حرج بھی کیا ہے۔ اس معروض کو سنتے ہی حضرت شاہ صاحب قبلہ کے چہرہ پر جلالت آ گئی۔ حضرت پیر صاحب قبلہ خاموش ہوتے ہوئے نادم ہو گئے۔ اور زبان سے کچھ عرض نہ کر سکے۔ کچھ دیر کے بعد جب حضرت شاہ صاحب قبلہ وضو فرمانے لگے تو پیر صاحب نے پانی ڈالنے کے لئے لوٹا اٹھایا۔ آپ نے دوسرے خادم کو حکم دیا کہ اس لوٹے کو توڑ دو۔ کیونکہ اسے مشرک کا ہاتھ لگ گیا ہے۔ اور قابل استعمال نہیں رہا۔ یہ سلسلہ متواتر تین دن اور تین رات رہا۔

اس سلسلہ میں حضرت قبلہ پیر صاحب نے اپنے کامل مرشد کی رضامندی کے لئے متعدد دفعہ کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بالآخر جناب حافظ ظفر علی پسروری رحمتہ اللہ علیہ کی سفارش اور ناراضگی کی تیسری رات کو جب حضرت شاہ صاحب قبلہ نصف شب کو وضو وغیرہ کے لئے اپنے کمرہ سے باہر تشریف لانے لگے۔ تو دروازہ کی دہلیز پر کسی کو سر رکھے پڑا پایا۔ آپ نے فرمایا کون ہے۔ تو قبلہ پیر صاحب اس وقت کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے۔ کہ حضور کا خاطی اور گنہگار غلام حیات محمد اور پائے بوس ہو کر اس خطا کی معافی کے خواستگار ہوئے حضرت شاہ صاحب قبلہ حافظ صاحب مرحوم کی سفارش اور قبلہ پیر صاحب کی اس مخلصانہ درخواست سے متاثر ہو کر آپ کو گلے لگایا۔ اور فرمایا پیر صاحب۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

پیر صاحب خدا کو رزاق جاننا چاہئے وہ وہاں سے دیتا ہے جہاں سے بندے کے وہم میں بھی نہیں ہوتا۔

حکایت

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں تھے۔ ایک مسجد میں شام کی نماز ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو امام مسجد نے فرمایا۔ کہ آپ مسافر ہیں۔ روٹی کہاں سے کھائیں گے۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پہلے نماز قضا کر لینے دو۔ پھر جواب دوں گا جس کا خدا کی رزاقی پر ایمان نہیں اس کے پیچھے نماز کب ہوتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا۔

کھاندے دتا رب دا کہندے کھادا کھٹ
ایہنیں گلیں ستھریا جاندے چوڑ چوپٹ
داتا ہمرا رام ہے مودی سگل جہاں

یعنی خدا کا دیا کھاتے ہیں۔ مگر خیال یہ کرتے ہیں کہ ہم محنت کر کے کھاتے ہیں ان باتوں سے تباہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور باقی تمام جہان خزانچی ہے۔ الحمد لله رب العالمين۔

جب تک انسان روٹی سے بے پرواہ نہ ہو جائے تب تک انسان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر پورا نہیں ہوتا۔ ایک انسان اگر یہ کہہ دے کہ آج آپ کی دعوت میرے گھر ہے۔ تو انسان اس پر اعتماد کر کے بالکل بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت اس کے گھر جا کر روٹی کھا لیتا ہے۔ تو اب اس انسان کے ایمان کا کیا حال ہے جس کی روٹی اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لیتا ہے۔ لیکن یہ اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ و ما من دابہ فی الارض الا علی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اللہ رزقھا۔ یعنی زمین پر کوئی جاندار نہیں مگر اس کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ انسان کے ذمہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمے رزق ہے۔ لیکن انسان عجیب ہے کہ اپنے ذمہ کو بھلا دیتا ہے۔ اور خدائی ذمہ کا دعویدار بن کر ٹھیکیدار بنتا ہے اس خیال میں دین و دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔

جو کوئی رب دا ہور ہوے سب جگ اسدا ہو

جو مالک ماں کے پیٹ میں روزی دیتا رہا۔ اور جس نے ماں کی چھاتیوں سے دودھ دیا۔ اور جن نے بچپن میں رزق دیا کیا وہ آج بھلا دے گا۔

"کجا محروم بگذارد ترا آنکس کہ روزی میرساند دام و ددرا"

جناب پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ اس دن سے آج تک اللہ تعالیٰ نے یہ وہم دل سے نکال دیا کہ میں کہاں سے کھاؤں گا اور وہ فتویٰ اور زمین کا قبالہ حضرت شاہ صاحب نے لے کر پھاڑ دیا۔

تبلیغی دورہ

اس کے بعد جناب پیر صاحب نے دورہ روحانی برائے تبلیغ دین حق اور اشاعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ باجازت حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی شروع کیا۔ جناب علم دینی سے پورے پورے واقف تھے۔ سفر اور حضر میں آپ کے پاس شرعی ضروریات کی کتابیں موجود رہتیں۔ مگر آپ نے کبھی بھی مسجد وغیرہ میں وعظ نہیں کیا۔ آپ فرمایا کرتے کہ میرا مشن وعظ کرنا نہیں۔ مجھے شاہ صاحب نے روحانی درس کے لئے دورے کی اجازت فرمائی ہے۔ آپ اضلاع سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، لائل پور (فیصل آباد)، لاہور، اور ملک کشمیر و ریاست جموں میں اکثر دورہ فرمایا کرتے۔ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا نام سکھایا کرتے۔ ہزارہا مخلوق آپ کے دست حق پرست پر تائب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہوئی۔اورارکانِ اسلام کی پابند ہوکر تہجد گزار بن گئی۔

بدعقیدگی سے توبہ

آپ میں اپنے پیر طریقت کی کامل اتباع تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ وہابیہ، دیوبندیہ، مرزائیہ، شیعہ اور دیگر بدعقائد سے کلی طور پر متنفر تھے۔اور جہاں جاتے باوجودیکہ آپ روحانی مبلغ تھے۔ان بد مذاہب کی ضرور اپنی مجلس میں تردید کرتے۔ اور اپنے ساتھ کتب مناظرہ بھی رکھتے۔ چنانچہ کئی وہابی اور بدعقائد آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے چنانچہ راقم الحروف عفا اللہ عنہ کو موضع بھوپال والہ ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ کا واقعہ یاد ہے کہ وہاں کا امام مسجد وہابی خیال تھا۔اور حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ وہاں اپنے یارانِ طیرقت کے ہاں جایا کرتے تھے۔اور وہ وہابی آپ کے پاس آیا جایا کرتا اور طرح طرح بزرگانِ دین کی تنقیص اور پیری مریدی کورد کیا کرتا مگر آپ اپنی نرم گفتار اور خوش اخلاقی سے اسے کافی جواب دیا کرتے آخروہ تائب ہوکر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوا۔راقم الحروف بھی وہاں تھا۔ جمعہ کا روز تھا۔ اس مولوی نے اعلان کروادیا کہ آج سیالکوٹی پیر صاحب جمعہ کا خطبہ دیں گے۔اور میں مذہب وہابی کو ترک کر کے مذہب حنفیہ میں داخل ہوں گا۔ جب جمعہ کا وقت آیا۔تو تمام لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ آپ منبر پر تشریف لے آویں۔مگر آپ نے انکار کیا۔اور بندۂ ناچیز کو ارشاد فرمایا۔ میں نے خطبہ دیا اور صداقت احناف پر کچھ بیان کیا۔مولوی صاحب نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی نماز کے بعد آپ مسجد کے صحن میں چٹائی پر بیٹھ گئے۔تمام لوگ حلقہ کی صورت میں بیٹھ گئے۔آپ نے محبتِ رسول کریم ﷺ اور فقاہتِ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر وہ بیان کیا۔ کہ تمام حاضرین اشک ریز ہوگئے۔اور محبتِ رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے آپ خود بھی رورہے تھے اور تمام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حاضرین بھی آنسو گرا رہے تھے۔ آپ کے کلمات طیبات دلوں کو مسحور کر رہے تھے۔ آخیر پر ارشاد فرمایا۔ جو کچھ ہم نے مرشد برحق سے سنا سنا دیا۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو عمل کی توفیق دے۔ اسی طرح آپ تبلیغ میں کوشاں رہتے۔ اس خادم کو بسا اوقات قدم بوسی کے لیے ارشاد کیا جاتا۔ فرماتے، مولوی صاحب اگر ایک آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا بن گیا۔ تو آخرت سدھر جائیگی۔ آپکی نظر جادو بھری تھی۔ جو بھی آپ سے ملا پھر اس کا جی جدا ہونے کو نہیں چاہتا تھا۔

بدعمل کی توبہ

بہت سے فاسق و فاجر آپکی صحبت سے نیک اور تہجد گزار بن گئے۔ مثلاً شہر گوجرانوالہ میں محمد الدین ایک ارائیں تھا۔ جو پان اور سوڈا واٹر کی دکان کیا کرتا تھا۔ وہ اپنے فسق میں بہت شہرہ آفاق تھا۔ وہ بدکار اور بازاری عورتوں سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ طوطیا نوالہ کرم دین گھمار کے ہاں جایا کرتے۔ محمد دین بھی وہاں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی وجہ سے آگیا۔ آپ نے بڑی نرمی اور تحمل سے یاد آخرت اور فنائے دنیا و فیہا پر وعظ کہنا شروع کیا محمد دین مذکور نے کہا کہ باتیں تو سب لوگ سناتے ہیں۔ لیکن آخرت کے قابل کوئی نہیں بناتا۔ آپ نے فرمایا کہ حکیم کا نسخہ سننا ہی نہیں چاہیے بلکہ اسکو اس کی ہدایت کے مطابق استعمال بھی کرنا چاہیے۔ اور اس کی بتائی ہوئی پرہیز بھی کرنی چاہیے۔ اور اگر پھر تندرستی نہ ہو۔ تو حکیم کی شکایت کرنی چاہیے۔ اسکی نیک بختی تھی۔ وہ رات کو آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت میں اسی طرح مشہور ہوا۔ جس طرح فاسق اور بدکار مشہور تھا۔ جب فوت ہوا۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ اسکی زبان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے نبی کی یاد تھی۔ اور کلمہ پڑھتا دنیا سے گیا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جانتا تھا کون شب بیداریاں
دور کردیں تو نے سب بیماریاں

جناب پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ دن رات سفر کی تکلیف برداشت کرتے اور خلقِ خدا کو مذہب حقہ اور نیک کاموں کی تبلیغ کرتے۔ علاقہ گلاب گڑھ پہاڑ ضلع ریاسی۔ علاقہ بودھل۔ دیول جہاں کے لوگ باوجود اکثریت مسلمان ہونے کے مرکز کی دوری کی وجہ سے اسلامی احکام سے بے بہرہ تھے اور انہیں سیدھی راہ پر لگانے کے واسطے حضرت قبلہ پیر صاحب جیسے زندہ دل مرد خدا رسیدہ و جفاکش درویش کی اشد ضرورت تھی اور وہ جاہل پیر جو صرف لوگوں کے وہمیات سے پیٹ پروری کرتے اور تعویذوں سے لوگوں کو ورغلاتے رہتے۔ کثرت سے پھرتے۔ اس علاقہ میں آپ کا ہی حصہ تھا۔ کہ آپ نے مسجدیں بنوائیں۔ لوگوں میں نماز کا شوق اور ختمات شریف کے پڑھنے کا ذوق پیدا کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب! میدانی علاقہ میں جہاں ہر طرح کا آرام ہے۔ تبلیغ کے نام پر دورہ کرنا اور من مانی عیش کرنا کوئی بڑا کام نہیں۔ اگر اسی پہاڑی علاقہ میں دین کی تبلیغ کی جاوے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کی جاویں تو پھر تبلیغ کا پتہ چلے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق راقم الحروف عفا اللہ عنہ، اور جناب صاحبزادہ بلند اقبال خلفِ اکبر پیر محمد خلیل صاحب زاد اللہ مجدہم سجادہ نشین آستانہ عالیہ درگاہ نقشبندیہ سیالکوٹ حضور کے ساتھ اس علاقہ میں گئے۔ رات جموں میں قاضی شمس الدین صاحب کے ہاں رہے۔ وہاں سے کڑہ میں گئے۔ جہاں سے قریب ہی ہندوؤں کا مقام دیوی جاترہ ہے۔ کڑہ پورا بتکدہ ہے۔ یہاں اللہ کے نام لینے والے چند بیوپاری ہیں۔ باقی سب بت پرست ہیں یہاں ہم رات رہے اور اس بتکدہ میں اذان کے ساتھ نماز ہوئی۔ یہاں پر چوہدری علی محمد ذیلدار و جاگیردار علاقہ دیول نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حضور کی تشریف آوری کا پتہ پا کر تین راس گھوڑے سواری کے لئے بھیج دیئے ہوئے تھے۔ باز خاں ساکن دیول جو حضور کا قدیمی خادم تھا گھوڑے لیکر پہنچ چکا تھا۔ یہ خادم چوہدری صاحب کا چچازاد بھائی تھا۔ چوہدری صاحب نے اگلے پہاڑی سفر کا پروگرام بھی مرتب کر کے پہنچا دیا تھا۔ صبح کٹرہ سے ریاسی شعبان الدین اور غلام مصطفےٰ کے مکان پر پہنچے۔ یہاں پر حضرت صاحب کے حکم کے مطابق خادم نے مسجد میں دین و احکام الٰہیہ کی تبلیغ کی پھر یہاں سے چلے اس مقام پر سوار ہو کر پہاڑی علاقہ میں گئے۔ دشوار گزار علاقہ گھوڑوں کی سواری۔ سفر کی تکان۔ مگر اس اللہ کے محبوب کا یہی شوق کہ اللہ کا نام لوگوں تک پہنچایا جائے۔ جو شخص راستے میں ملتا اسے ''السلام علیکم'' کہنے کی تلقین کی جاتی۔ نماز کا وعدہ لیا جاتا اور کلمہ طیبہ کا بار بار تکرار کرایا جاتا۔ فرماتے مولوی صاحب! اس علاقہ میں کلمہ پڑھانے والے کم آیا کرتے ہیں۔ اسی طرح تین چار سو میل کا حضور کیساتھ دورہ کیا۔ آپ بڑی بڑی رات گئی تک ان لوگوں کے تنگ اور دھواں دار مکانوں میں نیچے فرش پر استراحت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ تکلیف محض اللہ کے نام کی تبلیغ کی خاطر ہے ورنہ روٹی کھانا اور آرام تو پنجاب میں بہت زیادہ ملتا ہے۔'' راقم الحروف نے پورے دو ماہ حضرت کی ہمرکابی میں رہ کر دیکھا۔ کہ ان علاقوں میں اللہ کا نام مخلوق کو بتانا کارے دارد اور پیٹ پر پتھر باندھنا ہے۔ اس علاقہ میں ایک گاؤں ہموسان تھا۔ وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو مرزائیوں نے ورغلا کر مرزائی بنا دیا تھا۔ یہ گاؤں نہایت سرد ہے۔ یہاں پانی منجمد ہو کر لکڑی کے ڈنڈے کی طرح ہو جاتا ہے۔ آدھے گاؤں میں سورج کی روشنی چھ ماہ نہیں پڑتی۔ کیونکہ پہاڑ کی اوٹ میں ہے۔ وہاں جانے کے لئے جناب نے ارشاد فرمایا۔ اور کہا کہ گوجرانوالہ اور لاہور میں ختم نبوت کا جو اجر ہے اس سے ہزارہا گنا اُس گاؤں میں اجر ہوگا۔ اس گاؤں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

میں مرزائیوں کے سوا اور کوئی تبلیغ کے لیے نہیں پہنچا۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ سات سال کا عرصہ ہوا۔ یہاں کے چند آدمیوں کو میں اپنے خرچ پر سیالکوٹ لے گیا تھا اور انہیں مرزائی مذہب کی خباثتوں سے واقف کروایا تھا۔ جس پر مرزائیوں نے فقیر سے مسجد کبوتراں والی واقعہ سیالکوٹ میں مناظرہ بھی منعقد کرایا۔ ہم خادم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ہمرکابی میں ہموسان پہنچے۔ وہاں ایک چھوٹی سے مسجد تھی۔ جو مرزائیوں نے بنوا رکھی تھی۔ اس میں ختم نبوت اور کفریات مرزا پر راقم الحروف نے تقریر کی۔ وہاں جو قادیانی چندہ خوار مرزائی مبلغ رہتا تھا۔ وہ دم دبا کر بھاگ گیا اور گاؤں کے اکثر لوگ حضرت کی توجہ اور اخلاص کے سبب مرزائیت سے تائب ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے آپ اکثر دفعہ کشمیر اور ریاست جموں کے علاقوں میں دورہ فرمایا کرتے۔ جہاں جہاں آپ کا دورہ ہوا۔ اکثر لوگ جاہل پیروں کے پھندے سے نکل کر داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے اور نماز، روزہ، ذکر فکر کے پابند بن گئے۔ آپ کی عادتِ مبارکہ تھی۔ کہ سفر میں بھی اکثر نماز مسجد میں باجماعت پڑھتے آپ قرآن مجید بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ کبھی کبھی جس گھر میں آپ رونق افروز ہوتے اسی میں ہی عشاء کی نماز باجماعت ادا کرلیا کرتے۔

بدعتی پیر

ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں میں آپ فروکش تھے نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد کے پاس لوہاروں کی دکان تھی۔ اس پر ایک بدعتی پیر بیٹھا ہوا تھا۔ اور لوگوں کو کہہ رہا تھا۔ کہ نماز کیا ہے؟ کوئی سجدہ کہتا ہے۔ کوئی رکوع کہتا ہے۔ کوئی قیام کہتا ہے کوئی سبحانک اللہ اور التحیات اور درود شریف پڑھتا ہے۔ اس میں نماز کونسی ہے؟ آپ نے نماز عصر باجماعت ادا کی اور مسجد سے نکل کر ان باتوں کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

سنا۔لیکن خاموش واپس مکان پر آ گئے۔ جب شام کی نماز کے لیے مسجد میں گئے۔تو وہ بدعتی پیر بدستور باتیں بنا رہا تھا۔آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کسی نے جواد یا۔ یہ پیر صاحب ہیں لوگوں کو کہتے ہیں۔ کہ نماز روحانی ہے جسمانی نہیں۔حضرت پیر صاحب قد آور جوان اور پورے زور میں تھے۔ ہاتھ میں سنت کے مطابق عصا رکھا کرتے تھے۔جس میں لوہے کی سیخ تھی۔آپ نے بغیر اطلاع اس پیر کو بڑے زور سے عصا سے زدوکوب کیا۔لوگ حیران رہ گئے اور بدعتی پیر چیخ اٹھا۔ پیر صاحب قبلہ نے بدعتی پیر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا، کہ آپ کیوں چیختے ہیں؟ بدعتی پیر نے کہا میں درد سے مرا جاتا ہوں اور آپ پوچھتے ہیں۔آپ نے کہا۔کہ آپ کو درد ہے۔اس نے کہا ایک تو مارا ہے دوسرے مذاق کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا حاضرین میں سے کسی کو درد دکھا سکتے ہو؟ اس نے کہا اس کو تو میں ہی محسوس کرتا ہوں آپ نے فرمایا۔جاہل درد سے چیختا ہے اور درد کسی کو دکھا نہیں سکتا۔نماز کے نزدیک نہیں جاتا۔تو اس کو کس طرح دیکھے گا۔ اندھے۔! تو دیکھ سکتا ہے۔نماز رب کریم سے مناجات اور عاجزی ہے۔ قیام رکوع اور سجدہ عاجزی کے بہترین ارکان ہیں۔اور یہی حقیقی نماز ہے۔وہ بدعتی پیر دوسرے دن وہاں سے چلا گیا۔اور اس کے مرید داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے۔

آپ دورہ میں اکثر مرد و عورت کو داخل سلسلہ کیا کرتے۔ایک دفعہ امرتسر شہر میں ایک ڈاکٹر صاحب کی بیوی آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل ہو گئی۔ کیونکہ اس لڑکی کے والدین آپ کے عقیدت مند تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب کو پتہ چلا تو بہت غصے میں بھرے ہوئے حضرت قبلہ صاحب کے پاس آئے۔ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد کہا۔ جناب قرآن مجید جامع اور مکمل کتاب موجود ہے۔تو پھر پیر کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا۔''ڈاکٹر صاحب ڈاکٹری کی جامع اور مکمل کتابیں موجود ہیں تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پھر ڈاکٹر کی کیا ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ ''کتاب کے نسخہ کو جو تیار کر سکے اور موقعہ کے مناسب استعمال کر سکے کتاب سے وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ دوسرا شخص اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جو بیچارہ علم ڈاکٹری سے ناواقف ہو۔ اسے کتاب کیا فائدہ دے گی''۔ حضرت قبلہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ ''کہ علم طب کے متعلق تو آپ نے شرط لگا دی۔ کہ جب تک پورا واقف اور ماہر نہ ہو۔ تب تک علم طب کی کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مگر قرآن مجید کے متعلق آپ نے مطلق ہی کہہ دیا۔ قرآن مجید سے بھی وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جو اس کے علم سے واقف اور اس کے احکام پر کاربند ہو۔ جو عامی ہوگا۔ وہ ضرور کسی عالم کے پاس جائیگا۔ چنانچہ قرآن مجید کا ہی ارشاد ہے۔ "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون"۔ یعنی جب تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھو۔ "الرحمن فاسئل به خبیرا"۔ رحمان کے متعلق خبر والوں سے پوچھو۔ "یایھاالذین امنوا اتقو اللہ وکونوا مع الصادقین"۔ اے مومنو! اللہ سے ڈرو۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا ''عورت اپنے خاوند سے پوچھے۔ غیر کے پاس کیوں جائے''۔

پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ''جس عورت کا خاوند ڈاکٹر نہ ہو۔ تو وہ اپنا علاج کروانے کے لئے آپ کے پاس آسکتی ہے۔ کہ نہیں''۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ '' کیوں نہیں؟ اگر نہ آئیگی۔ تو بیماری سے ہلاک ہو جائیگی''۔

پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ''اسی طرح روحانی بیماریاں ہیں۔ اور وہ عورتوں کو بھی لاحق ہوتی ہیں۔ اگر یہ ان کا علاج نہ کروائیں۔ تو جلد ہی ان کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ایمان خراب ہو جائے گا۔ ان بیماریوں کے علاج کے لئے روحانی طبیب کے پاس جانا عملی فرائض میں سے ہے''۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا۔'' خیر مسئلہ تو میری سمجھ میں آ گیا۔ مگر اپنے پاس بیٹھنے والوں کے حقوق العباد پر بھی کچھ فرما دیں''۔

پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔'' ہر بیمار کی بیماری ایک مقررہ مدت میں نسخہ جات استعمال کرنے کے بعد اور بتائی ہوئی پرہیزوں پر عمل کرنے کے بعد اللہ کے فضل سے دور ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی طبیب بھی معالج ہے جو ان کے پاس آ کر بیٹھتا ہے۔ وہ اگر یقین اور اعتقاد سے نسخہ استعمال کرے۔ اور بتائی ہوئی پرہیز کرے۔ تو اللہ کے فضل سے وقتِ مقررہ پر شفایاب ہو جاتا ہے۔ نوے فیصدی یہ بات مجرب ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بڑھاپے تک زندہ رہی ہیں۔ آپ جب گھر میں قیام فرماتے۔ تو والدہ ماجدہ کی خدمت اپنے ہاتھوں سے کرتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو کچھ فقیر کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ یہ صرف پیر اور والدہ کی خوشنودگی سے حاصل ہوا ہے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

یعنی جس نے خدمت کی وہ خدمت کرانے کے لائق ہو گیا۔ اور جس نے اپنے آپ کو دیکھا اور خدمت سے محروم رہا۔ وہ فیض باری تعالیٰ سے محروم اور بدنصیب ہو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

گیا۔

کیمیا گر اور بادشاہ

چنانچہ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں۔ کہ ایک کیمیا گر کسی بادشاہ کے دربار میں آیا۔ بادشاہ نے اس سے کیمیا کا نسخہ دریافت کیا۔ مگر اس نے نہ بتایا۔ کیمیا گر جنگل میں چلا گیا۔ اور وہیں۔ رہنا سہنا شروع کر دیا۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا۔ تو وہ بھی رات کو لباس تبدیل کر کے کیمیا گر کی خدمت میں جایا کرتا اور آدابِ خدمت بجالاتا۔ کچھ عرصہ کے بعد کیمیا گر بوجہ اسہال کی بیماری کے اتنا لاغر ہوا کہ پاخانہ وغیرہ چارپائی پر ہی کرتا۔ آخر جب قریب المرگ ہوگیا۔ تو کیمیا گر نے اس خدمت گزار کو جو حقیقتاً بادشاہ تھا۔ فرمایا میں تو کوچ کرنے کو تیار ہوں۔ میں خدمت کے عوض تمہیں کیمیا کا نسخہ دیتا ہوں۔ نسخہ لکھوایا۔ اور بنانے کی ترکیب بھی بتادی۔ اللہ کی قدرت نسخہ بتانے کے بعد کیمیا گر کو صحت ہوگئی۔ جب وہ صحت یاب ہوگیا۔ تو بادشاہ نے اس کے پاس آنا ترک کر دیا۔ ایک دن کیمیا گر کو دربار میں بلوایا۔ اور نسخہ طلب کیا۔ مگر کیمیا گر نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے فخر کے طور پر نسخہ نکال کر دکھایا۔ نسخہ دیکھنے کے بعد کیمیا گر نے کہا۔ بادشاہ سلامت پاخانہ اٹھانے کے بعد ہی نسخہ ملا۔ تخت پر بیٹھ کر تو نہیں ملا۔

خاک شو در پیشِ شیخ باصفا

تاز خاکِ تو بروید کیمیا

یعنی تو کامل شیخ کے سامنے فانی ہو۔ تب تیرے وجود سے کیمیا پیدا ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

ماں کی خدمت

اسی طرح فقیر نے بھی والدہ ماجدہ کے پاخانہ کو اپنے ہاتھوں سے اٹھایا ہے ایک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دفعہ روزِ جمعہ تھا۔ اور فقیر غسل کر کے کپڑے بدل کر مسجد کی طرف چلنے کو تیار ہوا۔ آسمان پر نظر کی تو بادل کی گھٹا شمال سے اٹھی۔ فقیر نے والدہ ماجدہ سے عرض کی کہ بادل اٹھا ہے۔ اور میں جمعہ کے لئے چلا ہوں۔ اس لئے آپ برآمدہ کے اندر تشریف لے جائیں۔ مبادا کہ بارش آوے۔ اور آپ کو تکلیف ہو۔ چونکہ والدہ ماجدہ کمزور ہو چکی تھیں۔ خود بخود چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے فقیر نے اٹھایا۔ اس پر جنابہ والدہ ماجدہ کا براز میرے کپڑے پر نکل گیا۔ نزدیک سے ایک ہمسائی بولی۔ کہ ہائے ہائے یہ تو نے کیا کیا؟ کہا، کپڑے خراب کر دیئے۔ بیٹا بزرگ تھا۔ اس پر براز کر دیا؟ میں نے عرض کیا خالہ صاحبہ کیا ہوا۔ میں نے تو اڑھائی سال والدہ صاحب کی چھاتیوں پر بول و براز کیا۔ اگر انہوں نے ساری عمر میں ایک دفعہ کیا تو کیا ہوا۔ وہ حق کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا۔ فقیر کی اہلیہ محترمہ نے کہا کہ اب کپڑے اُتار دیں تا کہ میں صاف کر دوں۔ میرے آنسو نکل آئے اور میں نے کہا نہیں میں خود اپنے ہاتھوں سے صاف کروں گا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے خود صاف کیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ والدہ ماجدہ نے اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہیں اور دعا مانگ رہی ہیں کہ یا اللہ میرے بیٹے کو دنیا میں باعزت اور باوجاہت بنا اور اپنا بندہ بنا لے۔ پس کیا تھا؟ اس دن سے آج تک خدا تعالےٰ نے دین و دنیا وافر عطا کی۔ یہ سب کچھ والدہ ماجدہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ آپ فرمایا کرتے کہ والدین کی خوشنودی اللہ تعالےٰ کے قرب کا سبب ہے۔ جس نے والدین کو راضی کیا وہ خدا تعالےٰ کا ولی ہو گیا۔ ہزارہا چلے کاٹیں، مجاہدے کریں، روزہ رکھیں مگر جو مرتبہ والدین کی اطاعت وخوشنودی سے ملتا ہے وہ ہرگز دوسری نفلی عبادتوں میں نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بایزید بسطامی

چنانچہ بایزید بسطامیؒ کے متعلق مذکور ہے کہ آپ قرآن مجید استاد سے پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے

"ان اشکرلی ولوالدیک"

یعنی میرا اور والدین کا شکریہ ادا کرو۔

تو آپ اپنی والدہ کے پاس آئے اور کہا۔دو مالکوں کی خدمت مجھ سے نہیں ہو سکتی۔یا تو آپ اپنا حق معاف کر دیں۔یا اللہ تعالیٰ کا حق معاف کروا دیں۔آپ کی والدہ ماجدہ نے ارشاد فرمایا۔میں نے تجھے خدا کی راہ میں آزاد کیا۔آپ جنگل میں چلے گئے۔اور تیس سال تک مجاہدہ کیا۔تیس سال کے بعد والدہ صاحبہ کی زیارت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔رات کا وقت تھا۔سردی کا موسم۔والدہ ماجدہ نے پانی پینے کے لئے مانگا۔آپ اٹھے اور پانی لائے۔جب پانی لے کر آئے تو آپ کی والدہ ماجدہ سو گئی ہوئی تھیں۔آپ نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور پانی لے کر وہیں کھڑے رہے۔صبح کے قریب جب والدہ ماجدہ کی آنکھیں کھلیں تو دیکھا۔کہ بایزید بسطامی پانی لے کر کھڑا ہے۔فرمایا بیٹا کیوں کھڑے ہو؟ عرض کی آپ نے پانی مانگا تھا۔میں پانی لایا۔مگر آپ سو گئے تھے۔میں نے جگانا مناسب نہ جانا۔اور اس خیال میں کھڑا ہو گیا۔کہ آپ جب پانی مانگیں گیں۔دیدونگا۔آپ نے خوش ہو کر دعا کی حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ والدہ کی اس دعا سے مجھے وہ کچھ ملا جو جنگل کے تیس سالہ مجاہدہ سے نہ ملا تھا۔نیز ارشاد فرمایا۔اگر چہ کوئی ولی اللہ ہو۔اگر وہ بھی والدین کو ناراض کرے تو وہ دنیا میں خوار ہوتا ہے اور عاقبت میں ذلیل۔چنانچہ حدیث شریف میں واقعہ مذکور ہے۔کہ ایک راہب جنگل میں ایک کٹیا بنا کر اللہ کی یاد کیا کرتا تھا ایک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

روز اس کی والدہ ماجدہ اس کو ملنے کے لئے آئی۔ وہ دروازہ بند کر کے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول تھا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ اور والدہ ماجدہ بغیر ملنے کے چلی گئی۔ اللہ کی شان ایک عورت نے بدکاری کی اور اس کے بچہ ہوا۔ لوگوں نے کہا یہ بچہ کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے اس راہب کے سر تھوپ مارا۔ لوگوں نے جب سنا تو نہایت برہم ہوئے اور کدال لے کر اس کٹیا کو برباد کر دیا اور راہب کو زدوکوب کیا۔ جب راہب زخمی ہوا اس نے کہا کہ لوگو! میرا کوئی قصور نہیں میرا گواہ یہ لڑکا ہے۔ وہ بچہ اللہ کی قدرت سے بولا اور راہب کی پاکیزگی بیان کی۔ لوگ حیران ہوئے۔ اس نے کہا حیران ہونے کی کوئی بات نہیں میں نے والدہ کو ناراض کیا۔ اس کی ناراضگی کی سزا مجھے مل گئی۔ نیز ارشاد فرمایا کہ والدین کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں بہترین وسیلہ ہے۔

والدین کی خدمت کا صلہ

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین یار سفر میں نکلے۔ رات کو ایک غار میں رہے۔ صبح کو اللہ کی قدرت سے غار کا منہ ایک پتھر سے بند ہو گیا۔ ان تینوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی اپنی نیکی پیش کر کے رہائی کا سوال کرنا چاہیے۔ ان میں سے ایک اٹھا اور عرض شروع کی کہ اللہ تعالیٰ! فلاں آدمی نے میری مزدوری کی وہ مزدوری لینے کے بغیر چلا گیا۔ میں نے اسکی مزدوری کی بکری خریدی اور وہ اتنی بڑھیں کہ گلہ بن گیا جب وہ واپس آیا۔ اور اس نے مزدوری طلب کی تو میں نے تمام ریوڑ اسے دے دیا اگر میرا یہ کام تیری درگاہ معلےٰ میں منظور ہے تو راستہ عطا کر دے۔ تھوڑا سا سوراخ کر دے۔ تھوڑا سا سوراخ ہوا۔ دوسرا شخص اٹھا اور کہنا شروع کیا کہ اے مولیٰ تعالیٰ میرے چچا کی لڑکی تھی اور اس پر میرا دل فریفتہ ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ اسے کچھ حاجت تھی۔ میں نے کہا اگر تو مجھے اپنی عصمت پر قابو دے دے۔ تو میں تیری حاجت پوری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کر دوں گا۔ جب وقت موعود آیا میں اور لڑکی برہنہ ہوئے، اس نے کہا اس خدا سے ڈرو، کہ جس سے کچھ پوشیدہ نہیں، میں اسی وقت اس بدکاری سے علیحدہ ہوگیا، اے اللہ تعالیٰ! اگر میرا یہ کام تیرے نزدیک منظور ہے تو راستہ عطا کر اس پر بھی تھوڑا سا سوراخ ہوگیا۔ تیسرا اٹھا عرض کی کہ مولیٰ تعالیٰ! میں بازار میں محنت کیا کرتا اور جو کچھ کماتا اس سے کھانا وغیرہ لاتا پہلے اپنے والدین کو کھلاتا پھر اپنے اہل وعیال کو ایک دن جو میں شام کو گھر آیا۔ والدین خواب میں تھے، میں نے انکو جگانا مناسب نہ سمجھا اہل وعیال جو دن بھر کے بھوکے تھے وہ روتے اور روٹی مانگتے۔ مگر میں نے اس خیال سے کہ جب تک والدین نہ کھائینگے۔ ان کو نہیں کھلاؤنگا۔ والدین اٹھے انہوں نے کھانا کھایا اور بقیہ اہل وعیال کو دیا۔ اگر میرا یہ فعل درگاہ عالیہ میں منظور ہے۔ تو راستہ عطا ہو۔ اس پر رحمت باری جوش پر آئی۔ اور راستہ کھل گیا۔ قرآن مجید میں اطاعت والدین کا مفصل ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ والدین کی اطاعت فرض کی گئی ہے جنت کو ماں کی خدمت میں رکھا ہے۔

ایک صحابی تھے۔ ان سے گناہ ہوگیا۔ وہ دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں معافی کے لیے آئے۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ والدہ زندہ ہے۔ عرض کی نہیں، کہا خالہ جیتی ہے؟ عرض کی۔ جناب زندہ ہے، فرمایا۔ خالہ صاحبہ کی خدمت کر۔ کیونکہ وہ ماں کے بعد والدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کردے گا۔

ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ آیا اور جہاد کے لیے اجازت مانگی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ والدہ کی خدمت کر جہاد سے افضل ہے۔ غرض والدین ماجدین کی رضا طلب کرنے میں بے حد کوشاں رہنا چاہیے۔ اور اگر وہ فوت ہوجائیں تو پھر ان کی قبر کی زیارت جمعہ میں ضرور کرنی چاہیے اور صدقہ اور کلام شریف کا ثواب ضرور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

انہیں پہنچانا چاہیے۔ چنانچہ آپ اپنے والدین ماجدین کی ایصال ثواب کے لیے ہر سال بیس چیت کو ختم شریف کیا کرتے تھے۔ جس میں تمام یارانِ طریقت شامل ہوتے تھے۔ ختمِ قرآن اور ختم خواجگان نقشبندیہ ہوتا۔ پھر بڑی حویلی میں وعظ ونصیحت اور نعت خوانی قائم ہوتی۔ پھر آپ کی طرف سے مہمانوں۔ علمائے کرام، حفاظ اور نعت خوانوں کو پر تکلف کھانا کھلایا جاتا اور صبح محلہ کے مساکین اور مساجد کے طلبا اور حفاظ کو کھانا کھلایا جاتا۔ اور ان تمام اشیا کا ثواب والدین ماجدین کی ارواح پاک کو پہنچایا جاتا۔ یہ ایک بہترین عمل ہے جس سے مردہ کو نفع پہنچتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جب انسان محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ تو وہ اپنے نامہ اعمال میں پہاڑوں کی مانند نیک عمل پائے گا عرض کریگا۔ یا الٰہی! یہ عمل میں نے تو نہیں کیئے۔ یہ میرے نامہ عمل میں کہاں سے آگئے ارشاد باری ہوگا۔ کہ یہ تیرے پسماندوں نے تیرے لیے کیئے تھے۔ اور قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ ینبئو الانسان یومئذ بما قدم واخر۔ (۷۵۔۱۳) یعنی انسان کو اس دن خبر دی جائیگی۔ جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا۔ یہ پیچھے کا عمل نیک اولاد اور اقارب کا صدقہ اور قرآن پڑھنا ہے، فرمایا لوگوں کا حال عجیب ہے۔ کہ مردہ جب قبر میں ڈال آتے ہیں۔ پھر اس کو یاد نہیں کرتے۔ حالانکہ اس کے گھر اور جائداد کے وارث ہو جاتے ہیں۔ وہ بے چارہ قبر میں اپنے یاروں، دوستوں اور اقارب کے ہدیوں کا منتظر رہتا ہے اور اس کی مثال حدیث میں ڈوبتے ہوئے کی سی ہے۔ کہ وہ ہر ایک گھاس اور ٹہنی کو ہاتھ مارتا ہے۔ اور بچاؤ تلاش کرتا ہے۔ اسی طرح مردہ چھوٹے سے چھوٹے صدقہ اور ہدیہ کا منتظر رہتا ہے۔ اور جو کچھ اسے بھیجا جاتا ہے ۔ وہ نورانی طبقوں میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اسے پہنچاتے ہیں۔ اور وہ اپنے ساتھ کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مردوں میں فخر کرتا ہے۔اور جن مردوں کے اقارب ان کو بھول جاتے ہیں۔اور صدقہ وخیرات اور دیگر صفات سے ان کی مدد نہیں کرتے۔وہ انہیں برائی سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طرح تو نے ہمیں محروم کیا۔اللہ تعالیٰ تجھے محروم کرے۔مگر وہ جو مومن ہیں انہیں تو زندوں کے ہر عمل کا ثواب ملتا ہے۔

ام سعد کا کنواں

کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں مرگئی ہے۔اب میں اس کے ساتھ کیسے نیکی کروں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کنواں لگادو۔اور اس کا ثواب اپنی ماں کے نام کرو،ھذہ لام سعد۔یعنی یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردوں کو ثواب بھی ملتا ہے اور صدقہ کو ان کے نام پر شہرت دینا جائز ہے۔یعنی یہ فلاں پیر کی نذر یا کھانا ہے اور اس کو جو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں۔خدا پر افترا باندھتے ہیں۔حدیث اور فقہ میں اس کے بہت سے ثبوت ہیں اور یہ بھی حدیث میں آتا ہے۔کہ مردہ کی طرف سے حج اور قربانی کرنی جائز ہے۔اگر میت نے نذر مانی ہوئی ہو۔اور ادا کرنے سے پہلے ہی مرجائے تو اس کے لواحقین اسکی طرف سے ادا کر سکتے ہیں۔غرض زندہ کا عمل مومن مردہ کو فائدہ دیتا ہے۔حتیٰ کہ نباتات کا ذکر بھی مردہ کو فائدہ دیتا ہے۔حدیث شریف میں آتا ہے۔

ٹہنیاں قبر پر

دو قبروں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا۔اور پھر ان پر کھجور کی تر ٹہنیاں رکھیں۔صحابہ کرام نے عرض کیا۔تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔کہ ایک قبر والے کو غیبت کے سبب اور دوسری کو پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔یہ تر ٹہنیاں اللہ کا ذکر کرتی ہیں۔اس ذکر سے ان کا عذاب اٹھ جائیگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جب نباتات کا ذکر قبر والے کو فائدہ دیتا ہے تو پھر مومن کا قرآن مجید پڑھنا۔ صدقہ دینا میت کو کس طرح فائدہ مند نہ ہوگا؟ ہاں! جو عقیدہ کے بڑے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں۔ ان کے پسماندگان کے دلوں میں قدرت نے ہی یہ ڈال دیا ہے۔ کہ نہ تو وہ اس کے لیے کچھ پڑھیں اور نہ ہی صدقہ وخیرات دیں تاکہ وہ قیامت کو اپنے کیے کی سزا پائیں۔

مر گیا مردود ....

نہ فاتحہ نہ درود ....

آپ کی عادت مبارک تھی جو لوگ عرس سے واپس جاتے۔ انہیں تبرک ختم شریف کا دیتے۔ آپ اپنے رہائشی مکان کے نچلے کمرے میں بیٹھتے اور یارانِ طریقت اجازت حاصل کرنے جاتے۔ اس وقت عجیب سماں ہوتا ہر شخص آپ کے دست اقدس کو چھوتا اور چومتا۔ اور عقیدت کے پھول پیش کرتا۔ آپ بھی اپنی مست نگاہوں اور متبسم چہرے سے نرم نرم آواز سے ارشاد فرماتے، بیٹا! اس وقت کو یاد رکھنا۔ محبت کے پودے کو تند ہوا اور گرم ہوا سے بچائے رکھنا۔ بری مجلسوں سے بچنا۔ بدعقیدہ والوں سے دور رہنا۔ گفتہ وعدہ پر کاربند رہنا۔ فقیر اللہ سے دعا کرتا ہے کہ خدا دین و دنیا میں تیری آبرو رکھے۔ اور فائز المرام کرے۔ صادق مرید خاموش۔ ہاتھ میں ہاتھ دئے آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہے۔ حضور تسلی دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ کہ پیر مرید کے ساتھ ہے۔

دستِ شیخ از غائباں کوتاہ نیست

آپکی عادت مبارک تھی۔ کہ جو لوگ عرس کے موقعہ پر نئے آتے اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے۔ انہیں ختم شریف کی مجلس کے بعد داخل سلسلہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فرماتے اللہ اللہ! داخل سلسلہ فرمانے کا بھی عجیب طریقہ ہے۔

طریقہ بیعت

حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سحری کے وقت حلقہ ذکر قائم کرتے اور جو نئے لوگ بیعت ہونے کے لئے آتے انہیں اپنے پاس اور دوسرے یاروں کو حلقہ میں دوزانو بٹھاتے۔ پہلے آپ اپنی پاک اور لذت بھری زبان سے توبہ کرواتے اور پانچوں کلمے اور صفات ایمان پڑھواتے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ جب توبہ پڑھواتے تو اسکو تین دفعہ دہراتے۔ ان الفاظ میں جو لذت تھی۔ ان کا نشہ مرید صادق کو ہمیشہ کے لیے یاد رہتا ہے۔ پھر ارشاد فرماتے کہ آنکھوں کو بند کرلو۔ زبان تالو سے لگالو۔ ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لو۔ لب سے لب لگالو تھوڑی کو سینے پر ناک سے لمبا سانس قلب صنوبری۔ پر لگاؤ۔ باہر اور اندر اسی طرح سانس آئے جائے، جس طرح لوہار کی دھونکنی چلتی ہے اور اسم ذات ''اللہ'' ہر سانس کے ساتھ ہو۔ پھر کہتے ذکر شروع کرو۔ آپ خود بھی ذکر میں مشغول ہو جاتے اور حاضرین بھی ذکر کرتے، آپ بازگشت کے مطابق کبھی کبھی ان ابیات کو بھی ذکر میں دردناک آواز سے پڑھتے۔

یارسول اللہ انظر حالنا　　　یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحرغم مغرق　　　خذیدی سہلنا اشکالنا

تیرا نام ستار غفار اللہ! میرا نام عاصی گنہگار اللہ

وہ رسول خداوند والا تکیہ گاہ غریباں　　　اوکھے ویلے شفیع ہوویگا ساریاں وانگ حبیباں

میں بیچارہ ہوں یا رسول اللہ میں تمہارا ہوں یا رسول اللہ

بے سہارا ہوں یا رسول اللہ

غم کا مارا ہوں یا رسول اللہ　　　میں تمہارا ہوں یا رسول اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رب کریم کرم کریں تے خستہ دیکھ احوال میرا

میں عاجز در تیرے تے آیا رد نہ کر سوال میرا

بس کیا ہوتا؟ ایک آگ سی دلوں میں پھونک دی جاتی۔ تمام مجلس تڑپ جاتی اور کئی دوست تو مستی میں آ کر اتنے بلند ہو کر مرغِ بسمل کی طرح تڑپتے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں بے چین ہو کر آہ و بکا کرتے۔ کہ گویا صفِ ماتم بچھا ہوا ہے۔ کچھ عرصہ ذکر کے بعد آپ دعا فرماتے اور جب سامعین ہوش میں آتے۔ تو یہ تقریر فرماتے جس میں بیعت کے فوائد اور مرید کے سبق ہوتے۔

دوستو! آج کا دن بہت مبارک دن ہے۔ کیونکہ ہم سب نے مل کر توبہ کی ہے اور فقیر تمہاری توبہ پر گواہ ہو گیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ

”التائب من الذنب كمن لا ذنب له“

یعنی جس نے گناہ سے توبہ کی وہ اس طرح ہو گیا۔ کہ اس نے گناہ نہیں کیا۔

قاتل کی توبہ

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیے۔ وہ ایک مولوی صاحب کے پاس گیا۔ مولوی نے کہا۔ تمہارے گناہ معاف نہیں ہو سکتے۔ اس پر اس نے مولوی صاحب کو قتل کر دیا۔ پھر بھی نیت توبہ لے کر ایک اور درویش کی طرف چلا۔ مگر راستہ میں اس کی موت آ گئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے دونوں آئے۔ اور آپس میں جھگڑے۔ آخر رحمت کے فرشتے غالب آئے۔ اور ان کو نیت توبہ کی طفیل جوارِ رحمت میں جگہ دی۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال پ۹ میں ارشاد فرماتا ہے۔

”قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ماقد سلف“

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یا نبی اللہ کفار کو کہہ دو کہ اگر وہ باز رہیں۔ تو جو کچھ کیا۔ انہیں معاف کیا جاویگا۔

پس آج تمام اس طرح ہو گئے جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس توبہ پر قائم رکھے۔ انسان کی پیدائش دو بار ہے۔ ایک بار تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور ایک بار پیر کے ہاتھ پر چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جب تک دوبارہ نہ جمے اس کو ملکوت میں راہ نہیں ملتا۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟

آپ نے فرمایا دو سال۔

پوچھنے والا متعجب ہوا۔ اور کہا۔ یہ کیسے؟

آپ نے کہا۔ کہ میں نے امام جعفر صادق سے بیعت دو سال ہوئے کی تھی۔ عمر اسی کو سمجھتا ہوں۔ لولا السنتان هلك النعمان۔ اگر یہ دو سال نہ ہوتے۔ تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے۔ آج تمام نے میرے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور میں نے وہ نام جو میرے پیرو دستگیر نے میرے دل میں رکھا۔ آپ کے دل میں رکھ دیا۔ اس نام کو چلتے پھرتے، لیٹتے، بیٹھتے بغیر زبان ہلائے دل سے یاد کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔ اس کی یاد کا فائدہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت۔ بخشش۔ احسان۔ لطف۔ ستر، مغفرت سے یاد کریگا۔ فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کثرت سے یاد کرتا ہے اور ماسوائے اللہ کے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے تو پھر تمام جہاں اسی کا ہو جاتا ہے۔

شفائے امراض وھدایات

ہر مرض کی شفا ہے اللہ' ہر درد کی دوا ہے اللہ' ہر دم اللہ ہی اللہ' اس پودے کی حفاظت کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کی ضرورت ہے۔

(1) جب نمازِ فریضہ ادا کر چکو۔ تو بیٹھ کر اس طرح دو رکعت نماز کی مقدار ذکر قلبی کرو۔ (2) ذکر کرتے وقت اپنی آنکھوں میں اپنے شیخ کامل کا تصور کرو شیخ کی صورت مثالی وہی فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی ہے۔ اور اس صورت مثالی کا شغل اس کثرت سے کرنا چاہیے۔ کہ اپنا وجود بالکل اس صورت مثالی میں سمٹ جائے۔ ذاکر اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے یہ شغل فواحش۔ کبائر سے نگہداشت رکھے گا۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کی شکل نے زلیخا کے گھر میں فائدہ دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو برہان فرمایا تھا۔ اسی طرح شیخ کی صورت مثالی مرید کو بھی فائدہ دیتی ہے۔ اور غفلت کو دور کرنے اور فائدہ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں یہ رکن اعظم ہے۔ اگر ذکر نہ ہو۔ تو شیخ کی صورت مثالی بھی فائدہ مند ہے۔ اس پر کتب تصوف مملو اور بزرگوں کے ارشادات بکثرت موجود ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین

اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ کان اسمتر ار کے لیے آتا ہے۔ اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

صادقوں کے ساتھ ہمیشہ جسمانی طور پر رہنا محال اور تکلیف دہ ہے اور دین میں حرج ہے۔ اس لئے معیت سے مراد معیت روحانی ہے اور محبت کا اصول ہے کہ محبوب کا نقشہ نظر کے سامنے رہتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ

پہلے عشقِ پیر ہے پھر عشق رسول
پھر عشقِ خدا ہے اس مسئلہ کو نہ بھول

(3) تہجد پڑھنا۔ نفس کے کچلنے کے لئے رات کا اٹھنا سب سے بہتر ہے۔ گناہ معاف کرانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ تہجد گزار پر روزی تنگ نہیں ہوتی' عزت اور وجاہت بڑھتی ہے۔

درود وسلام

(4) درود شریف پڑھنا تین سو دفعہ' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کے لئے' گناہوں کی معافی کے لئے۔ جنت حاصل کرنے کے واسطے۔ مصائب دور کرنے کے واسطے۔ درود شریف بہترین وظیفہ ہے۔ آپ دو تین دفعہ تمام حاضرین کو یہ درود شریف پڑھایا کرتے۔ "اللهم صلی وسلم وبارك علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ ال سیدنا محمد بعد دکل ذرةمائة الف الف مرة" اور فرماتے کہ پرہیز یہ ہے۔ ہندو کے گھر کا کھانا نہ کھایا جائے' بازار سے کھانا نہ کھایا جائے۔ مشکوک اور حرام اشیاء سے قطعی پرہیز کی جاوے۔ جس پیٹ میں حرام جاتا ہے وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس میں آسکتی ہے بے نماز کا جوٹھا پانی نہ پینا۔ اگر اس کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھاؤ۔ تو اس کا پس خوردہ پانی نہ پینا اور نہ اس سے جتانا۔ تاکہ اس کی طبیعت آزردہ نہ ہو۔ تمباکو نوشی نہ کرنا' آپ تمباکو نوشی کو سختی سے منع کرتے اور فرمایا کرتے۔ حرام اور حلال کی بحث نہیں۔ یہ سالک کے لیے مضر ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

خصوصاً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والوں اور ختم خواجگان پڑھنے والوں کے لئے کیونکہ اس کے پینے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔اور مسلمان بموجب فرمودہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہ کی بدبو دور کرنے پر مامور ہے۔اسی لئے اسلام میں مسواک کا بہت ثواب ہے۔اور جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی جائے اس کا اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔آپ تمباکو نوش کو ختم خواجگان مین نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔اور وہ شیرینی جو ختم شریف میں ہوتی تھی۔وہ تمباکو نوش کو کھانے کے لیے دے دیتے تھے۔

حقہ نوشی کی طاقت سلب

ایک دفعہ صوفی محمد حسین مرحوم جو حضرت شاہ صاحب کا عاشقِ صادق اور مخلص مرید تھا۔راقم الحروف کا چچیرا بھائی تھا۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لئے کوٹ قدر رداد ضلع سیالکوٹ میں گیا۔خادم بھی صوفی محمد حسین صاھب کے ساتھ تھا۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔تو آپ نے بعد خیر و عافیت پوچھنے کے فرمایا۔کہ اگر کوئی نماز پڑھتا ہے یا قرآن مجید پڑھتا ہے۔یا تہجد پڑھتا ہے۔یا درود شریف پڑھتا ہے تو یہ تمام کام شریعت کی طرف سے اس پر عائد ہیں۔فقیر نے تو صرف حقہ نوشی ترک کرنے کا وعدہ لیا ہوا ہے۔تو جواب حقہ پینا ترک نہیں کرتا۔اس نے فقیر کا کیا لحاظ کیا' صوفی صاحب مرحوم حضرت قبلہ کے عاشق صادق' پابند تہجد تھے۔ یہ سن کر رونے لگے،عرض کیا۔حضرت صاحب بیعت کرنے کے بعد میں نے حقہ ترک کر دیا۔اب پھر عادت ہوگئی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔میرا اس کے ساتھ کیا تعلق ؟اب میں کیا کروں

آپ نے جوش میں آکر فرمایا۔محمد حسین! اللہ تعالیٰ حقہ نوشی کی طاقت تجھے نہ دے،تین دفعہ فرمایا۔اس کے بعد صوفی محمد حسین شاید ایک مہینہ زندہ رہے۔لیکن حقہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کے متعلق یہ عادت تھی۔ اگر حقہ کے نزدیک ذرا ہوئے۔ تو تے شروع ہو جاتی۔ اپنی مرض موت میں فرماتے۔ پیر ہو تو ایسا ہی ہو۔ جس نے حقہ نوشی کی طاقت ہی سلب کر لی ہے مرحوم متقی صالح اور عابد تھے۔ نوجوانی میں ہی اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔ مرض الموت میں راقم الحروف صوفی صاحب کی خدمت میں رہتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ تہجد کے وقت افاقہ ہو جاتا تھا اور صوفی صاحب ان اشعار کو بصد شوق پڑھا کرتے اور چیخیں مار مار کر روتے۔

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں
میرا احوال رو رو کے سنائیں
الہٰی عشق سے جل بھل گیا جی
وسواس مرض دا دارو کراں کی
تعلق شہر سے یکبار چھوڑوں
مدینہ کی طرف دیوانہ دوڑوں
میرا دل چور کیتا دردتے غم
تَرَحَّمْ یا نَبِیَّ اللہ تَرَحَّمْ

اور عین اس وقت جب کہ آخیر کا وقت تھا۔ صوفی صاحب مرحوم نے فرمایا۔ مولوی صاحب! حضرت صاحب تشریف لے آئے ہیں اور آپ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں۔ یہ میرے سر پر کھڑے ہیں۔ مجھے میری دلائل الخیرات دو۔ تا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سناؤں' اور اس کے چند لمحوں کے بعد صوفی صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ "اناللہ وانالیہ راجعون"۔ یہ سب کچھ حضرت پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت اور تربیت کا نتیجہ تھا۔ اور سب سے ضروری سبق یہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

فرماتے کہ اپنے حالات سے شیخ کو جلدی جلدی خبر دیتے رہنا۔ آپ فرماتے کہ پیر طریقت کو روز ملنا چاہیے۔ اور اگر روز نہیں۔ تو ہفتہ میں ایک دفعہ نہیں تو مہینہ میں ایک دفعہ۔ آخیر پر سال میں ایک دفعہ اگر سال کے اندر اندر پیر مرید کی ملاقات نہیں ہوتی۔ تو وہ مرید پیر کے فیض سے کبھی فائز المرام نہیں ہوتے۔ فرمایا کرتے۔

بَرْدَرِ پیر برو ہر صبح و شام

تا ترا حاصل شود مطلب تمام

یعنی پیر کے دروازے پر صبح وشام جانا چاہیے۔ تاکہ تمام مطلب حاصل ہو جائے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا دارومدار صحبت پر ہے جو مدارج صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ ریاضت۔ مجاہدہ' چلے کشی سے حاصل نہیں ہوتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو درجات حاصل کئے ہیں۔ وہ صحبت نبوی علیہ التحیۃ والسلام کے سبب سے تھے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ سب سے زیادہ شرفِ صحبت تھا۔ اس لئے آپ سب سے زیادہ بلند درجہ اور قربِ مولیٰ رکھتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود بلند مرتبہ ہونے کے اصحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

صحبت صالحین

کوئی قطب۔ غوث۔ ابدال لاکھ مجاہدہ اور ریاضت کرے۔ وہ اس خاکِ پاک کے شرف کو نہیں پاسکتا۔ جو صحابیوں کے گھوڑوں کے سموں میں لگی تھی۔ صحبتِ نیکاں۔ صحبت شیخ اور صحبتِ نبی علیہ السلام اکسیر ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے جناب سائیں نبی بخش صاحب نقشبندی امرتسری سے پوچھا۔ کہ جناب! اللہ تعالیٰ کی یاد اچھی ہے؟ یا نیک کی سنگت آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ نیک کی سنگت عبادت سے اچھی ہے۔ اس پر وہ متعجب ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اٹھ اور میرے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ساتھ چل۔ آپ سائل کو ساتھ لے کر امرت سر کی گندی نالی پر لے گئے۔ جس میں شہر کا تمام گندہ پانی جمع ہوتا ہے اور کہا اس پانی سے آپ پی سکتے ہیں؟ اس نے کہا۔ جناب! نہیں۔ کیونکہ یہ گندہ ہے۔ تھوڑی دور چل کر وہ گندی نالی نہر میں گرتی ہے۔ جب اس مقام پر پہنچے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ دیکھو اس گندی نالی نے جب نہر کی صحبت اختیار کی۔ تو اب اس کے پانی سے کوئی پرہیز نہیں کرتا۔ اسی طرح جب گندہ انسان نیک کی معیت اختیار کرتا ہے۔ تو اس کی گندگی دور ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ جب ذاکرین اللہ کی یاد کے لیے بیٹھتے ہیں۔ تو جو آدمی اس مجلس میں آ جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ ''هم قوم لا يشقىٰ جليسهم''۔ یہ ایسی قوم ہے۔ کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بد بخت نہیں ہوتے۔ مثالِ صحبت ان کی مثال پھول اور مٹی کی سنگت ہے۔ جیسا کہ سعدی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایک دن میں حمام میں تھا۔ وہاں مجھے غسل کے لئے مٹی دی گی۔ اس سے خوشبو کی لپٹیں آتی۔ میں نے کہا۔ تو مشک ہے یا عنبر ہے۔ اس نے زبان حال سے کہا۔ میں نہ تو مشک ہوں۔ نہ عنبر بلکہ مٹی ہوں۔ ہاں چند روز گلوں کے ساتھ رہی ہوں۔ ان کا اثر مجھ میں ہوا۔ ہے۔

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

دوسری مثال

یا ان کی مثال اصحاب کہف اور ان کے کتے کی ہے۔ کتے نے جب عقیدت سے اصحاب کہف کی معیت اختیار کی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کتے کو انسانی جامہ میں جنت میں بھیجے گا۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

یار مردانِ خدا باش کہ کشتیِ نوح
ہست خاکے کہ بآب نخرد طوفاں را

آپ نے مزید ارشاد فرمایا۔ کہ جماعت نماز کا ثواب جمعہ کا ثواب۔ جامع مسجد کا ثواب۔ کعبہ کی نماز کا ثواب جو شریعت میں زیادہ آیا ہے۔ اس کا سبب بھی یہی ہے۔ کہ اس میں نیک لوگوں کی صحبت کا ہی اثر ہے۔ شریعت اسلام نے نیکوں کی صحبت کا اثر تسلیم کیا ہے۔ اور اس پر درجات کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ اب کوئی شخص صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔

جس طرح نیک صحبت کے مطابق کوئی نیک عمل نہیں۔ اسی طرح بروں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اور اسے سب سے بُرا کہا ہے۔

"ولا ترکنوالی الذین ظلموا فتمسکم النار"
ظالموں کی طرف رغبت نہ کرو۔ نہیں تو آگ تمہیں جلائیگی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وادی نار سے دوڑ کر گزرنے کی تاکید فرمائی۔ اور ثمود کی بستیوں میں ٹھہرنے کی اجازت نہ فرمائی۔ اور ان کے کنوؤں سے پانی پینے کی ممانعت فرمائی۔

مرید صادق کو چاہیے۔ کہ بدعقائد لوگوں۔ بے ادبوں' بدعتیوں اور فاسقوں کی صحبت سے بچے۔ نیک اور آخرت کے طالبوں کی مجلس اختیار کرے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت کا دارومدار صحبت پر ہی ہے۔ اس سلسلہ میں یہی بڑا عمل ہے۔ کہ شیخ کامل کو بار بار ملتا ہے۔ جس طرح دو چیزوں کے رگڑنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح پیر اور مرید کے ملنے سے دل میں جذبہ محبت شوقِ اطاعت اور نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جو مرید بکثرت پیر کی صحبت میں رہتا ہے اس کا دل فیضِ پیر سے بھر جاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دل کی نگہداشت رکھے۔ اور خطرات اور وسوسہ سے روکے جس طرح کعبہ معظمہ کا جوار ثواب کا سبب ہے۔ اسی طرح شیخ کی صحبت فیض باری کا ذریعہ اور سبب ہے۔ مگر دل کی نگہداشت ضروری ہے۔ اگر وجود شیخ کے پاس ہو۔ اور دل گھر میں ہو اور یا شیخ کی حرکات وسکنات پر وسواس یا شبہ گزرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو وہ صحبت اسی طرح کی ہے۔ جس طرح کوئی کعبہ معظمہ میں رہتا ہے۔ مگر اس کا احترام بجا نہیں لاتا۔ وہ بجائے نیکی کے گناہ کماتا ہے اور آخرت خراب کرتا ہے۔ اسی طرح جو دل کی نگہداشت نہیں رکھتا اور نکتہ چینی سے زبان کو نہیں بچاتا وہ خدا تعالیٰ کے فیض سے کبھی فیض المرام نہیں ہو سکتا ہے۔

غیب داں از غیب داں چیزے نمے برد

آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر کی حرکات وسکنات اگر سمجھ میں نہ آئیں۔ تو ان پر نکتہ چینی نہ کریں۔ بلکہ خاموش ہو جانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ خود بخود پردہ کھول دیتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ پیر پر عقیدہ کامل ہونا چاہیئے اور اس کو تمام مشائخ سے بہتر سمجھنا چاہیئے۔ یہ بات مرید کو اسی لئے ضروری ہے کہ اگر وہ اپنے پیر سے کسی کو بہتر سمجھے گا۔ تو اس کی طبیعت اس کی طرف زیادہ مائل ہوگی۔ اس طرح اس کی توجہ کا قبلہ پیر طریقت نہیں رہے گا۔

اور نیز ارشاد فرمایا کہ جب تک مرید اپنے عشق میں پختہ نہ ہو جائے۔ اور عقیدت محکم نہ کرے۔ زیادہ صحبتِ مشائخ اس کے لئے بجائے فائدہ کے نقصان دہ ہوگی۔ کیونکہ جب وہ زیادہ مشائخ کے پاس جاوے گا۔ تو عقیدت میں پختگی نہ ہونے کی وجہ سے ہر جگہ دل کو دینے کے لئے تیار ہو جائیگا اور اس کی توجہ کا قبلہ ایک نہ رہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

گا۔اور وہ نہ ادھر کا ہوگا۔نہ ادھر کا۔بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ''یک در بگیر و محکم بگیر''۔ یعنی ایک دروازہ پکڑ اور مضبوطی سے پکڑ۔مرید کو خواہ کہیں سے فیض حاصل ہو۔لیکن اسے اپنے پیر کی طرف سے منسوب کرنا چاہیے۔

کہتے ہیں۔کہ حیدر جلال بخاری کا مرید حضرت نظام الدین خاموش کی خدمت اقدس میں گیا۔حضرت صاحب نے اس مرید کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر کعبہ معظمہ کی زیارت کرائی۔مرید صادق نے اپنے پیر کو پکارا اور کہا حیدر جلال بخاری کے قربان جب حضرت نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے سنا۔تو کہا کیا اندھا ہے؟ فیض تو ہمارے حضرت سے پاتا ہے اور نام اپنے پیر کا لیا ہے۔جناب نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔تم عقیدت اس سے سیکھو۔غرض پیری مریدی میں عقیدت ضروری جزو ہے۔جسکی عقیدت خراب ہوئی۔اس کو کسی دروازے سے فیض نہیں ملتا۔

ہر کتاب کا مطالعہ مفید نہیں

ایک دفعہ راقم الحروف نے جناب قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں عرض کیا۔ کہ بندہ کا دل چاہتا ہے کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التوحید اور عین الفقر پڑھا کروں۔تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مبتدی پر ان کتابوں کو پڑھنا زہر قاتل ہے۔اور اس شعر کے مصداق ہے۔

طفلِ مسکیں را اگر نا ندہی بر جائے شیر
طفلِ مسکیں را ازاں ناں مردہ گیر

یعنی اگر بچے کو دودھ کی جگہ روٹی دو تو بچے بچارے کو اس روٹی سے مردہ پاؤ گے اور فرمایا کئی مبتدی اس مسئلہ کو نہ سمجھنے سے بدعقیدہ ہو گئے اور وہ نہ گھر کے رہے اور نہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

گھاٹ کے۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی بلفظہٖ نقل کیا ہے۔

از شہر سیالکوٹ

۷۸۹
۹۲

مجمع مکارم اخلاق و مخلصم مولوی محمد شفیع صاحب زید حبّکم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ طالب خیریت۔ بخیریت۔ محبت نامہ۔ پہنچ کر کاشفِ مدعا ہوا۔ فقیر کل ہی علاقہ گوجرانوالہ سے سیالکوٹ آیا ہے۔ آنعزیز کا کارڈ آ کر مطالعہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آں عزیز کو معہ دیگر متعلقین صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین یا مولیٰ کریم۔

دیگر تصور شیخ و ذکر الٰہی کے متعلق اس سے پیشتر زبانی بھی کہہ دیا تھا اور اب بھی یہی کہتا ہوں کہ دل مضبوط کر کے اپنے کام میں لگے رہو میرے عزیز! آپ نے سنا ہوگا کہ کسی شاگرد نے اپنے استاد سے خوشخطی کے متعلق سوال کیا کہ آدمی خوشخط کس طرح سے ہوسکتا ہے؟ استاد صاحب نے جواب میں فرمایا۔

گر تو خواہی کہ باشی خوشنویس
مے نویس و مے نویس و مے نویس

اور دوسری جگہ مہوس کی مثال یاد رکھیں کہ جب وہ کسی چیز کو کیمیا گری کے واسطے آگ میں ڈالتا ہے اور بار بار آگ دینے سے جب چیز کو باہر نکالتا ہے اور وہ چیز درست نہیں ہوتی تو وہ اس کو وہیں نہیں چھوڑ دیتا۔ بلکہ جب تک وہ پورا نہ ہو۔ ہمت نہیں ہارنا۔ اسی طرح مرید صادق یا طالب صادق کو لازم ہے کہ ہمت نہ ہارے بلکہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہمیشگی پر کار بند رہے میرے عزیز! تیسری مثال قابل غور ہے۔ چینی اور جاپانی مصوروں کی شرط آپس میں ہوگئی اور شاہِ وقت کے پیش دونوں فریق ہو گئے اپنی اپنی کارکردگی یا ہنر کی تعریف کرنے لگے۔ شاہِ وقت نے انعام مقرر کیا کہ جس کے نقش ونگار خوبصورت ہوں گے۔ وہ انعام کا مستحق ہوگا۔ اس پر مصوروں نے ایک سال کی مہلت لی۔ چنانچہ ایک فریق نے دیوار کے درمیان پر دہ ڈال کر نقش ونگار کرنے شروع کئے اور دوسرے فریق نے دیوار کو صیقل کرنا شروع کیا۔ سال کے بعد جب بادشاہ نے ملاحظہ کے لئے ارشاد فرمایا تو درمیان سے پردہ اٹھایا گیا اور نقش ونگار والی دیوار کا عکس صیقل کی ہوئی دیوار میں نظر آنے لگے جو نہایت خوبصورت تھے اس لئے صیقل گر کامیاب ہو گئے۔ میرے عزیز! پیر کے فرمان کی مشق کرنے کے لئے دل کو صیقل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر دل صیقل کرنے کے لئے مراقبہ کی مشق ضروری ہے اور توجہ پیر کی ضرورت ہے پیر کی توجہ اس کے دل پر اثر کرتی ہے۔ بشرطیکہ دل میں سوائے اپنے پیر ومرشد دوسری ہستی کا اثر نہ ہو۔ بقولیکہ۔

یک در بگیر و محکم بگیر!

جس دل میں اپنے پیر ومرشد کا تصور مکمل ہو جاتا ہے وہ دل روشن ہو جاتا ہے۔ اگر سوائے اپنے آقا ومولےٰ کے کسی دوسرے کی طرف توجہ ہو تو وہ دل بجائے روشن ہونے کے سیاہ ہو جاتا ہے۔

بردر پیر بروہر صبح وشام

تاترا حاصل شود مطلب تمام

اور یہ بھی مرید کے لئے ضروری ہے کہ دیگر سلسلہ کی کتب سوائے جواب غیر مذاہب کے ان پر عمل پیرا نہ ہو جبکہ پیر کے ارشاد کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہے تو پھر دیگر کتب پر عمل پیرا ہونے کی کہاں اجازت ہے۔ اب لازم ہے کہ احکام الٰہی ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی میں کوشاں رہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کی برکت سے تمام مرحلے طے کردے گا فقیر بھی دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ آنعزیز کی دلی مرادات حاصل فرما کر اپنی محبت میں مستغرق فرمادے۔ آمین یا مولیٰ کریم!

فقیر حیات محمد عفی عنہ

از سیالکوٹ ۳۴-۰۱-۲۰

مندرجہ بالا مکتوب گرامی بالکل واضح الفاظ میں مرید کے لئے شمع ہدایت اور سبل سلام ہے۔ اسی ضمن میں عالی جناب قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر بچہ روتا ہو اور اس کی خالہ پاس بیٹھی ہو تو وہ دودھ نہ دے گی۔ صرف اسکو روٹی کھلائے گی۔ مگر اس کی ماں ہو تو وہ اس کو دودھ دے گی۔ اسی طرح مرید کو مرضعہ صرف اس کا پیر ہے باقی تمام نیک لوگ بمنزلہ خالہ ہو سکتے ہیں۔ نیز آپ ارشاد فرماتے کہ جس طرح منکوحہ عورت اگر اپنے شوہر کے سوائے کسی اور کو صاحب راز بنائے۔ یا کسی اور کو اپنا مالک ظاہر کرے تو غیرت مند انسان ایسی عورت کو طلاق دے دیگا۔ اسی طرح جو مرید اپنے پیر کے سوائے کسی اور شیخ کو اپنا صاحبِ راز یا مالک بنائے تو شیخ کی غیرت اس مرید کو تباہ کر دے گی۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ تمام باتیں مرید مبتدی کی بہتری کے لئے ہیں۔ تا کہ اس کی توجہ کا قبلہ خراب نہ ہو جائے۔ ورنہ اللہ کے بندوں میں حسد نہیں ہوتا اور وہ ایک وجود ہی ہیں۔

متحدہ جان اند مردانِ خدا
جان گرگاں وسگاں باشد جدا

یعنی اللہ کے بندے متحد ہوتے مگر بھیڑیئے۔ کتے جدا ہوتے ہیں۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شیخ صادق کے پاس جس کسی سلسلہ کا مرید آئے۔ یا شیخ کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

طالب آئے تو وہ اُسے طالب مولےٰ سمجھ کر محبت و پیار کرتا ہے۔ اگر حسد ہوتا دوسرے سلسلہ کا شیخ دوسرے سلسلہ کے مرید کو پیار نہ کرتا جو کسی سلسلہ کے مرید کو بیعت فسخ کرنے کے لئے کہے وہ اپنے دینی بھائی کے وقار کو کم کرنے کا مرتکب ہوتا ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان مسلمان کی عزت اور مال و جان کا محافظ ہے۔ یہ ہرگز جائز نہیں کہ ایک سلسلہ کو حقارت کے طور پر چھوڑ کر دوسرے سلسلہ میں داخل ہو۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شاہ نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے زور سے اعلان فرمایا

جو ہمارے سلسلہ میں داخل ہو کر پھر اس سے انحراف کرے۔ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ نہیں جائیگا۔

تعظیم دیگراں

آپ دوسرے مشائخ کرام اور پیرانِ طریقت کا بہت وقار کیا کرتے اور ہمیشہ ادب سے نام لیا کرتے۔ ایک دفعہ آپ گھوڑی پر سفر کر رہے تھے ایک پیر صاحب جو سجادہ نشین تھے وہ جا رہے تھے۔ آپ نے کہا۔ پیر صاحب سے ملاقات کر لو۔ لیکن پیچھے آواز نہ دینا۔ کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔ بزرگوں کو پیچھے سے آواز نہیں دینی چاہیے۔ سامنے سے باادب ملنا چاہیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تصوف تمام کا تمام ادب ہے جو بے ادب ہے وہ کبھی صوفی نہیں ہو سکتا۔ اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو کچھ حاصل کیا، ادب سے حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے بات نہ کرتے اور دو زانو ہو کر بیٹھتے۔ اگر آپ گھر پر ہوتے تو باہر بیٹھ کر انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ تشریف لے آتے جو ارشاد ہوتا اسکو بغیر چون

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وچرا تسلیم کرتے اور اس پر عمل کرتے یہی آداب مرید بھی بجالائے اگر مو بھر بھی بے ادبی کرے گا تو فیض سے محروم ہو جائیگا۔ جو چاہتا ہے کہ اس کا نام عزت سے لیا جاے اسکو چاہیے کہ دوسروں کی عزت کرے اپنے پیر طریقت جناب قبلہ عالم امیر ملت فخر سادات سید حاجی حافظ محدث علی پوری دامت برکاتہم سے کمال ارادت رکھتے اور آپ قیوم وقت ہیں اور غوث زماں ہیں اور جو شخص کنائۃً اور اشارۃ آپ سے عداوت کرتا آپ ہمیشہ کے لئے اس سے جدا ہو جاتے۔

مسئلہ اور دلیل

اپنے تمام افعال کی سند حضور قبلہ محدث علی پوری کے افعال سے پکڑتے ایک دفعہ کسی نے پوچھا جناب! احتیاط الظہر کا کیا ثبوت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے قبلہ عالم پڑھتے ہیں۔ میرے لئے یہی سند کافی ہے۔ میرے لئے اس سے بہتر کوئی سند نہیں۔

آدابِ حاضری

آپ اپنے پیر طریقت کے کتنے مودب تھے کہ عرس شریف کے موقعہ پر جب دربار علی پور شریف میں حاضری ہوتی تو کوئی فخر و مباہات نہ ہوتا کوئی نمایاں امتیاز نہیں۔ خادمانہ حیثیت سر پر صرف ٹوپی۔ پاجامہ کی جگہ تہ بند اور بعض وقت پاؤں میں جوتی اور بعض وقت ننگے پاؤں۔ ہر وقت حضور امیر ملت کی خدمت اقدس میں کھڑے آپکے فرمان ذیشان کی اطاعت میں مصروف حالانکہ دوسرے خلفاء اپنی اپنی آرام گاہوں پر اقامت پذیر ہوتے اور اپنے اپنے ارادت مندوں کے حلقوں میں بیٹھتے۔ مگر حضور پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے یہاں مرید بن کر آیا ہوں پیری کرنے نہیں آیا تمام اہل بیعت اور صاحب زادگان کی عزت کرتے اور فرماتے کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

عصائے پیر بجائے پیر ہوتا ہے یہ تو حضرت صاحب قبلہ امیر ملت مدظلہ العالی کے نور العین ہیں آپ بسا اوقات صاحبزادگان والا تبار کو بھی تحفہ تحائف دیا کرتے اور اس بات کے لیئے کوشاں رہتے کہ جملہ اہل بیعت ان پر راضی ہیں ۔آپ فرماتے شاہ صاحب مدظلہ العالی اور آپ کے اہل بیعت کی خوشنودگی نجات کا تمغہ ہے جتنا ادب اور ارادت حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا گیا ہے اتنا اس زمانے میں کسی اور میں ہونا مشکل ہے یوں تو حضور امیر ملت قبلہ عالم غوث زماں، ہادی دوراں قیوم وقت محدث علی پوری دامت برکاتہم کے تمام خلفاء اخلاق وآداب کے مجسمہ اور جناب کے عاشقِ صادق ہیں اور ایک ایک سے بڑھ کر ہے مگر یہ نقشہ خدمت پیر کا جو عرش شریف کے موقعہ پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دیکھا گیا ہے۔ کسی اور میں نہیں آپ جب بھی سفر سے سیالکوٹ واپس تشریف لاتے تو اگر حضور قبلہ عالم محدث علی پوری دربار میں اقامت پذیر ہوئے تو ضرور زیارت کے لئے حاضر ہوتے اور حسب طاقت نذرانہ پیش کیا کرتے اور فرماتے کہ شیخ کے سامنے کبھی خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو چند پھول ہی چن کر لے جائے تاکہ اسکی محبت کا اظہار ہو جائے آپ اللہ تعالیٰ کے احکام پر سختی سے کاربند تھے۔

صاحبزادگان کو نصیحت

جب بھی دورہ کے لئے باہر تشریف لیجاتے تو اپنے صاحبزادگان کو تقوے اور پرہیزگاری کے متعلق بڑی سختی سے نصیحت کرتے اور کہتے کہ ان دنوں جبکہ میں گھر سے باہر ہونگا نماز احکام شریعہ قرآن خوانی کا خیال رکھنا اور اپنی والدہ ماجدہ کے ہر حکم کو ماننا آپس میں اتفاق سے رہنا۔ موت انسان کے سر پر کھڑی ہے اس سے غفلت نہ کرنا اور اسے ہر وقت یاد رکھنا۔ مہمان اگر کوئی آئے تو اس کی خدمت کرنا۔ محبت سے پیش آنا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مہمان کی خدمت شعار اسلام ہے جو مہمان کو خوش نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر خوش نہیں ہوتا۔ میرے طریقہ کو یاد رکھنا۔ بڑوں کا ادب کرنا۔ چھوٹوں سے پیار کرنا۔ بری مجلسوں سے بچنا ایک دفعہ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملک کشمیر کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے اور راقم الحروف بھی سیالکوٹ میں قدم بوسی کے لئے حاضر تھا۔ چوہدری خیرات علی بھی ساہووالہ سے آیا ہوا تھا۔ اس وقت حضور نے اس درد سے صاحبزادگان کو مندرجہ بالا نصائح ارشاد فرمائیں کہ تمام حاضرین پر رقت طاری ہوگئی کیوں نہ ہو۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

معمولاتِ عبادت

آپ کا طریقہ عبادت یہ تھا۔ نماز صبح با جماعت ادا فرماتے اور نماز ادا فرمانے کے بعد تنہائی میں تشریف لے جاتے پھر اشراق کی نماز سے فارغ ہو کر یارانِ طریقت کو ملنے کی اجازت ہوتی۔ دوپہر کے کھانے تک مجلس ہوتی' پند و نصائح ارشاد فرماتے۔ حاجتمند اصحاب دعا تعویذ وغیرہ کرواتے' دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے' اٹھنے کے بعد ظہر کی نماز با جماعت ادا فرماتے پھر قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور جو یارانِ طریقت پاس ہوتے ان سے دینی باتیں ہوتیں۔ حتیٰ کے عصر کا وقت ہو جاتا پھر آپ عصر کی نماز با جماعت ادا فرماتے اور عصر کی نماز کے بعد ختم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ختم حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر وظائف میں مشغول رہتے اور بہت کم تکلم فرماتے۔ یہاں تک کہ مغرب کی نماز ادا کی جاتی پھر صلوٰۃ اوابین ادا فرماتے اور اسکے بعد کھانا کھاتے اور یاروں میں بیٹھتے حتیٰ کہ عشاء کی نماز با جماعت ادا کی جاتی اور اسکے بعد سو جانے کے لئے ارشاد فرماتے۔

ارشاد فرماتے کہ جو عشا کی نماز پڑھ کر اسی وضو پر سو جائے اسکے نامہ اعمال میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

آدمی رات کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔عموماً آپ تنہا کمرے میں آرام فرماتے۔کسی کو پاس نہ سونے دیتے۔خادم بھی علیحدہ کمرے میں ہوتا۔تہجد کی نماز پڑھ کر خادم کو آواز دیتے پھر حاجت بشریہ سے فارغ ہوکر نئے وضو سے صبح کی نماز ادا کی جاتی اور اگر کسی نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونا ہوتا تو اسکو تہجد کی نماز کے بعد داخلِ سلسلہ فرماتے۔آپ کثرت سے اوراد و وظائف کے عامل تھے ان میں سے بعض کو جناب صاحبزادہ محمد جمیل صاحب مخدومی بی-اے نے اورادِ نقشبندیہ کے نام سے شائع کیا ہے۔خصوصاً دلائل الخیرات شریف کے آپ عامل تھے آپ نے پچیس سال بلاناغہ دلائل الخیرات شریف کا ورد کیا ہے۔حزب البحر کے بھی آپ عامل تھے اور اوراد فتحیہ کے بھی عامل تھے۔آپ ہر وقت خدا کی یاد میں رطب اللسان رہتے۔آپ ان اخیار کی جماعت سے تھے جنکے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے۔"خیار عباد الله اذارء وا ذکر الله"یعنی اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جس وقت انہیں دیکھا جائے خدا یاد آتا ہے۔

آپ سرتاپا اللہ کی یاد میں غرق تھے۔ذکر قلبی کا ارشاد ہوتا۔مشکلات اور مہمات کے لئے ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ پڑھا کرتے۔تین یا سات دفعہ پڑھنے کے بعد مشکل حل ہو جاتی

طریق ختم خواجگان

پہلے توبہ پڑھی جاتی۔

" خداوند بحضرت جلالِ تو باز گشتم۔توبہ کردم از ہر گناہ و بدی۔سہو بیکاری۔خطا و غفلت کہ از زماں مکلف تا ایں دم کردہ،دانستہ یا نادانستہ از ہمہ باز گشتم۔توبہ کردم بصدقِ دل می خواہم"۔اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ واشہدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پھر الحمد شریف با بسم اللہ شریف سات دفعہ۔

درود شریف سو دفعہ،

سورہ الم نشرح ۷۹ دفعہ

سورہ اخلاص ایک ہزار بار

الحمد شریف با بسم اللہ سات بار،

پھر درود شریف سو ۱۰۰ دفعہ

پھر مندرجہ ذیل اسماء شریف سو سو دفعہ۔

اللھم یاحلَ المشکلات یا قاضیَ الحاجات یا کافیَ المھمات یا دافع البلیات یا شافعَ الا مراض یا رافعَ الدرجات ۔یا مجیبَ الدعوات یا مفتحَ الابواب یا مسببَ الاسباب۔ یامنزل البرکات۔یا اللہُ یارحمنُ یارحیمُ یاارحمَ الراحمین۔

اسکے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام وصلوٰۃ پڑھتے اوران اشعار کو پانچ دفعہ یا سات دفعہ پڑھتے۔

شیاء للہ چوں گدائے مستمند!
المدد خواہم زشاہِ نقشبند!
المدد یاخواجہ مشکل کشا!
ماہمہ محتاج توحاجت روا
مفلسانیم آمدہ درکوئے تو!
شیاء للہ از جمال روئے تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

دست بکشا جانب زنبیل ما

آفریں بردست و برباز وے تو

اوراس کے بعدان کلمات طیبات کا ثواب ارواح مشائخ کو ہدیہ فرماتے اور دعائے مبارک میں بہت رقت اورسوز ہوتا۔ختم خواجگان کے بعد جو دعا پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ پڑھا کرتے اس کی لذت سامعین کے قلوب میں اس قدر سرایت کرتی کہ ہرایک آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے ختم شریف کا حلوا حاضرین میں تقسیم کیا جاتا۔آپ فرماتے کہ حل مشکلات کے لئے مجرب ہے تین یا پانچ یا سات دفعہ ختم شریف پڑھنا چاہیے شیرینی تقسیم کرنی چاہیے۔انشاءاللہ مشکل حل ہو جائے گی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو دل کی بیماریوں سے خلاصی کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔جب تک دل پاک نہ ہو ظاہری عبادت چنداں مفید نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کنوئیں میں اگر کتا گر کر مر جائے اور کوئی کتا نکالنے کے بغیر ہی اس کا پانی نکالنے لگ جائے تو جوں جوں پانی نکالتے جائیں گے۔کتا کا چمڑا گلتا جائے گا اور کنواں زیادہ پلید ہوتا جائیگا۔پانی نکالنے سے پہلے کتا نکالنا چاہیے۔

حسد،بخیلی، طمع، تکبر، کینہ، غصہ، خودی

ہیں یہ ساتوں نمک حرامی کریں خدا سے دوری

اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شکلوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

ما دروں رابنگریم و حال را!!

نے بیروں رابنگریم و قال را

نفس امارہ کی مثال جہنم سی ہے۔جہنم کبھی نہیں بھرے گی۔اللہ تعالیٰ جب اپنا بے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مثال قدم اس میں رکھے گا۔ تب خاموش ہو جائیگی اسی طرح جب انسان ذاکر ہو جاتا ہے تو اس کا نفس خاموش ہو جاتا ہے۔ نفس کی اصلاح بغیر ذکر مشکل ہے۔ دل کو صاف کرنے کے لئے اللہ کا ذکر رہتی ہے۔ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اسکی مثال زندہ کی سی ہے اور جو غافل ہے۔ اسکی مثال مردہ کی سی ہے۔ قرآن مجید نے کثرتِ ذکر کا حکم کیا ہے۔

واذ کرو اللہ کثیر العلکم تفلحون

یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم نجات حاصل کرو۔

نماز روزہ وغیرہ۔ یہ ذکر محدود ہے۔ ذکر کثیر اسکے علاوہ ہے۔

فاوا ذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکر وا اللہ قیاما وقعودا و علی جنوبکم .

جب نماز پڑھ چکو تو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرو۔

"واذکر اسم ربک"

اپنے رب کا نام یاد کرو۔

"قل اللہ ثم ذرھم"۔ اللہ کہو پھر ان غافلوں کو چھوڑ دو۔

مومن اور مومنہ کی تعریف میں ارشاد فرمایا۔

"والذکرین اللہ کثیرا والذکرات"

اللہ کی زیادہ یاد کرنیوالے اور زیادہ یاد کرنے والیاں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمد ان پہاڑ پر تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مفرد بڑھ گئے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام مفرد کون ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کو زیادہ یاد کرنے والے۔ اللہ کی یاد تمام باتوں سے افضل ہے حتیٰ کہ جہاد تلوار سے بھی۔ کوئی سانس غفلت سے نہ نکلے اسے پاس انفاس کہتے ہیں اور مرید صادق کو پوری پوری سانس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کہ کوئی سانس غفلت سے نہ نکلے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اسے نگہداشت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بزرگ ارشاد فرماتے ہیں۔

''جودم غافل سودم کافر''

خدا تعالیٰ کا ذکر تمام غم و اندوہ کو دور کرتا ہے اور انسان خوش و خرم رہتا ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ خبردار! دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں ذکر کیا ہے۔

کہ ایک پیاسا کوئیں کی منڈیر کو کھود کھود کر کوئیں میں پھینک رہا تھا کسی نے کہا یہ کیا؟ اس نے کہا کہ ایک تو جب کنوئیں میں اینٹ کو پھینکتا ہوں اور پانی کو حرکت محسوس کرتا ہوں تو دل کو تسلی ہوتی ہے کہ پانی موجود ہے دوسرے جوں جوں اینٹوں کو اکھیڑتا ہوں توں توں پانی کے قریب ہوتا ہوں۔

مولانا ارشاد فرماتے ہیں۔ اسی پیاسے کی طرح جب ذاکر کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ تو اسکی طبیعت میں اطمینان آجاتا ہے اور خدا کا قرب میسر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

انا جلیس من ذکرنی جو میرا ذکر کرے۔ میں اسکے ساتھ ہوں۔

مجنوں کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ وہ ریت پر بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ کسی نے کہا مجنوں کیا لکھتا ہے؟ جواب دیا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

گفت مشق نام لیلےٰ می کنم
خاطر خودرا تسلی می دہم

کہا لیلیٰ کے نام کی مشق کرتا ہوں اور اپنے دل کو تسلی دیتا ہوں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ کا قریبی ذاکر ہوتا ہے۔اور ذاکر کا خداوند تعالیٰ کی درگاہِ عالیہ میں بہت زیادہ مرتبہ ہو جاتا ہے جو اسکے پاس آکر بیٹھ جائے۔اللہ تعالیٰ ذاکر کی حرمت کی طفیل خواہ کسی طرح کا گنہگار ہو اسکو بخش دیتا ہے اسی لئے مشائخ کرام نے اسی حدیث کو نگاہ میں رکھتے ہوئے حلقہ ذکر مقرر کیا ہے۔

طالب مولیٰ کو لازم ہے کہ صبح و شام مل کر اللہ کی یاد کریں تا کہ حلقہ ذکر کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب مختلف قبیلوں اور مختلف جگہوں کے لوگ اللہ کی محبت کے لئے اکٹھے بیٹھتے ہیں اور خدا کی یاد کرتے ہیں تو اس کی عوض اللہ تعالیٰ انہیں نور کے منبر عطا فرمائیگا اور وہ ان پر روشن چہروں سے جلوہ فرمائینگے اللہ تعالیٰ ندا فرمائے گا۔میرے لیئے نصیحت کرنے والے میرے لئے زیارت کرنیوالے' میرے لئے ایک دوسرے کیساتھ بیٹھنے والے کہاں ہیں؟

تمام رشتے ناطے دنیا میں جو ہیں قیامت میں منقطع ہو جائیں گے مگر ایک اللہ کا رشتہ قائم رہیگا اس لئے طالب مولیٰ کی صحبت اور اسکی صحبت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں کس کے پاس بیٹھوں۔مولیٰ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو میرا طالب ہو تو اس کا خادم بن۔

حلقہ ذکر کو جنت کی کیاری سے تعبیر کیا گیا ہے۔حلقہ ذکر قائم کرنا نہایت ہی مفید اور درجات بلند کرنے کا ذریعہ ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حلقہ ذکر کے بعد شجرہ شریف بھی پڑھایا جاتا ارشاد فرماتے کہ مشائخ کرام کے اسماء گرامی یاد کرنے نجات کا سبب ہیں۔

چنانچہ مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے نفحات الانس میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

کہ قیامت کے روز ایک گنہگار کو جہنم کا حکم ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے کہ کسی مقبول الہی کو بھی جانتے ہو وہ بندہ عرض کرے گا کہ فلاں شہر میں جو بزرگ تھے ان سے میں ملا تو نہیں لیکن اسکے ملنے کا شوق تھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نے میرے مقبول کا نام یاد کیا ہے۔اسی کے نام کی برکت سے میں نے بخشا۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے

بزرگوں کے نام لینے پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ شجرہ شریف کا پڑھنا باعث برکت ہے۔

گرچہ من از نیکاں نیم
لیکن بانیکاں بستہ ام

المرء مع من احب یعنی آدمی اسی کے ساتھ اُٹھے گا جسکے ساتھ محبت کریگا۔

فرماتے اپنے پیرانِ عظام کا نام یاد رکھو۔اور ان کو اللہ کی درگاہ میں وسیلہ بناؤ یہ بہت اچھا وسیلہ ہے جو رد نہیں کیا جائیگا۔

مالک ابن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ایک یہودی نے مناظرہ کیا آخر پر مالک ابن دینار نے ارشاد فرمایا کہ اس آگ میں ہاتھ ڈالیں جسکا ہاتھ صحیح سالم نکل آئے اس کا مذہب سچا ہے یہ کہہ کر مالک ابن دینار نے اپنے ہاتھ کو آگ میں ڈالنے کے لئے بڑھایا۔یہودی نے مالک ابن دینار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ہاتھ کو پڑھا کر آگ میں رکھ دیا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جب دنوں نے ہاتھ باہر نکالے تو یہودی کا ہاتھ بھی صحیح سالم تھا۔ مالک ابن دینار نے نہایت حیران ہو کر خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور اس بھید کے واقف ہونے کے لئے سجدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا گو یہودی جھوٹا تھا۔ لیکن اس نے ہاتھ تیرا پکڑا ہوا تھا۔ مجھے شرم آئی کہ جو میرے مقبول کا ہاتھ پکڑ کر آئے میں اس کے ہاتھ کو جلاؤں۔ ملک ابن دینار سجدہ سے اٹھے تو یہودی نے کہا کہ مجھے آپ اسلام سکھائیں۔ آپ سچے ہیں۔ میں نے یہی خیال کر کے ہاتھ ڈالا تھا۔ کہ اگر آپ سچے ہیں تو میرا ہاتھ نہیں جلے گا۔ جب میرا ہاتھ تندرست رہا تو میں اسلام کا قائل ہو گیا۔ ''ھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم'' اللہ والے ایسے ہیں کہ جو بھی انکے ساتھ محبت کرے اٹھے، بیٹھے وہ کبھی بد بخت نہیں رہ سکتا۔

حلیہ پیر صاحب

آپ اکثر سفید لباس پہنتے۔ سر پر عمامہ، بدن پر فراخ اور لمبا کرتہ۔ جو گرمیوں میں ململ کا اور سردیوں میں لٹھے کا۔ نیچے پاجامہ اور پاؤں میں دیسی جوتی اور عموماً چادر رکھتے جو بردیمانی کی طرز پر بنی ہوتی۔ سفید لباس میں نہایت خوبصورت اور وجیع دکھائی دیتے۔ آپ کا رنگ گندم گوں۔ چہرہ گول ناک خوبصورت اور اونچی۔ پلکوں کے بال نہ لمبے نہ ہی گھنے۔ قد لمبا اور ابھرا ہوا' گردن موٹی۔ چہرہ پر لمبی ڈاڑھی جو چھاتی پر پڑتی۔ اس کو مہندی سے خضاب کیا کرتے۔ سر کو پورا منڈواتے۔

سعادتِ حج

آپ نے آخری عمر میں بیت اللہ شریف کا حج اور گنبد خضرا کی زیارت بھی کی۔ حضور قبلہ عالم امیر ملت غوث زماں ہادی دوراں قیوم وقت سید حاجی حافظ محدث علی پوری دامت برکاتہم اکثر حج ادا کیا کرتے آپ نے بھی باوجود حج فرض نہ ہونے کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پیر کی اتباع میں اور پیر کی معیت میں اس عبادت کو ادا کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب فقیر نے بیت اللہ شریف کی حاضری کی متعلق اجازت طلب کی تو حضور شاہ صاحب مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا پیر صاحب! اس سفر میں سب سے پہلے زاد راہ کی ضرورت ہے کیونکہ یہ سفر آخرت کا نمونہ ہے۔ موت دو قسم کی ہے کہ ایک مجبوری سے ملک الموت آتا ہے اور بغیر کسی کی رضا کے روح کو قبض کر کے لے جاتا ہے یہ موت اضطراری ہے اور ایک موت اختیاری ہے۔ اپنی مرضی سے آپ نے خویش و آقارب مال و متاع اور ملک کو چھوڑ کر مسافرت اختیار کر لی یہ موت اختیاری ہے۔ اور اسی کا نام حج ہے۔ اسی لئے حج کے رکنوں میں جو احرام ہے۔ اس میں صرف کفن کی دو چادریں پہننے کا حکم ہے۔ جب تک آدمی اپنا پورا خرچ مہیا نہ کرے۔ تب تک اسکو گھر سے نہ نکلنا چاہیے۔ اور راستہ میں کسی سے کچھ طلب نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ عرب شریف کے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے ساتھ کافی پیسہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اصلی حج تو یہی ہے کہ دیار پاک کے لوگوں کی خدمت کی جاوے اور ان کی دعاؤں کو حاصل کیا جائے۔ حج آخری عبادت ہے یہ ہر شخص کا کام نہیں کہ گٹھڑی لی اور چل دیا۔ جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق نہ ہو۔ تب تک اس سفر میں پڑنا مفید نہیں کیونکہ جس سے رابطہ اور تعلق نہ ہو۔ اس کے گھر جانا اچھا نہیں راقب صاحب نے کیا عمدہ کہا ہے۔

مدنیہ کی طلب ہے تو پہلے محبت پیدا کر!
تعلق جس سے نہ ہو اس کے گھر جانا نہیں اچھا

آپ کے ارشادات کے بعد فقیر نے عرض کی۔ گو بندہ پر حج فرض نہیں۔ لیکن دل میں شوق ہے۔ کہ حضور کی معیت میں دیارِ محبوب کی حاضری نصیب ہو جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ واپس سیالکوٹ آ کر اپنی اہلیہ محترمہ کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس ارادہ سے آگاہ کیا۔ تو انہوں نے بطیب خاطر تمام زیورات فروخت کرنے کو کہا۔ اس طرح سے زادراہ کا سرمایہ مہیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اسی سال جناب سید حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جو آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اور نہایت متقی اور صالح خلیق تھے آپ کی معیت میں یہ سعادت نصیب کی سید حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اس سفر میں حضرت پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جناب شاہ صاحب کی خدمت میں اکثر وقت رہتے۔ مگر جب کھانے کا وقت ہوتا تو ان کے ارشادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جو آپ نے علی پور شریف میں فرمائے۔ اپنے ڈیرے میں آ کر کھانا تناول فرماتے۔ شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم آپ کے اس طریقہ سے بہت خوش ہوئے۔

ناسازی طبعیت

آپ جب زیارت حرمین شریف سے واپس آئے۔ تو حضرت شاہ صاحب علی پوری کوہ مری تشریف لے گئے۔ جناب پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب سید حسین شاہ صاحب کو ساتھ لے کر مری پہونچے۔ وہاں آپ نے تربوز کھایا۔ اس سے آپ کا پیشاب بند ہو گیا۔ نہایت ہی تکلیف اٹھائی، آخر دس بارہ روز کے بعد آپ واپس تشریف لائے۔ اور بیماری مستقل طور پر ٹھیر گئی۔ آخر یہ بیماری سلسل بول کی صورت پکڑ گئی۔ آپ کی طبیعت کمزور ہونے لگی۔ بہت سے اطباء کا علاج کیا گیا۔ لیکن بیماری دن بدن زیادہ ہوتی گئی۔ باوجود اس بیماری کے آپ اکثر باوضو رہنے کی کوشش فرمایا کرتے اور کبھی کبھی وضو کی بجائے تیمم بھی فرمالیا کرتے۔ تین چار سال اس بیماری سے آپ بیمار رہے اور آخر پر یہی بیماری خطرناک صورت اختیار کر گئی آپ صاحب فراش ہو گئے۔ اور گھر میں ہی اقامت اختیار کر لی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وصالِ بحق

آپ متواتر تین چار ماہ تک اس بیماری سے صاحب فراش رہے۔اور اکثر دفعہ اس بیماری میں بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی مجبور ہو جاتے۔ اور لیٹ کر نماز ادا کیا کرتے۔آخر جب وہ وقت آپہنچا جو ہر نفس کے لئے مقرر ہے۔تو راقم الحروف حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا۔ کیونکہ خاکسار زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہوکر واپس آیا تھا۔اور شاید ایک ماہ گھر ٹھرنے کے بعد آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا۔حضور نے نہایت ہی پیار و محبت کی باتیں کیں۔اور اپنی خوشنودگی کا اظہار کیا اور اجازت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ عطا فرمائی۔اور ذکر کلمہ طیب کا طریقہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حیات عطا کی تو پھر دستار بندی حضور قبلہ عالم، راہبر ملت کے دستِ حق پرست سے بھی کرائی جائے گی اور ساتھ ساتھ اس بندہ روسیاہ کو چند بشارتیں بھی دیں۔الحمد اللہ کہ خاکسار کو خوشنودگی پیر کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔دوسرے روز جمعہ کا دن تھا۔حضرت صاحب کی طبیعت ذکر میں مشغول تھی اور استغراق ہو چکا تھا۔آپ کے چند پیر بھائی آپ کے پاس موجود تھے ایک صاحب نے جن کے نام سے میں واقف نہیں۔ارشاد فرمایا مولوی صاحب! دیکھو، جناب پیر صاحب اس وقت ذکر الٰہی میں مستغرق ہیں۔تنفس کی طرف خیال فرماؤ۔یہ پاسِ انفاس جاری ہے۔میری نظر جناب کے چہرہ اقدس پر جمی ہوئی تھی اور میں بار بار آپ کی چمکتی ہوئی پیشانی پر حسرت کی نگاہیں ڈال رہا تھا۔حتی کہ سورج نے اپنی روشنی کو چھوڑنا شروع کیا۔

دن کے ساڑھے سات بج چکے تھے۔آسمان پر رات کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔شمس ہدایت قمر ولائیت بھی آسمان دنیا سے غروب ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔پس اسی وقت جناب نے کروٹ تبدیل کی اور اپنے دائیں پہلو قبلہ رو ہو گئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اور آپ کی پیشانی پاک سرد پسینے سے تر ہوگئی۔اسی وقت مجھے یاد آیا۔کہ سچ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ مومن اپنی پیشانی کے عرق سے جو اسے موت کے وقت آتا ہے پہچانا جاتا ہے۔پسینہ نہایت سرد تھا۔بندہ ناچیز نے اس پاک پسینہ کو پونچھا اور اپنے اعضا پر مل لیا۔اس خیال سے کہ دوزخ سے نجات کا سبب ہو جائے۔حاضرین نے کلمہ طیبہ ذرا آواز سے پڑھنا شروع کیا۔اور جناب کی روحِ پاک قفسِ عنصری سے آزاد ہوکر اللہ کے جوار میں جا ٹھہری۔اور حاضرین پر رنج والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مگر کسی نے بھی سوائے ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کے زبان سے اور کوئی لفظ نہ نکالا۔اہل بیعت نے بڑے صبر وسکون سے ظاہر کر دیا۔کہ خواہ کتنا ہی غم واندوہ ہو۔لیکن پھر بھی صبر کو ہاتھ سے نہیں دیا جا سکتا۔آخر مشورہ یہ ہوا۔کہ جناب حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کو تار دیا جائے۔پھر یہ مشورہ ہوا۔کہ جناب مستری عبدالعزیز صاحب جو آپ کے یار طریقت تھے وہ خود علی پور تشریف لے جاویں۔اور قبلہ عالم اور مدظلہ العالی کو ساتھ لاویں۔مستری صاحب تشریف لے گئے۔اور ہفتہ کے روز جناب مستری صاحب واپس تشریف لے آئے۔

آپ کی قبر اقدس کے متعلق صاحبزادہ صاحب بلند اقبال محمد خلیل صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیالکوٹ کا خیال مبارک یہ تھا۔کہ بڑی حویلی میں جو برلب نالہ ایک ہے۔بنائی جائے۔لیکن ملک صاحب نے کہا کہ جناب نے وصیت فرمائی ہوئی ہے۔کہ میری قبر قبرستان جو ملک خاندان کا ہے۔اس میں بنائی جائے۔چنانچہ بموجب وصیت آپ کی قبر پاک اسی قبرستان میں تیار کی گئی۔شہر میں منادی کی گئی۔کہ جناب کا جنازہ بوقت ظہر دائرہ ککے زیاں میں جناب اعلیٰ حضرت امیر ملت دامت برکاتہم ادا فرمائیں گے۔تمام یارانِ طریقت خصوصاً شاملِ جنازہ تھے۔تمام دائرہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ ادھر سے آپ کے تابوت پاک کو اٹھا کر جو سڑک پر لایا گیا۔ تو ادھر سے جناب امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری بھی تانگہ پر تشریف لے آئے اور حضور نے بہ نفس نفیس جنازہ کو کندھا دیا۔ اور حضور نے قبر اقدس میں اتارا۔ یہ عجیب خوش نصیبی تھی۔ کہ غوث وقت، قیوم زماں ایک ولی اللہ اپنے مرید کو خیر باد کہہ رہا ہے۔ حضور کی آنکھیں پرنم تھیں۔ اور بالکل خاموش تھے۔ کیوں نہ ہو۔ اس اندوہ وقلق کو تو حضور ہی جانتے تھے۔ آپ نے ۲۶ جون ۱۹۴۲ء بموجب ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ بمطابق ۱۳ اہاڑ ۱۹۹۹ء بروز جمعہ ساڑھے سات بجے شام وصال پایا۔ اور دوسرے روز بروز ہفتہ بوقت ظہر آپ کی نعشِ اقدس کو قبر اقدس میں رکھا گیا۔

آپ کی تاریخ وفات جناب مولانا حامد حسن صاحب ایم۔ اے۔ آگرہ نے اور حضرت فقیہہ الاعظم محدث مولانا محمد شریف صاحب کوٹلوی نے تحریر کی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

نتیجہ فکر عالی جناب حضرت مولانا الحاج فقیہہ الاعظم محدث مفتی ابو یوسف محمد شریف صاحب دامت برکاتہم

۱۔ تاریخ وصال پاک	۱۳۶۱ھ
۲۔ قبلہ عصر عاشق شاہ لولاک	۱۳۶۱ھ
۳۔ زبدۃ الملک پیر حیات محمد صاحب قدس سرہ	۱۳۶۱ھ

۴۔

چون ازیں دارِ فنا پیر محمد حیات!

روئے خود از ہمہ احباب بپوشید نہفت

برتاریخ وصالش چوں نگوں کردم سر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

رفت در جنت جاوید دلم سالش گفت

۱۳۶۱ھ

۵۔

پیر ما عالی گوہر والا مقام
رفت از دنیا سوئے دارالسلام
بہر سال رحلت اوفی البدیہہ
گفت ہاتف بے مثل ذی احترام

۱۹۴۲ء

اور جناب مولانا الحاج حامد حسن صاحب ایم۔اے۔آگرہ نے یوں تاریخ وفات تحریر فرمائی۔

مرقد پاک الحاج پیر محمد حیات — یلقون فیھا تحیۃ وسلاما خالدین

۱۳۶۱ھ — ۱۹۴۲ھ

چہلم مبارک

آپ کے چالیسویں ۱۳۶۱ھ کی تقریب مورخہ ۲۴ رجب الرجب بمطابق ۶ اگست ۱۹۴۲ء بصدارت جناب حضرت مولانا پیر رحیم شاہ صاحب مدفیضہم چوراہی اور عالی جناب فخر سادات مرجع شیخ وشاب حاجی الحرمین الشریفین سید حافظ جناب مولانا صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم منعقد ہوئی۔

بعد از ختم شریف جناب صاحبزادہ صاحب قبلہ علی پوری نے بمعیت تمام حاضرین مرقد پاک پر چادر چڑھائی۔اس وقت عجیب نقشہ تھا۔حاضرین قبر منور کے گرداگرد کھڑے ہاتھ اٹھائے فاتحہ خوانی کر رہے تھے۔اور قبر منور،انوار وتجلیات کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مرکز بنی ہوئی تھی۔

آپ کے جانشین

اس مبارک رسم کے ادا کرنے کے بعد بڑی حویلی میں جلسہ منعقد ہوا اور اس میں جناب مولوی صاحبزادہ محمد خلیل صاحب کو جو قبلہ پیر رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر ہیں۔ دستار خلافت وسجادہ نشینی پہنائی گئی۔ اس مبارک رسم کی ادائیگی جناب سید صوفی حاجی حافظ پیر محمد حسین شاہ صاحب علی پوری، جناب پیر رحیم شاہ صاحب چوراہی حضرت صوفی مولانا حاجی مولوی امام الدین صاحب رائپوری خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری دامت برکاتہم علینا۔ خواجہ صوفی حاجی الحرمین الشریفین ماسٹر کرم الٰہی صاحب جنرل سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں نے اپنے مبارک ہاتھوں سے۔ اور جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب علی پوری نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ادا فرمائی اور جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب علی پوری نے پیر محمد خلیل صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیالکوٹ کے محامد واوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ تمام، مریدین ومعتقدین کو اب لازم ہے کہ وہ صاحبزادہ صاحب کی اطاعت کریں اور ان سے فیوض وبرکات حاصل کریں۔ حضرت پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ پاک اسی مرید پر خوش رہے گی جو سجادہ نشین صاحب کی خوشنودگی کا جویاں رہے گا۔ اس کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر صاحبِ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت وفیض سے اس گلشن کو تروتازہ رکھے اور دوام بخشے۔ آمین یا مولے کریم۔

اولاد

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکی تو آپ کی زندگی پاک میں ہی ملک عدم کو سدھار گئی اور آپ نے اپنی یادگار چار فرزند ارجمند

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

چھوڑے۔

پہلے صاحبزادہ صاحب

سب سے بڑے پیر محمد خلیل صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیالکوٹ ہیں۔ جناب نے ابتدائی تعلیم حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین صوفی محمد امام الدین صاحب رائپوری اور کچھ کتابیں مولوی محمد بشیر صاحب محلہ ٹبہ ککے زیاں سے پڑھیں۔ اور پھر لاہور میں علوم مشرقی کی جو شاخ شاہی مسجد میں ہے وہاں مولوی عالم کیا۔ حضرت ممدوح خاموش طبیعت انسان ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی تک تو آپ بالکل خاموش رہتے۔ کئی دفعہ عرض کیا گیا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب علم اور ذی اثر ہیں۔ دورہ فرمایا کریں۔ اور خلق خدا کو مستفیض فرمائیں۔ آپ نے کبھی اس طرف توجہ نہ کی۔ صرف کتاب کا مطالعہ اور خدا کی یاد سے شغل رکھا۔ ایک دفعہ سفر پہاڑ علاقہ گلاب گڑھ میں خاکسار اور جناب صاحبزادہ صاحب حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں گئے۔ اس سفر میں دیکھا کہ ممدوح صاحب علیحدگی اور تنہائی کے دلدادہ ہیں۔ اکیلے ہی پہاڑیوں پر تشریف لے جاتے اور لوگوں سے علیحدہ رہتے۔ اس سفر میں یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ غیرت کے پتلے ہیں۔

غیرت دینی

[illegible] کا ایک خاندان حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں [illegible] انہوں نے ایک عورت بغیر طلاق کے رکھی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ [illegible] نے انہیں ارشاد فرمایا۔ کہ یہ شریعت کے خلاف ہے اور عورت کو بغیر فیصلہ کے [illegible] دوسرے روز جب ہم ان کے گھر گئے تو وہاں جانے پر معلوم ہوا [illegible] ان کے گھر [illegible] ہی ہے۔ ماہ رمضان کے دن تھے۔ شام کو ہم ان کے گھر [illegible] صاحبزادہ صاحب نے رات کو وہاں سے کھانا نہ کھایا۔ پھر سحری کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

وقت بھی آپ نے کچھ تناول نہ فرمایا اور اسی طرح روزہ رکھ لیا۔ ...
جب یہ واقعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پیش ہوا۔ تو آپ نے ...
فرمایا۔ کیوں کھانا نہیں کھایا ممدوح صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ... ت
یہیں ہے۔ میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ میں ایسے گھر سے کھانا کھاؤں۔ آپ سے
بوجہ ادب عرض نہ کر سکا۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا۔ تو آپ نے
بے حد دعائیں دیں۔ اور اسی وقت وہاں سے کوچ کیا۔ قاضیوں کا تمام خاندان حضور
کے پاؤں پڑ پڑ جاتا تھا۔ مگر حضور نے ارشاد فرمایا۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت
نہیں کرتا۔ فقیر کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

آپ نہایت خلیق اور پابند شرح اور طریقہ حضرت صاحب کی رعایت کرتے ہیں۔
آپ دورہ بھی فرماتے ہیں۔ آپ کشمیر ایجی ٹیشن کے دنوں میں چار ماہ مستواری جیل
اور فیروز پور جیل میں قید بھی رہ چکے ہیں۔ کیونکہ اس وقت عالی جناب قبلہ محدث علی
پوری نے اعلان فرمایا تھا۔ کہ میرے ہر مرید کو اس میں حصہ لینا چاہیے۔ جب آپ
جیل سے واپس آئے اور علی پور شریف میں حضرت صاحب قبلہ محدث علی پوری کی
خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے خوش ہو کر ایک تمغہ اور جائے نماز عطا
فرمایا۔

دوسرے صاحبزادہ صاحب

دوسرے صاحبزادہ پیر محمد جمیل صاحب مخدومی ہیں۔ آپ انگریزی میں بی، اے
ہیں۔ اور ساتھ ہی مذہبی معلومات بھی کافی ہے۔ ڈاک خانہ کے محکمہ میں ملازمت
اختیار کر رکھی ہے۔ مگر کبھی کبھی اخبارات میں بھی کام کر لیتے ہیں۔ آج کل راولپنڈی
تشریف رکھتے ہیں۔ آپ محاذ کشمیر میں مجاہدین کی خدمت میں اور دیگر اشیاء کی فراہمی
میں بڑی تگ و دو کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے والد ماجد کا صحیح جانشین اور ان
طرز کا پیرو کار رکھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

تیسرے صاجزادہ صاحب

تیسرے صاجزادے پیر محمد بشیر صاحب ہیں۔آپ بھی انگریزی کے بی، اے۔بی،ٹی ہیں۔اور جموں میں سکول ماسٹر تھے۔موجودہ فسادات میں گھر گئے۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سلامت پاکستان پہنچے،حضرو ہائی سکول میں ماسٹر ہیں۔

چوتھے صاجزادہ صاحب

چوتھے صاجزادہ صاحب محمد شریف ہیں۔یہ بھی بی،اے پاس ہیں۔اور کراچی میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔یہ صاجزادہ صاحب حلیہ میں حضرت قبلہ کے بہت مشابہ ہیں۔اور راقم الحروف جب ان کو دیکھتا ہے تو باغ باغ ہو جاتا ہے۔اور حضرت صاحب قبلہ بعینہٖ معلوم ہوتے ہیں۔مگر صاجزادہ صاحب بے نیاز طبیعت ہیں۔یاران طریقت کو بہت کم ملتے ہیں۔

تذکرہ خلفاء

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کچھ تو علاقہ کشمیر میں ہیں۔جن میں سے خاکسار حضرت پیر غلام الدین صاحب المعروف پیر گل شاہ صاحب سے واقف ہے۔یہ نہایت صالح اور متقی درد وسوز رکھنے والے ہیں۔اکثر پنجاب آیا کرتے ہیں۔اور ختم شریف میں بھی شامل ہوا کرتے ہیں۔آپ شاعر بھی ہیں۔اور حضرت صاحب کی شان میں کشمیری اور اردو زبان میں کچھ قصائد بھی لکھے ہیں۔ایک کتاب گلزار حیات نامی بھی لکھی ہے۔جس میں حضرت صاحب کی کرامات اور اپنے بیعت ہونے کا واقعہ رقم کیا ہے۔نہایت خلیق ہیں۔جس پیر بھائی کو دیکھتے ہیں۔نہایت خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔اور اس کو بزرگ سمجھ کر طالب دعا ہو جاتے ہیں۔فرمایا کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت صاحب کی غلامی میں وقت گزارا ہے۔اس لئے آپ اللہ کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

مقرب ہیں۔ باقی خلفاء جو کشمیر میں ہیں۔ چونکہ وہ پنجاب میں نہیں آتے۔ اس لئے بندہ ان سے واقف نہیں۔

سید حسین شاہ صاحب

پنجاب میں کھیوہ ضلع گجرات میں سید حسین شاہ صاحب مرحوم خلیفہ تھے۔ جناب شاہ صاحب حضرت قبلہ صاحب کے نہایت ہی مؤدب اور جان نثار تھے۔ آپ حاجی الحرمین الشریفین تھے۔ اور اکثر علاقہ گجرات میں دورہ فرمایا کرتے تھے۔ سینکڑوں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں۔ آپ نے حضرت صاحب قبلہ کے بعد داعیٔ اجل کو جلد ہی لبیک کہا اور ہم سے جدا ہو گئے۔ اب آپ کے صاحبزادہ سجادہ نشین ہیں۔ جو اکثر ختم شریف کے موقع پر سیالکوٹ حاضر ہوا کرتے ہیں۔

خدامِ ذی وقار

۱۔ صوفی نورالدین صاحب گنجوی ضلع گجرات۔

۲۔ صوفی محمدالدین کشمیری ساکن کوٹلی خان نون نون ضلع سیالکوٹ۔

۳۔ چوہدری محمد اسماعیل صاحب ساکن کھبیکے ضلع گوجرانوالہ

۴۔ قادر لون علاقہ کشمیر

۵۔ جوار احمد بٹ علاقہ کشمیر

خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو سفر میں حضرت صاحب کی خدمت میں رہا کرتے۔

۶۔ صوفی حسن محمد صاحب ساکن نگل والا جی جو چورہ شریف میں بیعت ہیں۔ اور وہاں سے آپ کو خلافت بھی حاصل ہے۔ آج کل گوجرانوالہ رہتے ہیں۔ کافی عرصہ حضرت صاحب کی خدمت میں رہتے اور راقم الحروف بھی اکثر سفر میں حضور کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ساتھ رہا۔ کیونکہ آپ تبلیغ کو نہایت ہی پسند فرمایا کرتے۔ اور خوش ہو کر بندہ کو مبلغ اسلام فرمایا کرتے۔ بندہ نے جب ارادہ کیا کہ میں ملازمت کرلوں تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب! نیک کام کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ اور تبلیغ اسلام کو اپنا پیشہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ رزاق ہے۔ سب کچھ دے گا۔

ایک دفعہ عرس شریف کے موقع پر حضرت صاحب قبلہ مہمانوں سے فارغ ہو کر تشریف لے گئے۔ اور ہم چند یار چھوٹے کمرے میں جو بڑی حویلی میں نلکے کے پاس ہے۔ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ان میں سے سید حسین شاہ صاحب مرحوم مستری رحمۃ اللہ علیہ ساکن کھبیکے حاجی الحرمین الشریفین صوفی محمد امام الدین صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ میں نے خوش طبعی کے طور پر کہا کہ ہمیں تو کچھ بھی میسر نہیں ہوا۔ جو کچھ تھا شاہ صاحب لے گئے ہیں۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ آپ مذاق کرتے ہیں میرے پاس کیا ہے۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق میں لوگوں کو اسم اللہ بتا دیتا ہوں ورنہ ''من آنم کہ من دانم'' اتنے میں قبلہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ ہم سب دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ قبلہ کا وہاں اس وقت آنا غیر معمول تھا۔ کیونکہ آپ جب مہمانوں سے فارغ ہو کر گھر جاتے۔ تو پھر حویلی میں اپنے تمام اوراد سے فارغ ہونے سے پہلے نہیں آتے تھے۔ اور وہ چاشت کا وقت ہوتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا باتیں بنا رہے ہو۔

شاہ صاحب نے عرض کیا کہ جناب مولوی محمد شفیع صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں تو کچھ نہیں ملا۔ جو کچھ ہے شاہ صاحب ہی لے گئے ہیں۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ مولوی صاحب جو میری قلبی طاقت تھی۔ اس قدر آپ کی تربیت کر دی ہے۔ آگے اللہ مالک!'' اس جٹی کی طرح تو نہ بنو جو اونٹ پر سوار تھی۔ اور کہتی تھی کچھ نہیں۔ کوئی اس کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے کہا اگر کچھ نہیں تو بانس پر چڑھ جاؤ۔

راقم الحروف کے پاس کوئی نیک عمل نہیں۔ جس پر بھروسہ کرے۔ ہاں! صرف یہی ایک نیکی ہے کہ حضرت کے ساتھ صحیح عقیدت اور ارادت صادق ہے۔ اللہ تعالیٰ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اس کو قائم رکھے آمین۔

"احب الصالحین ولست منھم لعل اللہ یرزقنی صلاحا"

یہ کہنے کے بعد حضور تشریف لے گئے۔ اور ہم یار وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو مستری رحمۃ اللہ علیہ کھبیکے سے خاصا اُنس تھا۔ اللہ تعالیٰ مستری صاحب کو فرزند نرینہ عطا فرمائے۔ کیونکہ مستری صاحب کی اولاد نرینہ کوئی نہیں ہے۔ دعا ہے کہ مستری صاحب کی خدا تعالیٰ دینی و دنیوی آرزوئیں بر لائے۔ آمین ثم آمین۔

۷۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب ساکن لویری والا ضلع گوجرانوالہ۔

۸۔ مولوی محمد اسمٰعیل و مولوی محمد عالم صاحب ساکن کنگ ضلع سیالکوٹ۔

۹۔ چوہدری برکت علی صاحب ساکن ساہووالا ضلع لائل پور۔

۱۰۔ چوہدری علی محمد صاحب ذیلدار ساکن دبول علاقہ گلاب گڑھ ریاست جموں، حضرت کے خاص خدمتگاروں میں سے ہیں۔ اور علاقہ پہاڑ میں آپ ہی حضرت کی سواری کا انتظام کیا کرتے تھے۔

۱۱۔ صوفی کرم داد مرحوم ساکن کوٹلی خان نون۔

۱۲۔ حاجی میراں بخش صاحب۔

۱۳۔ امام الدین صاحب ساکن ساہووالا ضلع لائل پور۔ اوران کے بیٹے لنگر کے کھانے پکاتے اور مہمانوں کی خدمت ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کے دلی مقاصد پورے کرے۔ آمین یا مولیٰ کریم۔

۱۴۔ مولوی سراج الدین صاحب ساکن شیخوپورہ ناظم مدرسۃ البنات حضرت صاحب سے خاص عقیدت رکھتے ہیں۔ اور آپ نے ہی خط کے ذریعہ بندہ کو حضرت صاحب کے حالات لکھنے کے لئے متوجہ فرمایا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کرامات

(1) مستری رحمت اللہ صاحب ساکن کھبیکے نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میں گھر میں تھا۔ مگر یک لخت ارادہ ہو گیا۔ کہ میں حضرت پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کو ملوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں تشریف فرما ہیں۔ میں گھر سے سائیکل لے کر قلعہ دیدار سنگھ گیا۔ اور وہاں سے پھل وغیرہ خرید کر سیدھا گل والہ گیا۔ وہاں دیکھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ صوفی اللہ جوایا کی مسجد میں ختم شریف پڑھنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ فقیر کے دل میں یہ بات آئی تھی۔ کہ رحمت اللہ ختم شریف میں شامل ہو اور پھل وغیرہ بھی لائے۔ خدا تعالیٰ نے اسے پورا کیا۔ "الحمد للہ رب العالمین"۔

(2) انہوں نے ہی بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ قبلہ گاہی کی سواری کی گھوڑی میں سیالکوٹ سے لے کر کوٹ قدر داد گیا۔ اور دوپہر کا وقت موضع لوپو والی میں رہا پھر کوٹ قدر گیا۔ وہاں گھوڑی نے دولتا مارا۔ لیکن مجھے درد نہ ہوا۔ میں جب سیالکوٹ واپس خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ گھوڑی کا دولتا مجھے لگا تھا۔ ران سے کپڑا اٹھا کر جگہ بھی دکھائی۔

(3) انہوں نے ہی بیان کیا ہے۔ کہ میرا ارادہ ہوا کہ اگر آٹے والی چکی دستیاب ہو جائے۔ تو اچھا ہے۔ مگر میرے پاس روپیہ نہ تھا۔ مجھے پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ گھڑتل میں ہیں۔ میں وہاں پہنچا حضرت قبلہ صاحب جب فارغ ہوئے۔ تو میں نے چاشت کی نماز کے لئے وضو کروایا۔ آپ نے فرمایا کہ رحمت کیا ارادہ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ ارادہ چکی خرید کرنے کا ہے۔ مگر پیسہ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آج ہی چکی تلاش کر اور رات کو واپس میرے پاس ہی آ جانا۔ میں گیا۔ تلاش کرنے پر چکی مل گئی میں واپس آیا۔ عرض کی کہ چکی کا سودا تو ہو گیا۔ اب پیسہ کا کیا بندوبست

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے گاؤں جاؤ وہاں اللہ تعالیٰ بندوبست کردے گا۔ میں اپنے گاؤں گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر کسی تکلیف کے روپیہ بھی دے دیا۔

(4) نوکھر ضلع گوجرانوالہ میں آپ کے جدی مرید تھے۔ آپ ایک دفعہ وہاں گئے۔ تو بہت قحط کے سبب سے مائی راجن کو دانے نہ مل سکے۔ اس نے کھتری سے ڈیڑھ سیر دانے لیکر روٹی پکائی۔ مگر اپنے لئے جو ہی پکائے۔ آپ نے پوچھا۔ مائی راجن یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے تمام غریبی کا قصہ سنایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ کماد کی چھوئی لاؤ۔ انہوں نے تعمیل حکم بجالائی۔ آپ نے کچھ وظیفہ پندرہ یوم اس پر ادا کیا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اسے جلا کر راکھ کو کھیت کے کونوں میں دفن کردو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کھیتوں میں بافراط غلہ پیدا کیا۔ اور وہ امیر و کبیر بن گئے۔

(5) نوکھر میں ہی ایک مولوی اہل حدیث تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب کے ساتھ نذر لغیر اللہ پر بحث کی۔ ان دنوں نوکھر میں طاعون کا زور تھا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کشمیری پیر صاحب بھاگ جائیں گے۔۔ جب آپ کو پتہ چلا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمام دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ گاؤں سے طاعون دور کرے۔ اور لوگوں کا بدلہ مولوی صاحب ہو جائیں۔ مولوی صاحب دو روز کے بعد بعارضہ طاعون فوت ہو گئے۔ اور گاؤں سے طاعون کی وبا دور ہو گئی۔

(6) موضع کھبیکے ضلع گوجرانوالہ میں مسمات اللہ رکھی بعارضہ گھمیر بیمار تھی۔ اس نے بڑے بڑے علاج کروائے۔ مگر تندرستی نصیب نہ ہوئی۔ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تھوک کے ساتھ دم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صحت عطا کر دی۔ مسمات مذکور اب تک زندہ ہے۔

(7) موضع کھبیکے میں ایک شخص کی اونٹنی کو باؤلے کتے نے کاٹا وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اونٹنی کو لایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے میری ران کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

نیچے سے گزارو۔ آپ کوٹھے کی منڈیر پر بیٹھے اور زانو مبارک کو آگے بڑھایا۔ اونٹنی نیچے سے گزاری گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء دے دی۔

(8) چوہدری غلام حیدر ساکن گل والا قرضہ کی وجہ سے بہت تنگدست ہو گئے۔ ایک دفعہ قبلہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نوکھر میں رونق افروز تھے۔ کہ علی الصبح مسمی مذکور وہاں حاضر خدمت ہوا۔ دو تین گھنٹے کے بعد اس کی بیوی بمعہ بال بچے وہاں پہنچ گئی اور بچوں کو غلام حیدر کے سامنے ڈال کر کہا۔ کہ گھر میں غریبی اور بھوک کی حکومت ہے۔ اور تو پیروں کے پاس آ کر مزے سے کھاتا پیتا ہے۔ میں میکہ جاتی ہوں۔ تو اپنے بال بچہ کو سنبھال لے۔ حضرت صاحب قبلہ نے جب یہ سنا اسی وقت دعا کی۔ دعا کے بعد مرید کے ضلع گوجرانوالہ کے ایک آدمی نے دو مربعہ زمین غلام حیدر کو مفت عطا کر دی۔ کیوں نہ ہو۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں

(9) پگالہ ضلع گوجرانوالہ میں آپ رونق افروز تھے۔ وہاں کا امام مسجد اہل حدیث مذہب کا تھا۔ وہ حضرت صاحب کے ساتھ دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے متعلق مناظرہ کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب میں مسافر ہوں۔ آپ مجھ سے جدال نہ کریں۔ حنفی مذہب کا پیروکار ہوں اس دیہات میں جمعہ فرض نہیں۔ مگر مولوی صاحب ضد سے باز نہ آئے اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مولوی صاحب میں فقیر آدمی ہوں۔ کسی مولوی صاحب کے ساتھ بحث کر لیں۔ پھر بھی وہ باز نہ آیا۔ تو آپ نے جوش میں آ کر فرمایا۔ کہ مولوی صاحب آپ کو کلمہ طیبہ آتا ہے۔ اس نے کہا۔ کیوں نہیں میں تو عالم ہوں۔ اور کلمہ طیبہ تو معمولی سے معمولی مسلمان بھی جانتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ پڑھو۔ جب مولوی صاحب پڑھنے لگے۔ تو زبان سے کلمہ طیبہ نہ ادا ہوا۔ مولوی بڑا ذلیل ہوا۔ اور خائب و خاسر اٹھ کر چلا گیا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(10) قادرلون کشمیری جو حضرت صاحب کا نہایت ہی مخلص خادم ہے۔ اور ملک کشمیر سے یہاں سیالکوٹ مدت سے حضرت کی خدمت میں چلا آیا ہوا ہے۔ اور سفر میں بھی عموماً آپ کے ہمراہ ہوتا ہے۔ اور اب تک زندہ ہے۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ موضع لوپووال ضلع سیالکوٹ میں حضرت صاحب قبلہ مجھ پر ناراض ہو گئے۔ میں نے کہا کہ حضرت صاحب اگر مجھ پر ناراض ہیں تو میں بھی وہ بات کروں گا۔ جس سے حضرت صاحب کی نہایت ہی کرکری ہو۔ میں نے یہ سوچ کر ساتھ ہی اپر چناب بہتی ہے۔ اس کے پل پر کھڑے ہو کر بایں نیت کہ ڈوب کر مر جاؤں چھلانگ لگا دی۔ اسی وقت قبلہ گاہی رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین کو ارشاد فرمایا کہ قادرلون نے نہر میں چھلانگ لگا دی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اسے موت نہیں دے گا۔ زندہ باہر نکالے گا۔ جب مجھے نہر سے باہر نکالا گیا تو میں بے ہوش تھا۔ جب مجھے دو دن کے بعد ہوش آئی۔ تو حضرت صاحب نے پوچھا۔ کہ تو نے نہر میں کیا دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی کہ۔ میں نے ایک پلنگ دیکھا۔ جس پر آقائے دو جہاں مالک کون و مکان حضرت نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور پاؤں کی طرف قبلہ عالم امیر ملت حضرت شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم ہیں۔ اور آپ عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ سب کچھ حضرت صاحب کی برکت ہے۔

(11) موضع کھیکے ضلع گوجرانوالہ میں آپ کا ایک مخلص مرید چوہدری محمد عبداللہ تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ آپ اس کی فاتحہ پڑھنے کے لئے قبرستان میں گئے محمد اسمٰعیل کشمیری جو آپ کا جدی مرید تھا۔ وہ آپ کے ساتھ مرحوم کی قبر دکھانے گیا۔ اس نے آزمائش کے طور پر محمد عبداللہ کی قبر کی بجائے دوسری قبر پر آپ کو کھڑا کر دیا۔ آپ نے چند منٹ توقف کے بعد فرمایا اسماعیل میں اپنے مریدوں کی قبروں کو پہچانتا ہوں۔ یہ محمد عبداللہ کی قبر نہیں۔ آپ نے ادھر ادھر توجہ کی۔ اور پھر محمد عبداللہ مرحوم کی قبر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پر جا کھڑے ہوئے۔

(12) ٹبور ضلع گجرات پنجاب میں آپ رونق افروز تھے۔ وہاں ایک مرزائی تھا۔ جو تین روز تک آپ سے جھگڑا کرتا رہا۔ تیسرے روز جب آپ موضع ٹھیکریاں چلنے لگے۔ تو مرزائی بھی آپ کے ساتھ موضع ٹھیکریاں گیا۔ مگر ان چار دنوں میں حضرت کی روحانیت نے اس پر یہ اثر کیا کہ وہ تائب ہو کر داخل سلسلہ عالیہ ہو گیا۔

(13) ایک دفعہ مستری رحمۃ اللہ علیہ ساکن کھبیکے ضلع گوجرانوالہ کی چوری ہو گئی۔ اس نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی۔ آپ نے ارشاد فرمایا چوری تو نہیں ملے گی۔ مگر اس کا بدل کہیں سے اللہ تعالیٰ دے دیگا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے چوری سے زیادہ مال دے دیا۔

(14) مستری رحمت اللہ کا لڑکا یعقوب بیمار ہو گیا۔ وہ سیالکوٹ حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا واپس جاؤ۔ لڑکا فوت ہو چکا ہے۔ اسی گاڑی پر وہ واپس کھبیکے گیا۔ جب وہ گاؤں میں پہنچا تو لڑکا فوت ہو چکا تھا۔

(15) مستری رحمت اللہ ساکن کھبیکے ضلع گوجرانوالہ نے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کوٹلہ سوہیاں متصل جلال پور جٹاں میں تھے۔ اور مستری صاحب وہاں خدمت میں حاضر تھے۔ مستری صاحب نے خیال کیا۔ کہ اگر آج کی رات حضرت صاحب سو رہے تو صبح میں چلا جاؤں گا۔ طریقہ اس نے یہ سوچا۔ کہ حسب معمول رات کو میں حضرت صاحب کے پاؤں دباؤ نگا۔ جب وہ سو جائینگے تو میں بھی اٹھ کھڑا ہوں گا۔ حضرت صاحب نے لوگوں کو عشاء کی نماز کے بعد جلدی ہی اجازت دے دی۔ اور مستری مذکور کو دبانے کے لئے کہا۔ مستری صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب تمام رات جاگتے رہے۔ اور تہجد کے وقت حکم فرمایا۔ کہ وضو کرواؤ۔ مگر مستری صاحب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پر نیند کا غلبہ تھا۔ آپ نے مستری صاحب کے کان پکڑ کر کھینچے۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ فقیروں کے امتحان کرنے اچھے نہیں ہوتے۔

(16) صوفی محمد دین ساکن کوٹلی خانوں ضلع سیالکوٹ نے بیان کیا کہ میری شادی کو بارہ سال گزر گئے۔ مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ میں نے حضرت صاحب سے عرض کی۔ کہ میں پرانا خدمت گزار ہوں۔ دعا فرمائی جائے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ لڑکے بھی دے گا۔ اور لڑکیاں بھی۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے میرے لڑکے بھی ہیں اور لڑکیاں بھی۔

(17) صوفی صاحب مذکور نے بیان کیا کہ میرا خالہ زاد بھائی بیمار تھا۔ اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ قبلہ گاہی رحمتہ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ تو میرا خالہ زاد بھائی اسی وقت صحت یاب ہو گیا۔ اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

(18) صوفی صاحب نے ہی بیان کیا کہ لاہور میں مستری میراں بخش صاحب محلہ چومالہ میں رہتے تھے۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ مگر دونوں اولاد سے محروم۔ وہ حضرت صاحب کے پاس آئے۔ تو آپ نے پانی دم کر دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرینہ اولاد عطا کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(19) صوفی صاحب نے ہی بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ شیطان کے اغواء سے ایک عورت کے نرغہ میں پھنس گئے۔ جب عین موقع آیا۔ تو حضرت صاحب قبلہ حاضر ہو گئے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ شرم نہیں آتی۔ اس پر مجھے سخت ہیبت آئی اور میں کپڑے لے کر بھاگ گیا۔

(20) صوفی صاحب نے بیان کیا کہ میری والدہ حقہ پیتی تھیں۔ قلعہ میاں سنگھ مولوی نور محمد کے گھر میں حضرت صاحب نے حقہ نوشی کی برائیاں بیان کیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ جناب میری والدہ بھی حقہ پیتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں پیئے گی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

جب میں کوٹلی واپس آیا۔تو دیکھا کہ والدہ صاحبہ لاغر ہیں۔ میں نے پوچھا۔تو انہوں نے کہا کہ کل سے جب میں حقہ کے قریب جاتی ہوں تو قے شروع ہو جاتی ہے۔جس سبب سے میں لاغر ہوں۔ میں سن کر ہنس پڑا۔اور سارا واقعہ سنا دیا۔

(21) صوفی صاحب نے بیان کیا کہ میرا بھائی امام دین گھر سے چلا گیا تھا۔ حضرت صاحب سے عرض کی۔آپ نے مٹی پر دم کیا۔اور فرمایا۔کہ اسے باہر پانی میں پھینک آؤ۔امام دین آجائے گا۔دوسرے دن وہ گھر آ گیا۔اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں کل حافظ آباد سے چلا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کسی چیز نے مجھے پکڑ کر یہاں لا رکھا ہے۔

(22) جلال حجام ساکن کوٹلی خانوں نے بیان کیا۔کہ میں بوجہ نامردی بیمار ہو گیا۔ میں نے پندرہ روز حضرت صاحب قبلہ کی خدمت کی۔اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی۔

(23) موضع ساہووالہ چک ۱۳۴ ضلع لائل پور میں مسمی نور محمد حجام کی شادی تھی۔ صبح برات جانی تھی۔کہ ان پر کسی آدمی نے مقدمہ کر دیا۔اور دستی گرفتاری کے وارنٹ لے لئے۔دس بارہ آدمیوں کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔حضرت صاحب وہاں موجود تھے۔آپ نے کہا کہ اگر یہ لوگ آج رہا ہو کر نہ آئے تو میرے پر کھانا حرام ہے۔اللہ کی شان بغیر کسی تگ و دو کے دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی اور رات کو ہی یہ لوگ واپس گھر آ گئے۔

(24) موضع ساہووالہ چک ۱۳۴ میں چوہدری غلام غوث رہتے تھے۔ان کو حضرت صاحب قبلہ سے بہت محبت تھی۔اس نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اسم اعظم کے متعلق دریافت کیا۔آپ نے اس کو بتایا۔اس نے مسجد کے کوئیں پر بیٹھ کر اسم اعظم پڑھا۔تو پانی سطح پر آ گیا۔اور غلام غوث اس پانی پر بیٹھ گیا۔اس کے بعد وہ پانی تہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

میں چلا گیا۔ اور غلام غوث بھی ساتھ ہی کوئیں کی تہ میں چلا گیا۔ اور وہیں کونیں کی تہ میں بآواز بلند اسم اعظم پڑھتا رہا۔ جب تہجد کے وقت لوگ مسجد میں آئے تو انہوں نے کوئیں سے ذکر کی آواز سنی ۔ حضرت صاحب قبلہ وہیں تھے۔ آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے کوئیں پر آ کر اسے آواز دی۔ اور پھر اسے باہر نکالا گیا۔ اس کے بعد مسمی مذکور کو ایک ہندو کا پکا ہوا کھانا کھلایا۔ تو اس کا جذبہ کم ہو گیا۔ اور وہ ہوش میں آ گیا۔

ایسے ہی صدہا واقعات ہیں جو ہر ایک مرید صادق اپنے شیخ سے دیکھتا ہے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ شیخ کی کرامات مرید اپنے باطن میں ہر لحہ محسوس کرتا ہے۔ اس کی ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیلی اور ایک مقام سے دوسرے مقام میں عروج شیخ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ مرید خواہ خارج میں شیخ سے کوئی کرامت دیکھے یا نہ کیونکہ خوارق عادت کو یہ لوگ اخفاء میں رکھتے ہیں جیسا کہ ولایت پردہ میں ہے۔ ایسا ہی کرامات بھی پردہ میں ہے۔ لیکن بوقت ضرورت دینی مصلحت کے لئے اظہار ولایت و کرامت جائز ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

شجرہ شریف

یاالٰہی آیا ہوں میں التجا کے واسطے
تیری رحمت عام ہے شاہ وگدا کے واسطے
رحم کر تو اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

جب تلک جیتا رہوں تیرا رہے ہر دم دھیان
مرتے دم بھی یاد میں تیری میری ہو تر زبان
اس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خیرالوریٰ کے واسطے

نفس وشیطاں کے فریبوں سے مجھے لیجو بچا
یہ میرے دشمن میرے پیچھے پڑے ہیں اے خدا
حضرت صدیق اکبر مقتدا کے واسطے

اپنی الفت میں خدایا محو کر، اور شاد کر
الفتِ دنیا سے مجھ کو فضل سے آزاد کر
حضرت سلمان فارس پارسا کے واسطے

جتنی ہے غفلت مجھے سب دور کر دے اے خدا
کر مجھے ذاکر رہوں میں نام پر تیرے فدا
حضرت قاسم امام اولیاء کے واسطے

کر طبیعت اس قدر میری کہ ہو وہ حق شناس
راہ باطل سے رہے ہر دم مجھے خوف وہراس
جعفر صادق امام اتقیاء کے واسطے

گرچہ عاصی ہوں ولیکن امت حضرت سے ہوں
رحم کر یا رب کہ ہر دم مست الفت میں رہوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

بایزید نامور شمعِ ھدیٰ کے واسطے

دردو غم ایسا ہو دل میں بھول جاؤں سب جہاں
ماسوئ تیرے نہ آوے نظر کچھ نام ونشاں

بوالحسن خرقانی فرخ لقا کے واسطے

علم وتقوٰے عمل تو کر فضل سے اپنے عطا
محو کر اپنی محبت میں رہوں تجھ پر فدا

بوعلی فارمدی پیر ھدیٰ کے واسطے

ایسی دولت کر عطا جو کہ ہووے لازال
معرفت حاصل کروں حاصل وہ ہو مجھ کو کمال

یوسف ہمدانی صاحب صفا کے واسطے

کچھ نہیں درکار مجھ کو دولتِ دنیائے دوں
ایسی الفت دے کہ سمجھوں تجھ سوا سب کچھ زبوں

خواجہ عارف دل ولی مشکل کشا کے واسطے

الفت دنیا میرے دل سے نکل جائے تمام
اک فقط باقی رہے تیری محبت تیرا نام

خواجہ محمود کامل بے ریا کے واسطے

اپنی رحمت سے خدایا بخش سب میرے گناہ
بندہ عاصی ہوں کر اب فضل کی مجھ پر نگاہ!

اس علی رامتینی فرخ لقا کے واسطے

ایسی ہمت دے خدایا تا نہ گھبراؤں ذرا
یاد میں تیری رہوں روز وشب صبح ومسا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

حضرت بابا سماسی رہنما کے واسطے

سایہ فضل و کرم کا مجھ پر خدایا رکھ سدا

رکھ حفاظت میں مجھے اعدائے دیں سے اے خدا

حضرت میرکلال باصفا کے واسطے

کچھ نہیں مجھ کو بھروسہ اپنے نیک اعمال کا

ہے فقط تیرا فضل حامی میرے یہ حال کا

فضل کر شاہ نقشبند پادشاہ کے واسطے

میرے دل پر کھول دے راہ طریقت اے خدا

کر حقیقت کی تجلی اس پہ تاپاوے ضیا

شاہ علاؤ الدین تاج اولیاء کے واسطے

دے ترقی اس قدر مجھ کو کہ ہوجاؤں فنا

اس فنا سے پھر مجھے حاصل ہو یا اللہ بقا

حضرت یعقوب چرخی رہنما کے واسطے

کر معطر دل میرا بوئے محبت سے مدام!

یاد میں تیری رہے لوں لوں مرا اک اک مدام!

خواجہ احرار شیخ اتقیا کے واسطے

دے مجھے وہ نور جس سے تو ہی تو آوے نظر

جس طرف دیکھوں نظر آوے تیرا جلوہ ادھر

حضرت زاہد محمد باسخا کے واسطے

یاالٰہی جلد برآوے میرے دل کی مراد

یہ دل ناشاد بھی جام محبت سے ہوشاد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

خواجہ درویش باحلم وحیا کے واسطے

تنگ آیا ہوں بہت میں مکر سے شیطان کے
جتنے ہیں اعدائے دیں دشمن ہیں میری جان کے

رحم کرا ملنگی صاحب صفا کے واسطے

درد دل ایسا عنایت کر کہ ہر دم اے خدا
شوق میں تیرے رہوں جلتا محبت سے سدا

خواجہ باقی باللہ اس کان حیا کے واسطے

نور وحدت سے میرے سینہ کو تو معمور کر
دوئی اور بیگانگی دل سے میرے سب دور کر

حضرت شاہ مجدد مقتدا کے واسطے

نیک عملوں کی خدایا دے مجھے توفیق اب
تا رہوں تیری عبادت میں لگا میں روز و شب

خواجہ معصوم فخر اصفیاء کے واسطے

عمر گزری سب کی سب لہو و لعب میں اے الہ
ایک ساعت بھی نہ گزری مجھ پہ یارب بیگناہ

بخش مجھ کو حجۃ اللہ پارسا کے واسطے

بھر میرے دل میں خدایا آتشِ شوق اس قدر
تیری الفت کا دھواں لوں لوں سے نکلے سر بسر

اس زبیر پیشوا شاہ صفا کے واسطے

اپنا دیوانہ بنا لے اپنا مستانہ مجھے
عاشق صادق بنا لے مثل پروانہ مجھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

شاہ محمد اشرف پیر ھدا کے واسطے

کر میرا مقصود حاصل فضل سے اپنے خدا
جام اپنے عشق کا یارب مجھے جلدی پلا

خواجہ محمد عیسےٰ خوش ادا کے واسطے

عشق میں اپنے خدایا دے مجھے ایسا کمال
دور ہو غفلت مری سب بھول جائے ملک و مال

خواجہ فیض اللہ حبیب کبریا کے واسطے

ذوق وشوق معرفت اپنی محبت کر عطا
تا کہ ہو دل سے میرے سب دور جو تیرے سوا

خواجہ نور محمد پارسا کے واسطے

تیرے در پر آپڑا ہوں کر دعا میری قبول
اور کچھ مطلب نہیں تیری محبت ہو حصول

حضرت فقیر محمد مقتدا کے واسطے

اس شفیع پر خطا کی ہے دعا صبح و مسا
درد دل حاصل ہو مجھ کو از طفیل اولیا

حافظ شاہ جماعت پیشوا کے واسطے

عمر سب غفلت میں کھوئی اور کئے افعال بد
آپڑا ہوں تیرے در پر رحم کر اور کر نہ رد

حضرت شاہ حیات بدرلقا کے واسطے

سلسلہ اولیا میں ہوں مسلسل اے شہا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

پس یہی کافی ہے مجھ کو یہ وسیلہ ہے بڑا

حشر میں ہونگے شفیع سب اس گدا کے واسطے

یہ شجرہ مبارک جناب مولانا محمد شریف صاحب محدث وفقیہ الاعظم کوٹلوی کا تصنیف کردہ ہے۔ حسب ضرورت دو تین شعروں میں تصرف کیا گیا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

اقوال مشائخ نقشبندیہ

(1) ہر ایک آدمی کو قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں کھڑا رکھیں گے یہاں تک کے اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے اس کی عمر کی بابت کہ کس کام میں بسر کی۔ اس کی جوانی کے متعلق کہ کس کام میں بوسیدہ کی اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کس چیز میں اسے خرچ کیا۔ اور کیا عمل کیا اپنے علم پر (ترمذی)

(2) موت کا حریص بن تجھے حیات عطا ہوگی۔

(3) تجھ پر خدا کی طرف سے جاسوس ہیں جو تجھے دیکھتے ہیں۔

(4) لوگوں میں خدا کا سب سے زیادہ فرمانبردار بندہ وہ ہے جو گناہ کا زیادہ دشمن ہے۔

(5) اس قول میں کوئی خوبی نہیں جس سے رضائے خدا مراد نہ ہو اور اس مال میں کوئی خوبی نہیں جو راہ خدا میں خرچ نہ ہو اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جس کی جہالت اس کے حلم پر غالب ہے۔

(6) ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر حلال کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔

(7) جو شخص بغیر توبہ کے قبر میں جاوے تو اس نے بغیر کشتی کے سمندر میں پاؤں رکھا۔

(8) سب سے زیادہ عقل اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی کا اتباع اور اس کے غضب سے بچنا ہے۔

(9) تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے رب کا تجھ پر حق ہے۔ اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے پس ہر حق دار کا حق ادا کر۔

(10) میں اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا پسند کرتا ہوں۔

(11) چار چیزوں سے شریف آدمی کو عار نہ چاہئے اپنے والد کی تعظیم کے لئے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

کھڑا ہونا، اپنے مہمان کی خدمت کرنا، اپنے چوپایہ کی خدمت کرنا، اپنے استاد کی خدمت کرنا۔

(12) نیکی سوائے تین خصلت کے تمام وکامل نہیں ہوتی۔ اسے جلدی کرنا اسے چھوٹا سمجھنا اسے چھپانا۔

(13) تم اپنے ہاتھ کا کھانا، کھاؤ، جو بھوکا تھا پھر سیر ہو گیا۔

(14) جب تو گناہ کرے تو معافی مانگ۔ ان پر اصرار کرنا کمال درجہ کی حماقت ہے۔

(15) جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے۔ اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہئیے۔

(16) علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں۔ جب تک بادشاہوں کے دروازے پر نہ جائیں۔

(17) جس نے اللہ کو پہچانا اس نے ماسوا سے منہ پھیر لیا۔

(18) عبادت توبہ کے سوا درست نہیں۔

(19) جو شخص غم میں ہو وہ کہے۔ لاالہ الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين ۔ جو کسی آفت سے ڈرتا ہو وہ کہے حسبنا الله ونعم الوكيل۔ جو شخص لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو وہ کہے۔ افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد اور جو جنت کی رغبت کرتا ہو وہ کہے ماشاء الله لاقوة الا بالله

(20) معرفت بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے حاصل ہوتی ہے۔

(21) اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہو تو اس پر فریفتہ نہ ہو۔ اور جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر نہی۔ حفظ حدود اور آداب شریعت میں کیسا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(22) اپنے نفس کو چھوڑ اور اللہ کی طرف آ۔

(23) وہ دل جس میں خدا کی یاد ہو سب چیزوں سے بہتر ہے۔

(24) ایسے شخص کے ساتھ مت بیٹھو جب تم خدا کہو تو وہ کچھ اور کہے۔

(25) کوئی شخص راگ گائے اور اس سے خدا کو طلب کرے۔ وہ ایسے شخص سے بہتر ہے۔ جو قرآن پڑھے اور اس سے حق کو طلب نہ کرے۔

(26) رسول اللہ ﷺ کا وارث وہ شخص ہے جو آپ کے فعل کی پیروی کرے نہ وہ شخص جو کہ کاغذ کو سیاہ کرے۔

(27) تین چیزوں کی غایت معلوم نہ ہو سکی حضرت مصطفیٰ ﷺ کے درجات، نفس کا مکر، معرفتِ الٰہی۔

(28) عافیت تنہائی میں ہے اور سلامتی خاموشی میں

(29) ایمان جوڑنا اور توڑنا ہے۔

(30) دو وقت اپنے رب کو خوب نگاہ رکھنا چاہیے۔ بات کرنے کے وقت اور کھانے کے وقت۔

(31) جب تم زندہ ہو طلب علم سے ایک قدم جدا نہ ہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

(32) تمام کاموں میں اصل شریعت ہے۔ اور ان حدود کی حفاظت جو حق تعالیٰ نے مقرر کی ہیں۔

(33) علمائے شریعت کے پاس بیٹھو کیونکہ وہ امت کے چراغ ہیں۔ جاہلوں اور دنیاداروں سے دور ہیں۔

(34) کبار اہل حقیقت کا قول ہے۔ کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا تو وہ اس راستے میں نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.in

(35) تیرا حجاب تیرا وجود ہے۔

(36) ہمارا طریق محبت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے۔ اور جمعیت صحبت میں ہے۔

(37) طریقہ سب ادب ہی ادب ہے۔ طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ ایک ادب حق سبحانہ کی نسبت ہے۔ ایک ادب پیغمبر ﷺ کی نسبت ہے اور ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے اللہ تعالیٰ کا ادب اسکے حکموں کا بجالانا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ادب ان کی کامل اتباع ہے۔ اور آپ کی ذات کامل وسیلہ ہے اور مشائخ سبب اتباع نبی کریم ﷺ ہیں۔ لہٰذا ان کا بھی ادب ویسا ہی ہے۔

(38) ذکر کی تعلیم کسی کامل مکمل سے ہونی چاہیے۔ تاکہ موثر ہو۔

(39) اعمال فرائض ہیں یا نوافل۔ فرائض کے مقابل نوافل کا کچھ اعتبار نہیں فرائض میں ایک فرض کا ایک وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ خالص نیت سے ادا ہوں اور خواہ کوئی نفل ہوں۔ نماز، زکوۃ، روزہ، ذکر، فکر مثل ان کے۔

بندہ ناچیز ان کلمات پر اکتفا کرتا ہوا کتاب کو ختم کرتا ہے۔ اور بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہے کہ اے خالق کون و مکان............ اپنے محبوب مدنی تاجدار رسالت آقائے نامدار حبیب کردگار محمد مصطفیٰ ﷺ کی طفیل اپنی معرفت سے شناسا کر اور درد دل عطا کر، زبان ذاکر، دل شاکر دے۔ خیال پاکیزہ دے۔ اپنی اور جو تیری سرکار میں عزت و مرتبہ والے نیک ارواح ہیں ان کی محبت دے۔ نیک اعمال کی توفیق بخش۔ دین و دنیا میں پردہ رکھ اور تمام ضروریات میں اپنا ہی محتاج بنا۔ اے اللہ العالمین اسلام پر زندہ رکھ۔ اسلام پر موت دے اور اسلام پر ہی حشر کر۔ اور اس صحیفہ مبارکہ کو منظور فرما کر ذریعہ نجات بنا۔ آمین۔ خاکپائے اولیا محمد شفیع عفا اللہ عنہ، از لویری والہ ضلع گوجرانوالہ۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari